بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

جلد 74

شمارہ 8-7

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈیا
80 ڈالرامریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

14-21 شعبان 1446 ہجری قمری ● 13-20 تبلیغ 1404 ہجری شمسی ● 13-20 فروری 2025ء

ارشاد باری تعالیٰ

وَالَّذِیۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِرَبِّہِمۡ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ ۪ وَاَمۡرُہُمۡ شُوۡرٰی بَیۡنَہُمۡ ۪ وَمِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ

(سورۃ الشوریٰ:39)

ترجمہ: اور جو اپنے ربّ کی آواز پر لبیک کہتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ان کا امر باہمی مشورہ سے طے ہوتا ہے اور اس میں سے جو ہم نے انہیں عطا کیا خرچ کرتے ہیں۔

مصلح موعودؓ نمبر

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 07 فروری 2025 بروز جمعہ مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 36 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، فعال درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

پیشگوئی دربارہ مصلح موعودؓ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’بِاِلۡهَامِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاِعۡلَامِہٖ عَزَّوَجَلَّ خدائے رحیم وکریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جَلَّ شَانُہٗ وَعَزَّ اِسۡمُہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے مُوافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو مَیں نے تیری تَضَرُّعَات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بہ پایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کِلید تجھے ملتی ہے۔ اَے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ ﷺ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وَجِیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تُخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عَنۡمُوَائِیۡل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رِجس سے پاک ہے۔ اور وہ نُورُاللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظۡهَرُ الۡاَوَّلِ وَالۡاٰخِرِ۔ مَظۡهَرُ الۡحَقِّ وَالۡعَلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عِطر سے مَمسُوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اَسیروں کی رَستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نُقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا وَکَانَ اَمۡرًا مَّقۡضِیًّا۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات، جلد 1، صفحہ 100، اشتہار 20 فروری 1886ء)

130 واں جلسہ سالانہ قادیان مورخہ 26، 27، 28 دسمبر 2025ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 130 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2025ء کیلئے مورخہ 26، 27، 28 دسمبر (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز جو دعائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شاملین جلسہ کیلئے کی ہیں ہم سب کو ان کا وارث بنائے۔ آمین۔ اسی طرح اس جلسہ سالانہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

شرعی لحاظ سے شرطی طلاق واقع ہوجاتی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اگر شرط ہو کہ فلاں بات ہو تو طلاق ہے اور وہ بات ہوجائے تو پھر واقعی طلاق ہوجاتی ہے

عام حالات میں عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانا پسند نہیں کیا گیا، لیکن اسے حرام بھی قرار نہیں دیا گیا

مجبوری کی صورت میں اگر عورتیں الگ انتظام کے تحت مردوں کے پیچھے کچھ فاصلہ پر اپنی صف بنا کر نماز جنازہ پڑھ لیں تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں لیکن اس صورت میں بھی وہ تدفین کے کسی عمل میں شامل نہیں ہوں گی بلکہ تدفین کے وقت الگ رہیں گی اور تدفین مکمل ہونے پر دعا میں شامل ہوسکتی ہیں

حضرت محمد بن عبد الوہاب نجدیؒ اپنے وقت کے ایک سچے اور موحد بزرگ تھے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی نصرت کے لیے چنا تھا، ان کے مخالفین نے ان پر جو غلط الزام لگائے یا ان کے متبعین نے ان کی دی ہوئی تعلیمات میں اگر شدت پسندی کو داخل کر دیا ہے تو اس میں اس نیک بزرگ کا کوئی قصور نہیں

سیّدنا حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

بنیادی مسائل کے جوابات (قسط 80)

سوال: فرانس سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں اس سوال پر مشتمل عریضہ تحریر کیا کہ نماز پڑھانے سے قبل امام کو مصلّے پر کھڑے ہو کر یہ کہنا چاہیے کہ اب اقامت کہی جائے، کیونکہ بعض جگہوں پر جب تک امام کھڑا ہو کر یہ نہ کہے کہ تکبیر کہی جائے، تکبیر نہیں بولی جاتی۔ اس بارے میں راہنمائی کی درخواست ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 17؍فروری 2023ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب: قرآن و حدیث میں ایسی کوئی ہدایت نہیں ملتی کہ امام کے لیے ضروری ہے کہ وہ مصلے پر کھڑے ہو کر تکبیر کہنے کے لیے کہے تو تکبیر کہی جائے۔ بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ انہیں الفاظ میں بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ موقع اور محل کے مطابق ان کاموں کو کیا جاتا ہے۔ نماز باجماعت بھی ایسی چیز ہے جس میں امام کی اقتدا لازمی امر ہے۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ کو ہدایت فرمائی کہ جب نماز کا وقت ہوجائے تو جب تک میں نماز کے لیے اپنی جگہ پر نہ پہنچ جاؤں تم کھڑے نہ ہوا کرو۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان بَاب مَتَى يَقُومُ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْإِمَامَ عِنْدَ الْإِقَامَةِ)

یہاں پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ جب تک میں یہ نہ کہوں کہ تکبیر کہو، تکبیر نہ کہی جائے۔

باقی اگر کسی موقع پر بوقت ضرورت امام مؤذن کو اقامت کہنے کی طرف توجہ دلانے کے لیے اقامت کہنے کے لیے کہہ دے یا حسب حالات نمازوں کے جمع ہونے کی صورت میں یا کسی اور وجہ سے مقتدیوں کو نماز کا بتانے کی غرض سے یا صفیں درست کرنے کے لیے نماز کا اعلان کر دے تو اس میں بھی کوئی حرج کی بات نہیں۔

سوال: ناروے سے ایک دوست نے سورۃ المومن کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ اس سورت میں آیا ہے کہ ”وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفہ سے، پھر لوتھڑے سے، پھر تمہیں بچہ کی صورت میں باہر نکالتا ہے۔“ سوال یہ ہے کہ اس آیت میں روح کے بچہ میں داخل ہونے کا کوئی ذکر نہیں۔ اس کی کیا حکمت ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 28؍فروری 2023ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب: قرآن کریم کا ایک اسلوب یہ بھی ہے کہ وہ لوگوں کی آسانی کے لیے اپنے مضامین کو بار بار اور الگ الگ پیرایوں میں بیان کرتا ہے تا کہ وہ اس کلام کو سمجھ کر اس سے نصیحت حاصل کر سکیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا۔ (بنی اسرائیل: 42) یعنی ہم نے اس قرآن میں (ہر ایک بات کو) اس لیے بار بار بیان کیا ہے کہ وہ (اس سے) نصیحت حاصل کریں۔ اسی طرح فرمایا: وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ۔ (الکہف: 55) یعنی ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لیے یقیناً ہر ایک (ضروری) بات کو مختلف پیرایوں میں بیان کیا ہے۔

انسانی تخلیق کا مضمون بھی چونکہ ایک اہم مضمون ہے اور اس کا انسان کے روحانی مدارج کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی تصانیف میں قرآن کریم کے حوالہ سے انسان کے جسمانی اور روحانی مدارج نیز علم الابدان اور علم الادیان کے تعلق کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 186 تا 244۔ اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 322،321۔ چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 102، 103)

پس اللہ تعالیٰ نے انسانی تخلیق کے مضمون کو قرآن کریم میں مختلف جگہوں اور مختلف پیرایوں میں بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کے متعلق پیدا ہونے والے شبہ کے ازالہ کے لیے سورۃ الحج کی آیت نمبر 6 میں انسانی تخلیق کی مٹی کے ذریعہ پیدائش سے لے کر اس کے مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے بڑھاپے کی ایسی انتہائی عمر تک پہنچنے کے مضمون کو بیان فرمایا ہے جس میں ایک علم رکھنے والا شخص بھی علم سے بالکل کورا ہو جاتا ہے۔ پھر سورۃ المومنون کی آیت 13 تا 17 میں اس مضمون کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ کے الفاظ میں جسم میں روح کے نمودار ہونے کے مضمون کو بیان فرمایا ہے۔ اور سورۃ المومن جس کا آپ نے بھی اپنے خط میں ذکر کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی کے مختلف قسم کے ارضی و سماوی ثبوتوں کے ساتھ انسانی تخلیق کو بھی اپنی ہستی کے ثبوت کے طور پر بیان فرمایا اور اس میں انسان کے مٹی سے پیدا ہونے اور نطفہ اور علقہ کے مراحل سے گزرنے کے بعد بچہ کی صورت میں پیدا ہونے اور پھر عام بڑھاپے کی عمر تک پہنچنے کا ذکر کیا گیا ہے اور ساتھ یہ بیان فرمایا کہ کچھ لوگ اپنی عمر کی آخری حد تک پہنچتے ہیں اور کچھ پہلے ہی فوت ہوجاتے ہیں۔

لہٰذا قرآن کریم نے اس مضمون کو جو مختلف جگہوں پر مختلف پیرایوں میں بیان فرمایا ہے، ہر جگہ اس کا کوئی نہ کوئی مقصد ہے۔ اس لیے کسی جگہ اس کی تفصیل بیان فرما دی ہے اور کسی جگہ اسے اجمالاً بیان فرمایا ہے۔ لیکن چونکہ قرآن کا ایک حصہ دوسرے حصہ کی تفسیر بھی کرتا ہے، اس لیے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ قرآن کریم نے جو مضامین بیان فرمائے ہیں ان میں کوئی تشنگی ہے۔ قرآن کریم میں بیان ہونے والے مضامین بحیثیت مجموعی مکمل صورت میں بیان ہوئے ہیں۔

سوال: لبنان سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ میں نے اپنی بیوی سے کہا تھا کہ اگر تم بیٹی کے گھر گئی تو تمہیں طلاق ہوگی۔ پھر بچوں نے بتایا کہ میری بیوی بیٹی کے گھر گئی ہے، گو وہ اس سے انکار کرتی ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ گئی ہے۔ کیا ایسی صورت میں طلاق واقع ہوجائے گی؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 6؍مارچ 2023ء میں اس مسئلہ کے بارے میں درج ذیل راہنمائی عطا فرمائی۔ حضور نے فرمایا:

جواب: شرعی لحاظ سے شرطی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ ”اگر شرط ہو کہ فلاں بات ہو تو طلاق ہے اور وہ بات ہوجائے تو پھر واقعی طلاق ہوجاتی ہے۔“

(اخبار بدر نمبر 21، جلد 2، مورخہ 12 جون 1903ء صفحہ 160)

آپ نے بھی اپنی طلاق کو بیوی کے بیٹی کے گھر جانے کے ساتھ مشروط کیا تھا۔ پس اگر یہ بات ثابت ہوجائے کہ آپ کی بیوی بیٹی کے گھر گئی ہے تو آپ کی طرف سے آپ کی بیوی کو ایک طلاق ہوجائے گی۔

لیکن چونکہ یہ پہلی طلاق ہے اس لیے اگر آپ چاہیں تو عدت کے دوران رجوع کر سکتے ہیں۔ اس رجوع کے لیے کسی قسم کے نکاح کی ضرورت نہیں۔

سوال: محترم امیر صاحب بیلجیم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصر العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ بیلجیم میں جگہ کم ہونے کی وجہ سے عموماً قبرستان میں ہی ایک طرف تدفین سے قبل نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ کیا ایسی صورت میں خواتین قبرستان میں موجود جنازہ گاہ میں نماز جنازہ ادا کر سکتی ہیں بشرطیکہ وہ نماز جنازہ پڑھ کر باہر چلی جائیں اور تدفین میں شامل نہ ہوں؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 6؍مارچ 2023ء میں اس بارے میں درج ذیل راہنمائی عطا فرمائی۔ حضور نے فرمایا:

جواب: عام حالات میں عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانا پسند نہیں کیا گیا، لیکن اسے حرام بھی قرار نہیں دیا گیا۔ چنانچہ حضرت ام عطیہؓ کہتی ہیں کہ ہم عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانے سے منع کیا جاتا تھا لیکن اس

باقی صفحہ نمبر 26 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

ظلم کی ابتداء کفار کی طرف سے تھی جنہوں نے بغیر کسی جائز وجہ کے محض اسلام کی عداوت میں بے گناہ مسلمانوں کے ساتھ ظالمانہ اور وحشیانہ سلوک کیا
اور جو کچھ ان کی سزا میں کیا گیا وہ محض قصاصی اور جوابی تھا
(سیرت خاتم النبیینؐ)

عُرَنِیِّین کا یہ قصہ حدود کا حکم اترنے سے پہلے رونما ہوا تھا۔
اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس لشکر کو بھی بھیجا ان کو مُثلہ سے منع فرمایا
اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدقے کی ترغیب دیتے تھے اور مُثلہ سے روکتے تھے

اگر سارے حالات کو سامنے رکھ کر غور کیا جائے تو اس معاملہ میں اسلام کا دامن بالکل پاک نظر آتا ہے
کیونکہ دراصل یہ فیصلہ اسلام کا نہیں تھا بلکہ حضرت موسیٰؑ کا تھا جن کی شریعت کو حضرت مسیحؑ ناصری نے منسوخ نہیں کیا بلکہ برقرار رکھا
(سیرت خاتم النبیینؐ)

سریہ کُرز بن جابر اور غزوہ ذی قرد کے تناظر میں سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 24 جنوری 2025ء بمطابق 24 صلح 1404 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے سریّات کا ذکر ہو رہا ہے۔ آج اس سلسلہ میں پہلے سریّہ کُرز بن جابر کا ذکر کروں گا۔ یہ سریّہ شوال چھ ہجری میں عُرَنِیِّین کی طرف ہوا۔
(طبقات الکبریٰ جلد 2 صفحہ 71 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

بعض کے مطابق یہ سریّہ سعید بن زید کا تھا لیکن اکثریت کا قول ہے کہ یہ سریّہ کرز بن جابر کا تھا اور ایک قول یہ بھی ہے کہ جریر بن عبداللہ کا ہے مگر اس قول کی تردید بھی کی گئی ہے۔ جریر بن عبداللہ اس سریّہ کے چار سال بعد مسلمان ہوئے تھے۔
(سیرت الحلبیہ جلد 3 صفحہ 260 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اس سریّہ کا سبب یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چند لوگ آئے۔ بخاری کتاب الجہاد اور کتاب الدیّات میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ وہ آٹھ آدمی قبیلہ عُکْل اور عُرَینہ میں سے تھے۔ ابن جریر اور ابوعَوانہ کے نزدیک چار عُرَینہ میں سے تھے اور تین عُکْل میں سے تھے اور آٹھواں آدمی ان دونوں قبیلوں میں سے نہیں تھا۔ اس کا نسب معلوم نہیں ہے۔ چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام کے بارے میں گفتگو کی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے اسلام پر بیعت کر لی اور وہ بیمار تھے۔ ابوعَوانہ نے بیان کیا ہے کہ وہ بہت کمزور تھے اور ان کے رنگ بہت زیادہ زرد تھے اور ان کے پیٹ بڑھے ہوئے تھے اور انہوں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں پناہ دیں اور ہمیں کھانا کھلائیں۔ اور وہ مسجد نبوی کے چبوترے میں ٹھہرے تھے۔ پس جب تندرست ہو گئے تو ان کے بدنوں کو مدینہ کی آب و ہوا موافق نہ آئی۔ یعنی بھوک کی وجہ سے جو بیماری تھی اور کمزوری تھی وہ تو دور ہو گئی لیکن عمومی طور پر ان کے مطابق ان کو مدینہ کی آب و ہوا، شہر کی آب و ہوا موافق نہ آئی۔ ابن اسحاق کے مطابق انہوں نے آب و ہوا کو ناموافق پایا اور کمزور ہو گئے۔ گو بھوک کی کمی کی وجہ سے جو کمزوری تھی، اس سے تو صحت مند ہو گئے لیکن دوسری طرف اَور بیماریاں آ گئیں۔ بہرحال ایک روایت میں ہے کہ مدینہ میں ان دنوں وبا پیدا ہوئی جسے بِرسام کہتے ہیں۔ برسام ایک بیماری ہے جو ذہن کو متاثر کرتی ہے اور سر پر ورم اور سینہ پر ورم کا باعث بنتی ہے۔ وہ کہنے لگے کہ یہ مرض یہاں آ چکی ہے اور مدینہ کی آب و ہوا ہمارے ناموافق ہے۔ ہم مال مویشی والے ہیں اور ہم کھیتی باڑی والے نہیں ہیں۔ ہمارے لیے دودھ کا انتظام کر دیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس اَور تو کچھ نہیں ہے مگر تم دودھ والی اونٹنیوں کے پاس چلے جاؤ اور ان کو چراگاہ میں بھیج دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فَیْفَاءُ الْخَبَار کے چرواہوں کے پاس جانے کا حکم دیا۔ فَیْفَاءُ الْخَبَار مدینہ کے قریب ایک بیابان تھا۔

بہرحال اس روایت سے یہ لگتا ہے کہ وہ زیادہ عرصہ مدینہ میں نہیں رہے بلکہ جلد ہی مدینہ سے باہر چلے گئے اور اونٹنیوں کا دودھ پی کر ان کی صحت بھی بہتر ہو گئی۔

ایک اَور روایت میں بھی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو صدقہ کی اونٹنیوں کے پاس جانے کی رخصت دی کہ وہ ان اونٹنیوں کا دودھ پئیں۔ سو انہوں نے اونٹوں کی طرف نکل کر ان کا دودھ پیا۔ پس جب تندرست ہو گئے اور ان کے بدن اپنی حالت پر لوٹ آئے اور ان کے پیٹ چھوٹے ہو گئے تو اسلام لانے کے بعد کافر ہو کر دودھ والی اونٹنیوں کو ہانک کر لے گئے۔

ایک طرف تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شفقت کا یہ سلوک دوسری طرف ان کا یہ رویہ کہ ٹھیک ہو کے انہوں نے دھوکا دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ جب کافر ہو کے دودھ والی اونٹنیوں کو ہانک کے اپنے ساتھ لے گئے تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام یَسار اور ان کے چند ساتھیوں نے پا لیا۔ بہرحال ان کو مسلمانوں نے چیلنج کیا، پکڑا تو انہوں نے آگے سے لڑائی کی اور انہوں نے بھی قتال کیا۔ چنانچہ یہ جو لوگ آئے تھے اور ڈاکہ ڈال کے یا چوری کر کے اونٹنیاں لے گئے تھے انہوں نے مسلمان جو رکھوالے تھے ان کو بھی قتال کر کے قتل کر دیا۔ پھر وہ لوگ چرواہوں کی طرف مائل ہوئے اور پہلے یسار کو قتل کیا۔ ان لوگوں نے یسار کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ کر ان کی زبان اور آنکھوں میں کانٹے چبھوئے یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئے۔ اور پھر باقی چرواہوں کو بھی قتل کر دیا۔ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ انہوں نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا ہے۔ ایک ان میں سے بچ گیا تھا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا اور یہ کہا کہ وہ لوگ اونٹوں کو لے کر چلے گئے ہیں۔

محمد بن عمر کی روایت ہے کہ بنوعَمرو بن عَوف کی ایک عورت اپنے گدھے پر سوار ہو کر ادھر کو آئی اور یَسار کے پاس سے گزری جو کہ درخت کے نیچے پڑا تھا۔ جب وہ اس کے پاس سے گزری تو وہ فوت ہو چکے تھے۔ وہ اپنی قوم کی طرف لوٹی اور اس کو اس واقعہ کی خبر دی۔ پس وہ لوگ بھی نکلے یہاں تک کہ یَسار کو مردہ حالت میں اٹھا کر قبُا کی طرف لے آئے۔

صحیح مسلم کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انصار کے بیس نوجوان موجود تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بھیجا۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قدموں کے نشانات پر بیس شہسواروں کو بھیجا۔ یعنی جب وہ لے کے چلے گئے تھے اور آپ کو خبر پہنچی تو آپؐ نے ان کے پیچھے بیس آدمیوں کو پکڑنے کے لیے بھیجا۔ ان میں سے چند کے نام بھی لکھے ہوئے ہیں۔ جن میں سَلَمہ بن اَکْوَع، ابو رُھم، ابوذَر غِفَاری، بُرَیْدَہ بن حُصَیب، رافع بن مَکِیْث اور ان کے بھائی جُنْدُب، بلال بن حارث، عبداللہ بن عمرو بن عوف مُزَنِی، جُعَال بن سُرَاقَہ ثَعْلَبِی، سُوَیدِ بنِ صَخْر جُھَنِی۔ یہ سب مہاجرین میں سے تھے اور ان پر کُرز بن جابر فِھْرِی کو امیر بنایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دشمن کے تعاقب میں بھیجا۔ ان کے ساتھ ایک کھوج لگانے والے کو بھی بھیجا جو ان کے نشانات کا کھوج لگاتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دشمنوں پر بددعا کی اور فرمایا کہ اے اللہ! ان کو راستے سے اندھا بنا دے اور اسے ان کے لیے اونٹ کی کھال سے بھی تنگ بنا دے۔ یعنی وہ سفر نہ کر سکیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو راستے سے اندھا کر دیا۔ چنانچہ وہ اسی دن پکڑے

گئے۔ جب دن چڑھا تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ یہ جو بیس آدمی گئے تھے ان کو پکڑ کر لے آئے۔ ایک روایت میں ہے کہ کرز بن جابر اور اس کے ساتھی ان کی تلاش میں نکلے یہاں تک کہ ان کو رات ہوگئی۔ چنانچہ انہوں نے رات حَرَّہ میں گزاری۔ پھر انہوں نے صبح کی اور وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ لوگ کدھر گئے ہیں تو اچانک ایک عورت اونٹ کے شانے کو اٹھائے ہوئے تھی۔ چنانچہ انہوں نے اس کو پکڑا اور اس عورت سے پوچھا یہ کیا ہے؟ عورت کہنے لگی کہ میں ایک قوم کے پاس سے گزری ہوں انہوں نے اونٹ ذبح کیا ہوا تھا، انہوں نے مجھے یہ شانہ دیا ہے اور وہ اس جنگل میں ہیں۔ اس کو بھی کچھ گوشت کا ٹکڑا، ایک ٹانگ کی ران کا اوپر کا حصہ دیا تھا۔ وہ کہنے لگی کہ جب تم ان کو دیکھو گے تو ان کا دھواں نظر آئے گا۔ جہاں وہ بیٹھے ہوئے ہیں وہاں دھواں اٹھ رہا ہوگا۔

پس صحابہ چل پڑے یہاں تک کہ ان کے پاس اس وقت آئے جب وہ کھانے سے فارغ ہو چکے تھے۔ صحابہؓ نے ان سے اپنے آپ کو حوالے کرنے کا مطالبہ کیا تو سب قیدی ہو گئے اور ان میں سے کوئی ایک بھی باقی نہ رہا۔ پس صحابہؓ نے ان کو باندھ لیا اور ان کو اپنے پیچھے گھوڑوں پر بٹھا کر مدینہ لے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زِغَابَہ نامی جگہ میں تشریف فرما تھے۔ یہ زِغَابَہ جُرُف سے متصل ایک جگہ ہے اور جُرُف مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر تھا۔ بہر حال وہ ان کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ان کے پیچھے چند لڑکوں کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو وادی زِغَابَہ میں پانی کے بہاؤ کے جمع ہونے کی جگہ پر ملے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلائیاں لانے کا حکم دیا۔ وہ گرم کی گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سلائیوں کو ان کی آنکھوں میں پھیرا کیونکہ انہوں نے چرواہوں کی آنکھوں میں سلائیاں پھیری تھیں۔ ایک روایت میں ہے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ایک طرف کے ہاتھ کاٹے اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائی پھیر کر ان کو دھوپ میں ڈال دیا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ ایک روایت میں ہے ان کی آنکھوں میں گرم سلائی پھیری گئی اور ان کو دھوپ میں ڈال دیا گیا۔ وہ پانی مانگتے تھے ان کو پانی نہیں دیا جاتا تھا۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان میں سے ایک کو دیکھا کہ وہ پیاس کی وجہ سے اپنے منہ سے زبان کو چاٹ رہا تھا تاکہ وہ ٹھنڈک پائے اس سے جو وہ سخت گرمی اور دھوپ پا رہا تھا یہاں تک کہ وہ مر گئے اور ان کا خون روکنے کے لیے ان کو داغا نہیں گیا، ان کا علاج نہیں کیا گیا۔ ابو قِلَابَہ نے بیان کیا ہے کہ یہی لوگ تھے جنہوں نے قتل بھی کیا، چوری بھی کی اور اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے جنگ کی۔

ابن سیرین بیان کرتے ہیں کہ عُرَنِیِّیْن کا یہ قصہ حدود کا حکم اترنے سے پہلے رونما ہوا تھا۔ بہر حال یہ سب کچھ ہوا۔ بظاہر لگتا ہے کہ مسلمانوں نے بڑا ظلم کیا لیکن بہر حال جو اسلامی تعلیم تھی وہ بعد میں نازل ہوئی اور وہ یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیۡنَ یُحَارِبُوۡنَ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ وَیَسۡعَوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ فَسَادًا اَنۡ یُّقَتَّلُوۡۤا اَوۡ یُصَلَّبُوۡۤا اَوۡ تُقَطَّعَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَاَرۡجُلُہُمۡ مِّنۡ خِلَافٍ اَوۡ یُنۡفَوۡا مِنَ الۡاَرۡضِ ؕ ذٰلِکَ لَہُمۡ خِزۡیٌ فِی الدُّنۡیَا وَلَہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ (المائدہ: 34) یعنی ان لوگوں کی جزا جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں یہ ہے کہ انہیں سختی سے قتل کیا جائے یا دار پر چڑھایا جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دیے جائیں یا انہیں دیس نکالا دے دیا جائے۔ یہ ان کے لیے دنیا میں ذلت اور رسوائی کا سامان ہے اور آخرت میں تو ان کے لیے بڑا عذاب مقدر ہے۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد کسی کی آنکھ میں سلائی نہ پھیری اور نہ ہی کسی کی زبان کاٹی اور نہ ہاتھ اور پاؤں کاٹنے سے زیادہ کوئی سزا دی اور اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس لشکر کو بھی بھیجا ان کو مُثلہ سے منع فرمایا اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدقے کی ترغیب دیتے تھے اور مُثلہ سے روکتے تھے۔

محمد بن عمر واقدی اور ابن سعد بیان کرتے ہیں کہ پندرہ اونٹنیاں تھیں جن کو وہ چراگاہ سے لے گئے تھے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 6 صفحہ 115 تا 117، 122 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (صحیح مسلم کتاب القسامۃ والمحاربین باب حکم المحاربین والمرتدین حدیث 3150 جلد 9 صفحہ 13، نور فاؤنڈیشن) (معجم البلدان از ڈاکٹر غلام جیلانی برق صفحہ 263) (فرہنگ سیرت صفحہ 87 زوار اکیڈمی کراچی)

بہر حال یہ دشمنوں نے مسلمانوں کے ساتھ کیا تھا اس لیے ان کا بدلہ ان سے اسی طرح لیا گیا جو انہوں نے کیا تھا اور وہی سزا دی گئی لیکن بعد میں اسلامی تعلیم کے مطابق پھر کبھی دشمنوں سے ایسا سلوک نہیں ہوا۔ گو یہ اس کا جواب ہے لیکن اس کا کچھ تفصیلی جواب اور بعض لوگوں کے اعتراض جو اسلام پہ اعتراض کرنے والے کرتے ہیں کہ دشمنوں سے کیوں ایسا ظالمانہ سلوک کیا اس کا جواب حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے سیرت خاتم النبیینؐ میں بڑا اچھا دیا ہے۔

آپؓ لکھتے ہیں کہ ”مسلمانوں کے لیے یہ دن بہت خطرناک تھے کیونکہ قریش اور یہود کی انگیخت سے سارا ملک ان کی عداوت کی آگ سے شعلہ زن ہو رہا تھا۔ اور اپنی جدید پالیسی کے ماتحت انہوں نے یہ بھی فیصلہ کیا تھا کہ مدینہ پر باقاعدہ حملہ کرنے کی بجائے درپردہ طریقوں سے نقصان پہنچایا جائے اور چونکہ دھوکا دہی اور غداری عرب کے وحشی قبائل کے اخلاق کا حصہ تھی اس لیے وہ ہر جائز و ناجائز طریق سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے درپے تھے۔ چنانچہ جس واقعہ کا ذکر ہم اب کرنے لگے ہیں۔“ اسی واقعہ کو بیان کیا ہے۔ ”وہ اسی ناپاک سلسلہ کی ایک کڑی تھی جو ایک ہولناک رنگ میں اپنے انجام کو پہنچی۔“ پھر آپؓ لکھتے ہیں کہ ”تفصیل اس کی یہ ہے کہ شوال 6ھ میں قبیلہ عُکل اور عُرَیْنَہ کے چند آدمی جو تعداد میں آٹھ تھے۔ مدینہ میں آئے اور اسلام کے ساتھ محبت اور موانست کا اظہار کر کے مسلمان ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے قیام کے بعد انہیں مدینہ کی آب و ہوا میں معدہ اور تلی وغیرہ کی جو کچھ شکایت پیدا ہوئی تو وہ اسے بہانہ بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی تکلیف بیان کر کے کہا کہ یا رسول اللہ! ہم جنگلی لوگ ہیں اور جانوروں کے ساتھ رہنے میں عمر گزاری ہے اور شہری زندگی کے عادی نہیں اس لیے بیمار ہو گئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہیں یہاں مدینہ میں تکلیف ہے تو مدینہ سے باہر جہاں ہمارے مویشی رہتے ہیں وہاں چلے جاؤ۔“ مہمان نوازی کا حق ادا کیا۔ شفقت کا سلوک فرمایا۔ ”اور اونٹوں کا دودھ وغیرہ پیتے رہو۔ اچھے ہو جاؤ گے“ وہاں صحت مند جگہ پہ رہ کے۔ ”اور ایک روایت میں یہ ہے کہ انہوں نے خود کہا کہ یا رسول اللہ! اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم مدینہ سے باہر جہاں آپ کے مویشی رہتے ہیں وہاں چلے جاتے ہیں جس کی آپؐ نے اجازت دے دی۔ بہر حال وہ آنحضرتؐ سے اجازت لے کر مدینہ سے باہر اس چراگاہ میں چلے گئے جہاں مسلمانوں کے اونٹ رہتے تھے۔

جب ان بدبختوں نے یہاں اپنا ڈیرا جما لیا اور آگے پیچھے نظر ڈال کر سارے حالات معلوم کر لیے اور کھلی ہوا میں رہ کر اور اونٹوں کا دودھ پی کر خوب موٹے تازے ہو گئے تو ایک دن اچانک اونٹوں کے رکھوالوں پر حملہ کر کے انہیں مار دیا اور مارا بھی اس بے دردی سے کہ پہلے تو جانوروں کی طرح ذبح کیا اور پھر جب ابھی کچھ جان باقی تھی تو ان کی زبانوں میں صحرا کے تیز کانٹے چبھوئے تاکہ جب وہ منہ سے کوئی آواز نکالیں یا پیاس کی وجہ سے تڑپیں تو یہ کانٹے ان کی تکلیف کو اَور بھی بڑھاویں۔ اور پھر ان ظالموں نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ گرم سلائیاں لے کر ان نیم مردہ مسلمانوں کی آنکھوں میں پھیریں۔ اور اس طرح یہ بے گناہ مسلمان کھلے میدان میں تڑپ تڑپ کر جان بحق ہو گئے۔ ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ذاتی خادم بھی تھا جس کا نام یسار تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کے چرانے پر مقرر تھا۔

جب یہ درندے اس وحشیانہ رنگ میں مسلمانوں کا کام تمام کر چکے تو پھر سارے اونٹوں کو اکٹھا کر کے انہیں ہنکا لے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ حالات ایک رکھوالے نے پہنچائے جو اتفاق سے بچ کر نکل آیا تھا جس پر آپؐ نے فوراً بیس صحابہؓ کی ایک پارٹی تیار کر کے ان کے پیچھے بھجوا دی اور گو یہ لوگ کچھ فاصلہ طے کر چکے تھے مگر خدا کا یہ فضل ہوا“ یعنی کہ دشمن جو تھا وہ فاصلہ طے کر چکا تھا مگر خدا کا یہ فضل ہوا ”کہ مسلمانوں نے پھرتی کے ساتھ پیچھا کر کے انہیں جا پکڑا اور رسیوں سے باندھ کر واپس لے آئے۔ اس وقت تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ احکام نازل نہیں ہوئے تھے کہ اگر کوئی شخص اس قسم کی حرکت کرے تو اس کے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہئے۔ چنانچہ آپؐ نے اپنے قدیم اصول کے ماتحت کہ جب تک اسلام میں کوئی نیا حکم نازل نہ ہو اہل کتاب کے طریق پر چلنا چاہئے۔“ اسی طرح کرتے تھے۔ ”موسوی شریعت کے مطابق حکم دیا کہ جس طرح ان ظالموں نے مسلمان رکھوالوں کے ساتھ سلوک کیا ہے اسی طرح قصاصی اور جوابی صورت میں ان کے ساتھ کیا جائے۔“ یہ حضرت موسیٰؑ کی تعلیم تھی۔ اسی پہ عمل ہوتا تھا جب تک شریعت کے احکامات پوری طرح نہیں آئے۔ بہر حال یہ اس لیے کیا ”تاکہ یہ سزا دوسروں کے لیے عبرت ہو۔ چنانچہ خفیف تغیر کے ساتھ اسی رنگ میں مدینہ سے باہر کھلے میدان میں ان لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ مگر اسلام کے لیے خدا نے دوسری تعلیم مقدر کر رکھی تھی۔ چنانچہ آئندہ کے لیے جوابی اور قصاصی صورت میں بھی مثلہ کی سزا منع کر دی گئی یعنی اس بات کو ناجائز قرار دیا گیا کہ کسی رنگ میں مقتول کے جسم کو بگاڑا جائے یا انتقامی رنگ میں اعضا کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے وغیرہ ذالک۔

اس واقعہ کے متعلق“ آپؓ لکھتے ہیں کہ ”ہمیں کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ بہر حال اس معاملہ میں ظلم کی ابتداء کفار کی طرف سے تھی جنہوں نے بغیر کسی جائز وجہ کے محض اسلام کی عداوت میں بے گناہ مسلمانوں کے ساتھ اس قسم کا ظالمانہ اور وحشیانہ سلوک کیا اور جو کچھ ان کی سزا میں کیا گیا وہ محض قصاصی اور جوابی تھا۔“ یعنی جو کچھ دشمنوں کو سزا دی گئی وہ قصاص تھا ”اور تھا بھی ایسے حالات میں جب کہ اسلام کے خلاف سارا ملک دشمنی اور عداوت کی آگ سے بھڑک رہا تھا۔ اور پھر یہ فیصلہ بھی موسوی شریعت کے مطابق کیا گیا تھا لیکن پھر بھی اسلام نے اسے برقرار نہیں رکھا اور آئندہ کے لیے ایسے طریق سے منع کر دیا۔ ان حالات میں کوئی عقل منداس پر اعتراض نہیں کر سکتا۔ اس موقع پر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ لوگ شروع سے ہی بری نیت کے ساتھ مدینہ میں آئے تھے اور غالباً اپنے قبیلہ کے سکھائے ہوئے تھے کہ تا مسلمانوں میں رہ کر انہیں نقصان پہنچائیں اور ممکن ہے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھی ان کا کوئی برا ارادہ ہو مگر جب مدینہ میں رہ کر انہیں کوئی موقع نہیں ملا تو انہوں نے یہ تجویز کی کہ مدینہ سے باہر نکل کر کارروائی کی جاوے۔

ان کی اس نیت کا اس سے بھی پتہ لگتا ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے چرواہوں کے ساتھ جو سلوک کیا وہ خالی چوروں اور لٹیروں والا سلوک نہیں تھا بلکہ سراسر منتقمانہ رنگ رکھتا تھا۔ اگر وہ ابتدا میں سچے دل سے مسلمان ہوئے تھے اور بعد میں اونٹ دیکھ کر ان کی نیت بدل گئی تو اس صورت میں ہونا یہ چاہئے تھا کہ وہ اونٹ لے کر بھاگ جاتے اور اگر کوئی رکھوالا روک بنتا تو زیادہ سے زیادہ اسے مار کر نکل جاتے مگر جس رنگ میں انہوں نے مسلمان چرواہوں کو قتل کیا اور اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال کر قتل کے سفاکانہ فعل کو لمبا کیا“ وہاں کچھ دیر تک رہے ”اور عذاب دے دے کر مارا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا یہ فعل اتفاقی لالچ کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ سراسر معاندانہ رنگ رکھتا تھا اور دلی کینہ اور لمبے بغض کا نتیجہ تھا۔ اور ان کے اس ظالمانہ فعل کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کیا وہ محض قصاصی اور جوابی تھا جو اسلامی احکام کے نزول سے پہلے موسوی شریعت کے مطابق کیا گیا لیکن اس کے بعد جلد ہی اسلامی احکام نازل ہو گئے اور اس قسم کی تعذیب انتقامی رنگ میں بھی ناجائز قرار دے دی گئی۔

چنانچہ بخاری کے الفاظ یہ ہیں اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ بَعۡدَ ذٰلِکَ کَانَ یَحُثُّ عَلَی الصَّدَقَۃِ وَیَنۡھٰی عَنِ الۡمُثۡلَۃِ۔ یعنی ”اس واقعہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم احسان اور حسن سلوک کی تاکید فرمایا کرتے تھے اور ہر حال میں دشمنوں کے جسموں کے مثلہ کرنے سے منع فرماتے تھے۔“

بعض مغربی محققین نے جن میں میور صاحب بھی شامل ہیں۔ اس واقعہ کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے حسب عادت اعتراض کیا ہے کہ جس رنگ میں ان قاتل ڈاکوؤں کو قتل کیا گیا وہ ظالمانہ اور وحشیانہ تھا لیکن اگر سارے حالات کو سامنے رکھ کر غور کیا جائے تو اس معاملہ میں اسلام کا دامن بالکل پاک نظر آتا ہے کیونکہ دراصل یہ فیصلہ اسلام کا نہیں تھا بلکہ حضرت موسیٰؑ کا تھا۔ جن کی شریعت کو حضرت مسیح ناصریؑ نے منسوخ نہیں کیا بلکہ برقرار رکھا۔ ہاں اگر ہمارے معترضین کے پیش نظر حضرت مسیحؑ کا یہ قول ہے کہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسرا گال بھی سامنے کر دو اور اگر کوئی شخص تمہارا کرتہ لینا چاہے تو اسے اپنا چوغہ بھی دے دو اور اگر کوئی تمہیں ایک کوس بیگار لے جانا چاہے تو دو کوس چلے جاؤ تو بے شک ہمارے معترضین کو اس اعتراض کا حق ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا یہ تعلیم کسی عقل مند کے نزدیک قابل عمل ہے اور کیا آج تک ان ساڑھے انیس سو سالوں میں' اب تو دو ہزار سال سے اوپر ہو گئے'' کسی مسیحی مرد یا عورت یا کسی مسیحی جماعت یا حکومت نے اس تعلیم پر عمل کیا ہے؟ منبروں پر چڑھ کر وعظ کرنے کے لیے بیشک یہ ایک عمدہ تعلیم ہے مگر عملی دنیا میں اس تعلیم کو کوئی بھی وزن حاصل نہیں اور نہ کوئی عقل مند اس پر عمل کرنے کے لیے تیار ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں اس قسم کے جذباتی کھلونے سامنے رکھ کر مسلمانوں کو اعتراض کا نشانہ بنانا خود اپنی جہالت کا ثبوت دینا ہے۔ ہاں حضرت موسیٰؑ کی تعلیم کو سامنے رکھ کر دیکھو جو بخلاف حضرت مسیحؑ ایک سچے مقنن تھے اور قانون کی حقیقت کو اچھی طرح سمجھتے تھے یا مسیحیوں کے قول کو نہیں بلکہ ان کے عملی کارناموں کی روشنی میں حالات کا امتحان کرو تو پھر حقیقت واضح ہوتی ہے کہ عملی میدان میں کوئی مذہب اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ جو کچھ کہتا ہے وہی کرتا ہے اور اس کے کھانے کے دانت اور دکھانے کے دانت الگ الگ نہیں ہیں اور اس کے قول وفعل ہر دو اس اعلیٰ مقام پر فائز ہیں کہ کوئی عقل مند غیر متعصب انسان ان پر اعتراض نہیں کر سکتا بلکہ دل سے ان کی تعریف نکلتی ہے۔ نہ تو وہ موسوی شریعت کی طرح یہ کہتا ہے کہ ہر حالت میں انتقام لو اور بلا امتیاز حالات قصاص کا تبر چلاتے جاؤ اور نہ وہ مسیحی تعلیم کے مطابق یہ ہدایت کرتا ہے کہ کسی حالت میں بھی سزا نہ دو بلکہ اگر مجرم کوئی جرم کرے تو اس کے جرم کے منشاء کو اپنی طرف سے مدد کر کے اور بھی مضبوط کر دو۔'' سزا نہ دے کے۔'' بلکہ اسلام افراط وتفریط کے رستے کو چھوڑ کر وہ وسطی تعلیم دیتا ہے جو دنیا میں حقیقی امن کی بنیاد ہے اور وہ یہ کہ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ (الشوریٰ: 41) یعنی'' ہر بدی کی سزا اس کے مناسب حال اور اس کی شدت کے مطابق ہونی چاہئے، لیکن اگر حالات ایسے ہوں کہ معاف کرنے یا نرمی کرنے سے اصلاح کی امید ہو تو پھر معاف کرنا یا نرمی کرنا بہتر ہے اور ایسا شخص خدا کے نزدیک نیک اجر کا مستحق ہوگا''

یہ وہ تعلیم ہے جو اسلام نے اس بارے میں دی اور کوئی عقل مند اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ یہ ایک بہترین تعلیم ہے جس میں انسانی ضروریات کے تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھا گیا ہے اور سزا کی صورت میں بھی اسلام نے یہ قید لگا دی ہے کہ وہ مناسب حد سے آگے نہ گزرے اور مثلہ وغیرہ کے وحشیانہ افعال کو یک قلم بند کر دیا گیا۔ اس کے مقابل پر مسیحی لوگ باوجود حضرت مسیح ناصریؑ کی اس نمائشی تعلیم کے جو عملی نمونہ دشمنوں کے ساتھ سلوک کا دکھاتے رہے ہیں اور جنگوں میں جن افعال کے مرتکب ہوتے رہے ہیں' اور ہو رہے ہیں'' وہ تاریخ عالم کا ایک کھلا ہوا ورق ہے جس کے اعادہ کی اس جگہ ضرورت نہیں۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 744 تا 747)

کیا کچھ نہیں یہ کرتے۔

اب ایک غزوہ کا ذکر کروں گا۔ یہ غزوہ ذِی قَرَ دْ کہلاتا ہے۔ اس کے متعلق سیرت نگاروں اور محدثین میں اختلاف ہے کہ یہ کب ہوا۔

محدثین اسے صلح حدیبیہ کے بعد اور غزوہ خیبر سے پہلے ذوالقعدہ چھ ہجری اور محرم سات ہجری کے درمیان کا غزوہ قرار دیتے ہیں اور سیرت نگار اسے غزوہ بَنُولَحْیَان کے بعد یعنی جُمادی الاولیٰ چھ ہجری کا غزوہ قرار دیتے ہیں۔ امام بخاری اور امام مسلم کے مطابق غزوہ ذِی قَرَ دْ غزوہ خیبر سے تین دن پہلے ہوا اور انہوں نے اس کا ذکر صلح حدیبیہ کے بعد اور خیبر سے پہلے کیا ہے۔ علامہ ابن حجر نے لکھا ہے کہ امام احمد اور امام مسلم نے اِیَاسْ بن سَلَمہ سے جو روایت بیان کی ہے وہ اس بات کی تائید کرتی ہے کہ یہ غزوہ خیبر سے تین دن پہلے ہوا۔ اس روایت میں حضرت سَلَمہ بن اَکْوَعؓ نے پہلے صلح حدیبیہ اور پھر ذی قرد کا واقعہ بیان کیا۔ پھر آخر میں کہا کہ اس کے بعد ہم مدینہ واپس آئے اور ابھی تین دن ہی مدینہ میں ٹھہرے تھے کہ خیبر کے لیے روانہ ہو گئے۔ اس کے برعکس سیرت نگاروں میں سے علامہ ابن اسحاق اور ابن سعد کہتے ہیں کہ غزوہ ذی قرد چھ ہجری میں صلح حدیبیہ سے پہلے ہوا تھا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 106، دار الکتب العلمیۃ بیروت) (السیرۃ النبویۃ لابن کثیر صفحہ 365، 375 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت) (شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیہ جلد 3 صفحہ 109 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اس کا تجزیہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے پوری طرح تو نہیں کیا لیکن اس طرح کیا ہے کہ اپنی کتاب کے بقیہ حصہ کے لیے جو عنوان درج کیے ہیں اس میں آپؓ نے غزوہ ذِی قَرَد کو غزوہ خیبر سے پہلے محرم سات ہجری کا غزوہ قرار دیا ہے۔ (ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 837)

غزوہ ذی قرد کو غزوہ غَابَہ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں یہاں چرا کرتی تھیں۔

غَابَہ مدینہ سے شام کی طرف چار میل کے فاصلے پر احد پہاڑ کی پشت پر ایک میدان تھا اور اسے غزوہ ذی قَرَ د اس لیے کہتے ہیں کہ عُیَیْنَہ بن حِصْن جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں حملہ کر کے لے گیا تھا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی قرد تک اس کا پیچھا کیا۔ ذی قرد مدینہ سے تقریباً بارہ میل کے فاصلے پر ایک چشمہ ہے۔

(ماخوذ از شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیہ جلد 3 صفحہ 109 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (فرہنگ سیرت صفحہ 217، 56 زوار اکیڈمی کراچی)

اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیس دودھ دینے والی اونٹنیاں تھیں۔ کچھ اور اونٹ وغیرہ بھی شامل تھے۔ جو مدینہ سے خیبر کے رستے پر بَیْضَاء کی چراگاہ اور بیضاء سے پرلے پہاڑ تک چرتی تھیں۔ وہاں قحط سالی ہو گئی تو انہیں غابہ کی طرف لے آیا گیا۔ ایک چرواہا روزانہ مغرب کے وقت ان کا دودھ دوہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا کرتا تھا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 95 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد 7 صفحہ 463 دار السلام ریاض)

عُیَیْنَہ بن حِصْن فزاری نے بنوغَطَفَان کے چالیس گھڑ سواروں کے ساتھ ان پر حملہ کر دیا اور اونٹنیاں لے گئے۔ ایک روایت کے مطابق ان کا سردار عُیَیْنَہ کا بیٹا عبدالرحمٰن تھا اور عُیَیْنَہ ان کی مدد کے لیے پیچھے ایک جگہ پر موجود رہا۔ حملہ کے دوران دشمن نے حضرت ابوذرؓ کے بیٹے ذَر کو قتل کر دیا جو ان اونٹنیوں کا چرواہا تھا اور حضرت ابوذرؓ کی بیوی لیلیٰ کو قید کر کے لے گئے جبکہ حضرت ابوذرؓ کے بیٹے کی بیوی بھی وہیں موجود تھی دشمن سے بچ گئی۔

(شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیہ جلد 3 صفحہ 111، 112 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 95 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

عُیَیْنَہ بن حصن کون تھا؟ اس کے تعارف میں لکھا ہے کہ عُیَیْنَہ غزوہ احزاب کے موقع پر قبیلہ بنوفَزَارہ کا سردار تھا۔ غزوہ احزاب کے دوران جب کفار کے تین لشکروں نے بنوقریظہ سے مل کر مدینہ پر زبردست حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو ان میں سے ایک لشکر کا سردار عُیَیْنَہ تھا۔ (حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل صفحہ 139 مطبع بک کارنر شوروم)

عُیَیْنَہ بن حِصْن نے فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ عُیَیْنَہ نے فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کیا اور اس میں شرکت کی۔ اور غزوہ حنین اور طائف میں بھی شرکت کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بنوتمیم کی سرکوبی کے لیے پچاس سواروں کے ساتھ بھیجا تھا۔ اس میں کوئی بھی انصار یا مہاجر صحابی نہ تھا اور اس سریّہ کا سبب یہ ہوا تھا کہ بنوتمیم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عامل کو صدقات لے کر جانے سے روک دیا تھا۔ پھر عہد صدیقی میں باغی مرتدوں کے ساتھ یہ بھی فتنہ ارتداد کا شکار ہو گیا اور طلیحہ نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کے ساتھ مل گیا۔ یہ پہلے مسلمان ہوا پھر دوبارہ مرتد ہو گیا اور اس کی بیعت کر لی۔ پھر بعد میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس قید ہو کر آیا تو آپ نے اس پر احسان کرتے ہوئے معاف فرما دیا اور اس نے پھر دوبارہ اسلام قبول کر لیا۔

(السیرۃ الحلبیہ جلد 2 صفحہ 376 دار الکتب العلمیۃ بیروت) (الاصابہ فی تمییز الصحابہ جزء 4 صفحہ 639 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(ماخوذ از ضیاء النبیؐ جلد 4 صفحہ 566-567 مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور)

اس کے ایمان کی ایسی ویسی حالت ہی رہی تھی۔ روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاریؓ کو غَابَہ جانے سے روکا تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنبیہ کے باوجود حضرت ابوذر غفاریؓ غابہ گئے اور اس کی تفصیل میں لکھا ہے کہ عُیَیْنَہ کے حملے سے پہلے حضرت ابوذرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اونٹنیوں کی چراگاہ کی طرف جانے کی اجازت مانگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے تمہارے متعلق خطرہ ہے کہ دشمن تم پر اس جانب سے حملہ آور نہ ہو جائے کیونکہ ہم عُیَیْنَہ اور اس کے ساتھیوں سے امن میں نہیں ہیں اور یہ جگہ بھی ان کی جانب ہے۔ حضرت ابوذرؓ نے اصرار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے خدشہ ہے کہ تمہارا بیٹا قتل اور تمہاری بیوی گرفتار کر لی جائے گی اور تم ایک عصا کا سہارا لیے ہوئے آؤ گے۔ حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ تعجب ہے مجھ پہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ مجھے تمہارے متعلق خدشہ ہے اور میں پھر بھی اصرار کرتا رہا۔ پھر اللہ کی قسم! ایسا ہی ہوا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ میں گھر میں تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں باڑے میں واپس لائی جا چکی تھیں۔ انہیں سیراب کیا جا چکا تھا یعنی پانی خوراک دیا جا چکا تھا۔ ان کا دودھ دوہا جا چکا تھا۔ پھر ہم سو گئے تو رات کے وقت عُیَیْنَہ نے چالیس سواروں کے ساتھ ہم پر حملہ کر دیا۔ انہوں نے رک کر آواز دی تو میرا بیٹا باہر نکلا جسے انہوں نے قتل کر دیا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 95 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اس حوالے سے حضرت سَلَمہ بن اَکْوَعؓ کا دشمن کے تعاقب میں نکلنے کا ذکر بھی ملتا ہے۔ بخاری میں ہے کہ حضرت سَلَمہ بن اَکْوَعؓ بیان کرتے ہیں کہ میں فجر کی پہلی اذان دیے جانے سے پہلے نکلا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھیل اونٹنیاں ذی قَرَد مقام میں چرتی تھیں۔ حضرت سَلَمہؓ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام رَبَاح بھی تھا۔ حضرت سَلَمہؓ کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف کا ایک لڑکا مجھے ملا۔ اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں لے لی گئی ہیں۔ میں نے کہا کہ انہیں کون لے گیا ہے؟ اس نے کہا کہ غطفان والے۔ انہوں نے، یعنی حضرت سَلَمہؓ نے کہا کہ میں نے تین بار آواز بلند کر کے یَا صَبَاحَاہْ کہا۔ یہ الفاظ خطرے کے وقت بولے جاتے تھے۔ تو میں نے اونچی آواز سے انہیں سنا دیا جو مدینہ میں تھے تا کہ وہاں پہنچ جائے۔ ان کی آواز کافی بلند تھی اور رَبَاح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دینے کے لیے بھیج دیا۔ پھر کہتے ہیں میں آگے کی طرف تیزی سے دوڑا یہاں تک کہ ان حملہ آور ڈاکوؤں کو جا لیا اور وہ اپنے جانوروں کو پانی پلانے لگے تھے۔ میں اپنے تیروں سے انہیں مارنے لگا اور میں ماہر تیر انداز تھا۔ مَیں کہتا: مَیں ابنِ اَکْوَع ہوں اور آج صرف کم ظرف لوگوں کی ہلاکت کا دن ہے۔ اکیلے ہی مقابلے کے لیے نکل گئے۔ اور میں یہ بلند آواز سے پڑھتا جاتا تھا۔ جب میں درختوں میں ہوتا تو ان کو تیر مارتا اور جب تنگ گھاٹیاں آجاتیں تو پہاڑ پر چڑھ کر ان پر پتھر پھینکتا یہاں تک کہ ان سے تمام اونٹنیاں چھڑا لیں۔

صحیح مسلم میں یہ الفاظ ہیں کہ میں اسی طرح ان کا پیچھا کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں میں سے کوئی اونٹ ایسا پیدا نہیں کیا جسے میں نے اپنے پیچھے نہ چھوڑ دیا ہو اور ان سے تیس چادریں بھی چھین لیں جو انہوں نے بوجھ کم کرنے کے لیے بھاگتے ہوئے پھینک دی تھیں۔ جو چیز بھی وہ پھینکتے جاتے

تھے میں ان پر نشان کے طور پر پتھر رکھ دیتا تھا تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ پہچان لیں اور ان کا پیچھا کرتا رہا اور پھر ان پر تیر اندازی کرتا رہا۔ اکیلے ہی مقابلہ کرتے رہے۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوہ ذات قرد وھی غزوات التی اغارو فیھا ...... حدیث: 4194)
(صحیح مسلم مترجم کتاب المغازی حدیث 3358جلد 09 صفحہ 227-228، 233حاشیہ، نور فاؤنڈیشن)
(ماخوذ از سبل الھدیٰ والرشاد جلد5 صفحہ 97،96 دار الکتب العلمیۃ بیروت)(غزوات وسرایا از علامہ محمد اظہر فرید شاہ صفحہ 305-306 فریدیہ پبلشرز ساہیوال)

تاریخ اور سیرت اور حدیث کی دوسری شروحات کے مطابق یہ بھی لکھا ہے کہ تمام اونٹنیاں واپس نہیں لی جاسکی تھیں۔ کچھ اونٹنیاں دشمن اپنے ساتھ لے جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

(ماخوذ از سبل الھدیٰ والرشاد جلد5 صفحہ 107 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

بہرحال دوسری طرف جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اس واقعہ کی خبر پہنچی تو مدینہ میں اعلان کیا گیا کہ خطرے کی گھڑی ہے۔ چنانچہ منادی کروادی گئی یَا خَیْلَ اللّٰہِ ارْکَبِیْ یعنی اے اللہ کے شہسوارو! سوار ہو جاؤ۔ اسی وقت گھڑسوار آپ کے پاس جمع ہونے لگے۔ سب سے پہلے حضرت مقدادؓ آپؐ کے پاس آئے پھر حضرت عَبَّاد بن بِشرؓ، سعد بن زیدؓ، اُسَید بن حُضَیرؓ، عُکَّاشہؓ، مُحْرِز بن نَضْلَہؓ، ابوقتادہؓ اور ابو عَیَّاشؓ بھی پہنچ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن زیدؓ کو امیر بنایا اور فرمایا: دشمن کے تعاقب میں نکلو یہاں تک کہ میں بھی لوگوں کے ساتھ تم سے آملوں۔ آپؐ نے فرمایا: تم لوگ آگے آگے جاؤ میں پیچھے پیچھے آرہا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ سو صحابہ کے ساتھ روانہ ہوئے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سات سو کے ساتھ روانہ ہوئے۔ آپؐ نے مدینہ پر حضرت ابن اُمِّ مکتومؓ کو اپنا نائب مقرر فرمایا اور حضرت سعد بن عُبادہؓ کو تین سو صحابہ کے ساتھ مدینہ کی حفاظت کے لیے پیچھے رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مقداد بن اسودؓ کے نیزے پر جھنڈا باندھا۔

(شرح العلامہ الزرقانی علی المواھب اللدنیہ جلد3 صفحہ 113 دار الکتب العلمیۃ بیروت)(سبل الھدیٰ والرشاد جلد5 صفحہ 96، 97 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

اس مہم میں ایک واقعہ کا ذکر یوں ملتا ہے کہ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوعَیَّاش! کیا تم اپنا گھوڑا کسی ایسے شخص کو نہیں دیتے جو تم سے بہتر سوار ہے تاکہ وہ دشمن سے جا ملے۔ حضرت ابو عیاشؓ نے کہا کہ اے اللہ کے رسولؐ! میں سب سے اچھا سوار ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہہ دیا اور پھر میں نے گھوڑے کو ایڑھ لگائی لیکن ابھی پچاس گز ہی چلا تھا کہ اس نے مجھے زمین پہ گرا دیا۔ مجھے حیرانی ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ گھوڑا اپنے سے بہتر سوار کو دے دو اور میں کہہ رہا تھا کہ میں سب سے بہتر گھڑسوار ہوں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعیاشؓ کا یہ گھوڑا حضرت مُعَاذ بنِ مَاعِصؓ کو دے دیا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد5 صفحہ 97، 98 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت سَلَمہؓ جو دشمن کا پیچھا کر رہے تھے بیان کرتے ہیں کہ جب دن چڑھ آیا تو عُیَیْنَہ ان کی مدد کے لیے آیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عُیَیْنَہ خود یہاں موجود تھا۔ وہ ایک تنگ گھاٹی میں تھا۔ کہتے ہیں میں پہاڑ پر چڑھ گیا۔ عُیَیْنَہ نے کہا یہ کون ہے؟ عُیَیْنَہ کے ساتھیوں نے اسے کہا کہ صبح سے لے کر ابھی تک ہم اس مصیبت میں ہیں۔ یہ ہمارا پیچھا کر رہا ہے۔ ہم پر تیر اندازی کر رہا ہے اور اپنے جانور چھڑا رہا ہے۔ اس نے ہماری سب چیزیں چھین لی ہیں۔ عُیَیْنَہ نے کہا کہ اگر اس کو یہ یقین نہ ہوتا کہ اس کے پیچھے لوگ آرہے ہیں تو تمہیں کبھی کا چھوڑ گیا ہوتا۔ ہوشیار تھا۔ اس نے کہا یقیناً ان کے پیچھے اَور کوئی فوج آرہی ہے۔ تم میں سے چند آدمی اس کی طرف جاؤ۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو کہا۔ چنانچہ ان میں سے چار آدمی میری طرف آئے اور پہاڑ پر چڑھے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم مجھے جانتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ تم کون ہو؟ میں نے کہا میں ابنِ اَکْوَعْ ہوں۔ اس ذات کی قسم! جس نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عزت بخشی ہے تم میں سے کوئی شخص مجھے پکڑ نہیں سکتا اور اگر میں اس کا تعاقب کروں تو وہ مجھ سے بچ نہیں سکتا۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا میرا بھی یہی خیال ہے۔ پھر وہ ڈر کے واپس چلے گئے۔ بخاری کی یہ روایت ہے۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوہ ذات قرد وھی غزوات التی اغارو فیھا ...... حدیث: 4194)(سبل الھدیٰ والرشاد جلد5 صفحہ 96 دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت سَلَمہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اس جگہ رہا حتی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہسواروں کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سے پہلے روانہ فرمائے تھے دیکھ لیا جو درختوں میں سے نمودار ہوئے تھے۔ وہ کہتے ہیں ان میں سے سب سے پہلے مُحْرِز بن نَضْلَہ اَخْرَم اَسَدِی تھے اور ان کے پیچھے ابوقتادہ انصاریؓ اور پیچھے مقداد بن اسودؓ تھے۔ جو بعد میں آئے۔ میں نے اخرم کے گھوڑے کی لگام پکڑی۔ میں نے کہا اے اخرم! تو ان سے بچ تاکہ وہ تجھے ہلاک نہ کر دیں۔ ابھی آگے نہ جاؤ۔ ذرا انتظار کرو یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ پہنچ نہ جائیں۔ اس نے کہا کہ اے سَلَمہ! اگر تُو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور تُو جانتا ہے کہ جنت حق ہے اور آگ، جہنم حق ہے۔ پس تو میرے اور شہادت کے درمیان حائل نہ ہو۔ بڑی جرأت سے انہوں نے بات کی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ کہتے ہیں کہ یہاں تک کہ حضرت اخرمؓ اور عبدالرحمٰن بن عُیَیْنَہ باہم برسرپیکار ہوئے اور انہوں نے عبدالرحمٰن سمیت اس کے گھوڑے کو زخمی کر دیا اور عبدالرحمٰن نے ان کو نیزہ مار کر شہید کر دیا اور ان کے گھوڑے پر سوار ہو کر مڑا۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت اَخرمؓ کو اَوْبَار نے شہید کیا تھا۔ اَوبار اور اس کا بیٹا ایک ہی اونٹ پر سوار تھے۔ حضرت عکاشہؓ نے ایک نیزہ مارا اور ان دونوں کو ایک ہی وار سے قتل کر دیا۔ ایک اور روایت کے مطابق حضرت اخرمؓ کو مَسعدہ نے شہید کیا تھا۔

شہادت کے واقعہ کے متعلق ایک خواب کا بھی ذکر ہے۔ حضرت اخرمؓ نے دشمن کے ساتھ نبرد آزما ہونے سے ایک روز قبل خواب میں دیکھا تھا کہ میرے لیے آسمان کھل گیا ہے اور میں آسمان میں داخل ہو گیا ہوں حتی کہ میں ساتویں آسمان تک پہنچ گیا ہوں پھر سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ گیا۔ مجھے کہا گیا کہ یہی تمہاری منزل ہے۔ میں نے یہ خواب حضرت ابوبکرؓ کو بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ تمہیں شہادت مبارک ہو۔ اور اس کے ایک روز بعد انہیں شہید کر دیا گیا۔ حضرت مُحْرِزؓ کے پیچھے حضرت ابوقتادہؓ بھی پہنچ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہسوار حضرت ابوقتادہؓ کا مقابلہ عبدالرحمٰن بن عُیَیْنَہ سے ہوا۔ وہ باہم نیزہ بازی کرنے لگے۔ عُیَیْنَہ کے بیٹے نے حضرت ابوقتادہؓ کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں اور حضرت ابوقتادہؓ نے اسے قتل کر دیا اور اس کے گھوڑے پر خود سوار ہو گئے۔

(صحیح مسلم جلد9 صفحہ 233 تا235 کتاب الجھاد والسیر باب غزوہ ذی قرد وغیرھا حدیث:3358)(ماخوذ از شرح العلامہ الزرقانی علی المواھب اللدنیہ جلد 3 صفحہ 114 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 5 صفحہ 98، 99 مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت ابوقتادہؓ کے مَسْعَدَہ فَزاری سے مقابلے کے بارے میں بھی ذکر ملتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق حضرت ابوقتادہؓ کو اس واقعہ کی خبر ملی یعنی دشمن کے حملہ کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کے ساتھ مدینہ سے سفر کر کے ذُبَابْ میں تشریف فرما تھے۔ جو ثَنِیَّۃُ الوَدَاع سے اترتے ہوئے احد پہاڑ کے رستے میں ایک چھوٹا کالا پہاڑ ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپؐ نے فرمایا اے ابوقتادہ! آگے چلو اللہ تمہاری مدد کرے۔ حضرت ابوقتادہؓ کہتے ہیں کہ میں روانہ ہوا اور میرے ساتھ ایک اور شخص بھی تھا۔ ہم جلد ہی دشمن تک پہنچ گئے۔ ساتھی نے کہا کہ ان کے مقابلے کی طاقت ہم میں نہیں ہے۔ انہوں نے کہا تم کہتے ہو کہ میں آنحضورؐ کے آنے تک انتظار کروں یعنی پورا لشکر پیچھے سے آجائے تب ہم حملہ کریں بجائے اب حملہ کرنے کے جبکہ ابوقتادہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم ایک طرف سے حملہ کرو اور میں دوسری طرف سے۔ پھر ان دونوں نے حملہ کر دیا اور دشمن کو مشکل میں ڈال دیا۔ دشمن نے ان پر تیر چلائے تو ایک تیر ان کی پیشانی پر جا لگا۔ حضرت ابوقتادہؓ کہتے ہیں کہ میں نے وہ تیر نکالا تو مجھے ایسا لگا کہ میں نے لوہے کا ٹکڑہ نکال لیا ہے۔ میں آگے بڑھا تو ایک تیز گھڑسوار میرے سامنے آیا جس نے خَود پہن رکھا تھا۔ اس نے مجھے پہچان لیا لیکن میں نے اسے نہیں پہچانا۔ اس نے کہا اے ابوقتادہ! اللہ نے تمہاری اور میری ملاقات کرادی ہے۔ اس نے اپنے چہرے سے خَود اتارا تو وہ مَسْعَدَہ فَزَارِی تھا۔ اس نے کہا کیا پسند کرو گے؟ شمشیر زنی، نیزہ بازی؟ کس طرح لڑنا ہے تم نے؟ تلوار سے لڑنا ہے، نیزے سے لڑنا ہے یا پھر کشتی کرنی ہے؟ میں نے کہا یہ تم پر ہے تم جو چاہتے ہو کر لو۔ اس نے کہا پھر کشتی لڑتے ہیں۔ اس زمانے میں جنگ کے بھی عجیب طریقے تھے۔ وہ اپنی سواری سے نیچے اترا۔ میں بھی نیچے اتر آیا۔ میں نے اپنا گھوڑا ایک درخت کے ساتھ باندھا اور اپنا اسلحہ وہیں رکھا اور اس نے بھی ایسا ہی کیا۔ پھر ہم لڑنے لگے اور اللہ نے مجھے اس پر غلبہ دے دیا۔ میں اس کے اوپر چڑھ گیا۔ میں نے ارادہ کیا کہ اٹھوں اور اپنی تلوار لے لوں اور وہ بھی اپنی تلوار لے لے۔ ہم دو لشکروں کے درمیان تھے اس لیے ہم میں سے کسی پر بھی حملہ ہو سکتا تھا۔ میرے سر سے کوئی چیز آ کر ٹکرائی۔ ہم لڑتے لڑتے مَسْعَدَہ کے ہتھیاروں تک پہنچ گئے۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر اس کی تلوار اٹھا لی جب اس نے دیکھا کہ اس کی تلوار میرے ہاتھ لگ گئی ہے تو کہنے لگا کہ اے ابوقتادہ! میرا کچھ لحاظ رکھو۔ میں نے کہا نہیں اب تم اپنا ٹھکانہ جہنم دیکھ لو اور پھر اسے قتل کر دیا اور اسے اپنی چادر میں لپیٹ دیا۔ پھر میں نے اس کے کپڑے خود پہن لیے اور اس کے ہتھیار لے لیے اور اس کے گھوڑے پر سوار ہوا کیونکہ جب ہم لڑ رہے تھے تو میرا گھوڑا دشمن کی طرف بھاگ گیا تھا اور انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں۔ میں تیزی سے آگے بڑھا اور مَسْعَدَہ کے بھتیجے کو جا لیا۔ اس کے ساتھ مزید سترہ سوار تھے۔ میں نے ان کو اشارہ کیا تو وہ ٹھہر گئے۔ پھر جب میں ان کے قریب پہنچا تو میں نے ان پر حملہ کر دیا اور مَسْعَدَہ کے بھتیجے کو نیزہ مارا اور اس کی گردن توڑ دی۔ اس کے ساتھی بھاگ گئے اور میں نے اونٹنیوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا جو حضرت سَلَمہ بن اَکْوَعؓ کے حملے کے وقت دشمن چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد5 صفحہ 99، 100 دار الکتب العلمیۃ بیروت)(فرہنگ سیرت صفحہ 125 زوار اکیڈمی کراچی)(ماخوذ از بخاری کتاب المغازی باب غزوہ ذات قرد وھی غزوات التی اغارو فیھا ...... حدیث:4194)

اس غزوہ کی ابھی مزید تفصیل بھی ہے جو ان شاء اللہ آئندہ بیان ہو جائے گی۔

(الفضل انٹرنیشنل ۱۴؍فروری ۲۰۲۵ء، صفحہ ۲ تا ۷)

ارشاد باری تعالیٰ

خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰھِلِیْنَ

(الاعراف:200)

عفو اختیار کر اور معروف کا حکم دے اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کر

طالب دعا: بی. ایم. خلیل احمد ولد مکرم بی. ایم. بشیر احمد صاحب و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

خطاب

2022-23ء میں جماعت احمدیہ پر نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں اور تائید و نصرت کے عظیم الشان نشانات میں سے بعض کا ایمان افروز تذکرہ

الفضل انٹرنیشنل کی بطور روزنامہ اشاعت کا آغاز
دورانِ سال اس کے ذریعہ سات کروڑ سے زائد افراد تک پیغام حق پہنچا

ہفت روزہ الحکم، تحریکِ وقفِ نَو، ریویو آف ریلیجنز، مرکزی شعبہ آئی ٹی، احمدیہ آرکائیوز اینڈ ریسرچ سنٹر، الاسلام ویب سائٹ، مرکزی شعبہ اے ایم جے، احمدیہ ٹیلیویژن اور ریڈیو پروگرامز کی مختصر رپورٹس

انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدیہ آرکیٹکٹس (IAAAE) مجلس نصرت جہاں اور ہیومینٹی فرسٹ کے خدمتِ انسانیت پر مشتمل بے لوث کاموں کا تذکرہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مخالفین کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:

باز آجاؤ اور اس کے قہر سے ڈرو اور یقیناً سمجھو کہ تم اپنی مفسدانہ حرکات پر مہر لگا چکے۔
اگر خدا تمہارے ساتھ ہوتا تو اس قدر فریبوں کی تمہیں کچھ بھی حاجت نہ ہوتی۔
تم میں سے صرف ایک شخص کی دعا ہی مجھے نابود کر دیتی مگر تم میں سے کسی کی دعا بھی آسمان پر نہ چڑھ سکی
بلکہ دعاؤں کا اثر یہ ہوا کہ دن بہ دن تمہارا ہی خاتمہ ہوتا جاتا ہے......کیا تم دیکھتے نہیں کہ تم گھٹتے جاتے اور ہم بڑھتے جاتے ہیں

امیر المومنین سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ برطانیہ 2023ء کے دوسرے دن کے دوسرے اجلاس میں بصیرت افروز خطاب (حصّہ دوئم)

(خطاب سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 29/جولائی 2023ء بروز ہفتہ بمقام حدیقۃ المہدی (جلسہ گاہ) آلٹن ہمپشئر، یوکے)

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

الفضل انٹرنیشنل ہے اس کا اجرا 1994ء میں ہفت روزہ کی شکل میں یہاں سے ہوا تھا۔ پھر اس کے بعد 2019ء میں اس کو مَیں نے ہفتے میں دو شمارے کر دیا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے روزنامہ ہو چکا ہے اور اس میں اب ہر ماہ پہلے اور تیسرے اتوار کو بچوں کا الفضل بھی شائع ہوتا ہے۔ خصوصی نمبر سمیت اس کے 149 شمارے شائع ہوئے۔ پاکستان میں الفضل کی ویب سائٹ پر پابندی عائد کی گئی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے دوران سال ویب سائٹ، ٹوئٹر اور فیس بک وغیرہ کے ذریعے 7 کروڑ 26 لاکھ سے زائد لوگوں تک پیغام پہنچا۔

الحکم ہفت روزہ ہے۔ یہ بھی آن لائن اور طبع شدہ حالت میں پہنچتا رہتا ہے۔ مختلف لائبریریوں میں جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی اشاعت میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔

انٹرنیشنل ٹرانسلیشن اینڈ ریسرچ آفس ہے۔ اس شعبہ کے تحت جو کام ہوئے ہیں صحیح بخاری کی شرح حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ کا انگریزی ترجمہ جاری ہے اور فقہ المسیح کا ترجمہ مکمل ہو چکا ہے۔ مجموعہ اشتہارات جلد اول کا انگریزی ترجمہ مکمل ہو چکا ہے۔ حمامۃ البشریٰ کا ترجمہ کیا جا رہا ہے۔ قول الصریح کا انگریزی ترجمہ ہو رہا ہے اور فائیو والیم کمنٹری کا انگریزی سے عربی میں ترجمہ کیا گیا تھا اس ترجمے کی چیکنگ اور پروف ریڈنگ کی جا رہی ہے۔ اسی طرح بدری صحابہؓ اور خلفائے راشدین پر جو میرے خطبات ہیں ان کا مجموعہ تیار کر کے ان کو بھی ترجمہ کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح اور بہت ساری کتب ہیں جن کا ترجمہ یہ کر رہے ہیں۔

مخزن تصاویر ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھا کام کر رہا ہے۔ اب تک ان کے ریکارڈ میں 13 لاکھ 30 ہزار سے اوپر تصاویر ہیں اور ویب سائٹ پر آٹھ سو تصاویر کا اس دفعہ اضافہ کیا ہے سوشل میڈیا پر آتی ہیں۔

تحریک وقف نو ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت دنیا بھر میں واقفین نو کی کل تعداد 80 ہزار چھ سو ہے جس میں 47 ہزار 222 لڑکے اور 33 ہزار 378 لڑکیاں ہیں۔ اس سال نئی درخواستیں جن پر والدین کو ابتدائی منظوری بھجوائی گئی ہے ان کی تعداد 3 ہزار 688 ہے اور حتمی طور پر جن کے فیصلے ہو چکے ہیں وہ دو ہزار چھ سو ہے۔ ان میں پندرہ سال سے زائد عمر کے واقفین نو کی تعداد 39 ہزار سے اوپر ہے جن میں 24 ہزار لڑکے اور 14 ہزار لڑکیاں ہیں۔ پاکستان میں 35 ہزار واقفین نو ہیں پھر جرمنی ہے پھر یوکے ہے پھر انڈیا ہے کینیڈا وغیرہ ہیں افریقن ممالک میں واقفین نو میں شامل ہونے کے لحاظ سے گھانا سرفہرست ہے جہاں واقفین کی تعداد 1780 ہے۔ ان میں 959 لڑکے اور 821 لڑکیاں ہیں۔ اسی طرح یونیورسٹی اور کالج جانے والے بھی ہیں اور بعض کاموں پہ بھی لگ گئے ہیں بعض واقفین نو اپنی پروفیشنل زندگی میں آ کے جماعتی کام بھی کر رہے ہیں۔

احمدیہ آرکائیوز اینڈ ریسرچ سینٹر ہے تبرکات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کو محفوظ کرنے کا کام ان کے سپرد ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سے متعلق ڈوگرہ راج کے زمانے کے شاہی دستاویزات جموں سے حاصل کیے گئے اور محفوظ کیے گئے۔ بہت سے پرانے اخبارات حضرت مصلح موعودؓ پرانی تصاویر اور مواد حاصل

کیا گیا، محفوظ کیا گیا۔ مختلف یونیورسٹیوں سے تعلق رکھنے والے محققین کو آرکائیوز کا تعارف کروایا گیا، انہیں جماعت پر تحقیق پر آمادہ کیا گیا۔ اسی طرح بعض اَور کام یہ کر رہے ہیں۔ پھر مرکزی شعبہ آئی ٹی ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھا کام کر رہا ہے۔ اب انہوں نے غلام قادر شہید آئی ٹی ریسرچ لیب افریقہ میں گھانا اور نائیجیریا میں قائم کی ہے۔ اسی طرح یہ مختلف شعبہ جات کو راہنمائی بھی کرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھا کام کر رہے ہیں۔

پریس اینڈ میڈیا آفس ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب کافی اچھا کام کر رہا ہے اور دنیا کے مختلف ٹی وی چینلز اور ریڈیو سے ان کا رابطہ ہے اور جماعت کے بارے میں خبریں بھی شائع ہوتی رہتی ہیں یا چینلز پر دکھائی جاتی ہیں۔ دورانِ سال کئی یونیورسٹیز اور سکولز کا وزٹ کیا گیا۔ اسلام پر چھ لیکچر بھی ان کے سٹاف نے دیے۔ مختلف ممالک کے میڈیا کی راہنمائی بھی یہ لوگ کرتے رہتے ہیں۔

الاسلام ویب سائٹ ہے۔ اس ویب سائٹ پر ملفوظات اور تفسیر کبیر کے جدید کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن کا اضافہ کیا گیا۔ آن لائن قرآن اور موبائل apps میں خطِ منظور کا اضافہ ہوا۔ آن لائن قرآن میں انگریزی اردو لفظی ترجمہ شامل کیا گیا۔ صحیح بخاری اور عربی تفسیر کبیر شامل کی گئی۔ ہر آیت کے ساتھ متعلقہ ترجمۃ القرآن کلاس کا ویڈیو لنک شامل کر دیا گیا ہے۔ میانمر زبان میں ترجمہ قرآن کا اضافہ کیا گیا ہے۔ موبائل app میں تفسیر صغیر، شارٹ کمنٹری، فائیو والیم کمنٹری کا اضافہ کیا گیا۔ Open Quran سرچ انجن میں Lane Lexicon اور لفظی ترجمے کا اضافہ کیا گیا۔ براہین احمدیہ سمیت اٹھاون نئی انگریزی کتب ایپل، گوگل، ایمازون پر شائع کی گئیں، اب تک کل ایک سو پچاس کتب شائع کی جا چکی ہیں۔ کل تین سو چھپن انگریزی اور ایک ہزار اردو کتب ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔ میرے خطبات جمعہ جو ہیں بیس زبانوں میں آڈیو اور ویڈیو میں دستیاب ہیں۔ تقاریر اور کتب اور پریس ریلیز وغیرہ بھی دستیاب ہیں۔ اکثر والنٹیئرز ہیں جو بڑا اچھا کام کر رہے ہیں سٹاف میں تو شاید ایک ان کا مربی ہے۔

ایم ٹی اے انٹرنیشنل ہے اس کے مینیجمنٹ بورڈ میں اس وقت کل سولہ ڈیپارٹمنٹ ہیں۔ کل 506 کارکنان اس میں اب کام کر رہے ہیں۔ طوعی طور پر 279 مرد اور 154 خواتین ہیں جبکہ 79 باقاعدہ جماعتی payroll پہ ہیں، الاؤنس لے رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے مختلف علاقوں کے لیے ایم ٹی اے کے آٹھ چینلز چوبیس گھنٹے کی نشریات پیش کر رہے ہیں۔

ان چینلز پر اس وقت تیئس مختلف زبانوں میں رواں ترجمے نشر کیے جا رہے ہیں۔ جن میں انگریزی، عربی، فرانسیسی، جرمن، بنگلہ، سواحیلی، افریقن انگریزی، انڈونیشین، ترکی، بلغارین، سپینش، بوسنین، ڈچ، جاپانی، ملیالم، تامل، روسی، پشتو، فارسی، سندھی، چوئی، یوروبا اور ہاؤسا زبانیں شامل ہیں۔ دوران سال ایم ٹی اے ایشیا کے دو چینلز ایم ٹی اے 6 ایشیا اور ایم ٹی اے 7 ایشیا کی سٹریمنگ سروس کا آغاز کیا گیا۔ اب دنیا بھر میں یہ چینلز چوبیس گھنٹے آن لائن میسر ہیں۔ ایم ٹی اے 6 ایشیا پر فار ایسٹ انڈونیشیا، جاپان، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور روس کے ممالک کے لیے پروگرام نشر کیے جاتے ہیں جبکہ ایم ٹی اے 7 ایشیا پر پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، سری لنکا اور نیپال کے لیے ان ممالک کی علاقائی زبانوں میں پروگرام پیش کیے جا رہے ہیں۔

دوران سال نائیجیریا اور سیرالیون میں ایم ٹی اے کے دو نئے سٹوڈیوز کا آغاز ہوا اس کے علاوہ انڈونیشیا میں جدید سہولتوں سے مزین تین منزلہ نئے سٹوڈیوز نے کام شروع کر دیا ہے۔ اب یہاں انڈونیشین زبان میں معیاری پروگرام تیار کیے جا رہے ہیں۔ یوکے اور یورپ میں سکائی پلیٹ فارم پر ایم ٹی اے کی ہائی ڈیفینیشن HD نشریات کی ٹیسٹ ٹرانسمشن جاری تھیں اب باقاعدہ طور پر HD نشریات کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ افریقہ میں ایم ٹی اے کی بیرونی براڈکاسٹ کے لیے ٹریننگ کی سہولیات بھی ہیں۔ گذشتہ سال سے افریقہ کے مختلف میڈیا اور تنظیموں اور براڈکاسٹرز کی خواہش پر ایم ٹی اے ان کو تربیت فراہم کر رہا ہے۔ یہ سلسلہ دوران سال بھی جاری رہا۔ اس کے علاوہ دیگر کئی ادارے اپنے عملہ کو ٹریننگ کے لیے ہمارے سٹوڈیو بھجواتے ہیں۔ اس ٹریننگ پروگرام کے ذریعے ایم ٹی اے کو افریقہ کی میڈیا تنظیموں اور براڈکاسٹرز کے مابین ایک خصوصی مقام حاصل ہوا ہے۔

افریقہ کے مختلف ممالک کے نیشنل چینلز پر ایم ٹی اے کے پروگرامز پیش کیے جانے کا سلسلہ جاری ہے۔ ان کے ذریعے اسلامی تعلیم اور جماعت کی عالمی خدمات پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ دوران سال گیمبیا کے مختلف لوکل ٹی وی چینلز پر 78 ہزار گھنٹے سے زائد دورانیہ کے 15 ہزار 373 پروگراموں کے ذریعے اسلام احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔ ایم ٹی اے افریقہ مختلف زبانوں میں چل رہا ہے اور ایم ٹی اے افریقہ کی برانچز کی تعداد بھی اب بارہ ہو چکی ہے۔ یہ برانچز گھانا، گیمبیا، مالی، آئیوری کوسٹ، کینیا، تنزانیہ، یوگنڈا، مایوٹ آئی لینڈ، روانڈا، نائیجیریا، بینن، سیرالیون اور ماریشس میں ہیں اور ان میں بعض جگہوں پر نئے سٹوڈیو بھی قائم ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھا کام ہو رہا ہے۔

ایم ٹی اے کے ذریعے سے بیعتیں بھی ہوتی ہیں۔ امیر صاحب فرانس لکھتے ہیں کہ سٹراس برگ میں ایک مقامی فرانسیسی دوست نے اسلام قبول کیا۔ اس نے جماعت احمدیہ کے بارے میں یوٹیوب پر ایم ٹی اے فرانسیسی نشریات میں سے ایک پروگرام کے ذریعے پتا لگایا۔ دس سال تک یہ صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے بارے میں مسلمانوں کے عقیدے پر شک میں رہا چنانچہ جیسے ہی اسے ایم ٹی اے چینل کا پتا چلا اس کے دل نے سچائی کو قبول کر لیا۔ بیعت کرنے کے بعد اس نے اپنے ارد گرد تبلیغ شروع کر دی اور اس کی تبلیغ سے نومبر 2022ء کو اس کی اہلیہ اور بڑے بیٹے نے بھی احمدیت قبول کر لی۔

کیمرون کے ایک دور دراز گاؤں کے رہنے والے ڈیگا سلمان صاحب نے بیان کیا کہ میں کیبل کے ذریعے ایم ٹی اے العربیہ دیکھتا رہتا ہوں۔ میں سیکنڈری سکول میں ٹیچر ہوں۔ گذشتہ سال یوکے کا سارا جلسہ میں نے ایم ٹی اے کے ذریعے سے دیکھا۔ دوسرے روز غیر مسلم مہمانوں کے جماعت کے متعلق تبصرے سن کر مجھے بہت خوشی ہوئی کہ جماعت احمدیہ دنیا میں صحیح اسلامی تعلیم پیش کر رہی ہے۔ تیسرے دن میرے لیے مزید دلچسپی کا باعث ہوا کہ میں نے دیکھا کہ امام جماعت احمدیہ اپنے پیروکاروں سے بیعت لے رہے ہیں اور ساری دنیا سے لوگ اس میں شامل ہو رہے ہیں۔ اس نظارے نے مجھے یاد کرایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حکم تھا کہ لوگوں سے بیعت لیں اور آپ مسلمان ہونے والوں سے بیعت لیا کرتے تھے چنانچہ اسی وقت میں کیبل آفس گیا اور وہاں سے جماعت کا رابطہ نمبر لیا جو معلم ابوبکر صاحب کا تھا۔ اس طرح میرا جماعت سے رابطہ ہوا اور میں نے مزید معلومات لیں۔ دل کی تسلی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو فیملی کے ساتھ جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔

فرنچ نژاد ایک دوست سلیم صاحب ہیں۔ انہیں سٹراس برگ میں مسجد کے بارے میں پتا لگا انہوں نے اپنے دوستوں سے رائے طلب کی تو انہوں نے کہا کہ یہ لوگ مسلمان نہیں ہیں ان سے بچ کے رہنا۔ موصوف نے ایم ٹی اے پر پروگرام دیکھا تھا ان پر اس کا گہرا اثر ہوا تھا چنانچہ انہوں نے دوستوں کی بات نہیں مانی تجسس تھا۔ کہنے لگے کہ باوجود اس کے کہ لوگوں نے روکا تھا نماز جمعہ پر انہوں نے ہماری مسجد میں آنا شروع کر دیا۔ چنانچہ ان کے ساتھ تبلیغ شروع ہوئی سوال و جواب ہوتے رہے۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کی تعلیمات سے اتفاق کرتے ہوئے بیعت کر لی۔ احمدیت کے بعد بتایا کہ میں سترہ سال پہلے عیسائیت سے اسلام میں داخل ہوا تھا۔ مجھے اسلام کی تمام تعلیمات سے اتفاق تھا صرف حیات مسیح کے عقیدے پر کچھ تحفظات تھے۔ ان سوالات کو لے کر میں تمام مسلمانوں کے فرقوں کے پاس گیا لیکن کوئی بھی مجھے تسلی بخش جواب نہیں دے سکا۔ میں اس عقیدہ کی وجہ سے بہت پریشان رہتا تھا لیکن مجھے جماعت احمدیہ میں اس کا جواب مل گیا جب میں نے ایم ٹی اے پر وفات مسیح پر مبنی پروگرام دیکھے اور مسجد آ کر سوالات کرنے کا موقع ملا تو میرے دل کو تسلی ہوئی کہ یہی اسلام کی حقیقی تعلیمات ہیں اور پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعت کر لی۔

احمدیہ ریڈیو سٹیشنز جماعت احمدیہ کے اپنے ریڈیو سٹیشنز کی تعداد اس وقت 25 ہے۔ مالی میں 15، برکینا فاسو میں، سیرالیون میں، تنزانیہ، گیمبیا، کونگو کنشاسا اور اس کے ذریعے سے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے پیغام پہنچ رہا ہے اور دنیا میں ہزاروں لاکھوں لوگ اس کے ذریعے سے اسلام اور احمدیت کا پیغام سن رہے ہیں۔ جرمنی میں تین ریڈیو سٹیشنز کا قیام ہو چکا ہے۔

عربی ریڈیو سٹیشن کا نام ''الاحمدیہ صوت الاسلام'' ہے۔ ترک ریڈیو سٹیشن کا نام ''صدائے اسلام احمدیت'' ہے۔ جرمن ریڈیو سٹیشن کا ''وائس آف اسلام'' ہے۔ دوران سال ان تینوں ریڈیو سٹیشنز پر 778 گھنٹے کے مختلف پروگرام ہوئے۔

''وائس آف اسلام، یوکے'' یہ سب سے پہلے یہاں یورپ میں شروع ہوا تھا۔ اس یوکے کے ریڈیو کی توسیع ہوئی ہے اور دوران سال یوکے کے مزید تین شہروں کارڈف لیڈز اور کوونٹری میں وائس آف اسلام کی کوریج شروع کی گئی ہے۔ اس طرح اب یہ نشریات نو شہروں میں سنی جاسکتی ہیں۔ قبل ازیں لندن، بریڈ فورڈ، ایڈنبرا، لنڈنڈری، مانچسٹر اور گلاسگو میں نشریات جاری تھیں۔ یوکے کے ادارہ Ofcom کے مطابق اس کی کوریج 8.5 ملین گھرانوں اور اندازاً پندرہ ملین افراد تک ہے۔ وائس آف اسلام بہت مقبول ہو رہا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے۔ اور اسلامی تعلیم کا بھی لوگوں کو پتا لگ رہا ہے۔

احمدیہ ریڈیو کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعتیں بھی ہو رہی ہیں، افریقہ میں بھی اور اَور جگہوں پر بھی۔ اس کے ذریعے سے خود لوگوں میں اور احمدیوں میں بھی نمایاں تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ مثلاً سینٹرل افریقہ کے ایک مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک روز ہمارے مبلغ نے ریڈیو پر حقوق العباد کے موضوع پر پروگرام کیا اور میاں بیوی کے حقوق بیان کیے۔ ایک عیسائی فیملی اس پروگرام کو سن رہی تھی۔ اس فیملی نے کچھ عرصے بعد مبلغ سلسلہ کو فون کیا اور کہا کہ آپ نے میاں بیوی کے جو حقوق اسلام کی رو سے بیان کیے تھے اس کے بعد ہمارے گھر میں اب کوئی لڑائی جھگڑا نہیں ہوتا۔ اس سے پہلے ہمارا گھر جہنم بنا ہوا تھا۔ ہم آپ کا ریڈیو پروگرام مستقل سنتے ہیں۔ ہم جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ کے پروگرام نے ہمارے درمیان صلح کروادی۔

صرف اپنوں پر اثر نہیں ہو رہا بلکہ غیر بھی اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اب احمدیوں کو سوچنا چاہیے

کہ ان کو کس قدر فائدہ اٹھانا چاہیے اور اپنے گھروں کو جنت نظیر بنانا چاہیے۔

اخبارات میں جماعتی خبروں اور مضامین کی تعداد کے بارے میں لکھا ہے کہ 67 ممالک سے جو رپورٹیں آئی ہیں ان میں دو ہزار 900 اخبارات اور رسائل نے 1494 جماعتی مضامین آرٹیکل اور خبریں شائع کی ہیں اور ان کے پڑھنے والوں کی تعداد 22 کروڑ 57 لاکھ 68 ہزار ہے۔

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کی چوبیس گھنٹے کی نشریات کے علاوہ ستر ممالک میں ٹی وی اور ریڈیو چینلز پر بھی جماعت کو اسلام کا پر امن پیغام پہنچانے کی توفیق مل رہی ہے۔اس سال تین ہزار 266 ٹی وی پروگراموں کے ذریعے دو ہزار 848 گھنٹے وقت ملا۔ اسی طرح ریڈیو کے ذریعے سے وقت ملا۔

انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدیہ آرکیٹکٹس یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھا کام کر رہے ہیں۔

مرکزی شعبہ اے ایم جے کے تحت بھی کام ہو رہا ہے۔ان کے بھی آرکیٹکٹ جو ہیں وہ مختلف ملکوں میں جا کر جماعتی عمارات کے نقشے وغیرہ بناتے ہیں ان کی راہنمائی کرتے ہیں۔

سینٹرل لیگل ڈیپارٹمنٹ ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے قانونی مشورے دیتا ہے، اچھے کام کر رہا ہے۔

مجلس نصرت جہاں ہے۔ اس کے تحت افریقہ کے 13 ممالک میں 37 ہسپتال اور کلینک قائم ہیں۔ ان میں 42 مرکزی ڈاکٹرز، 37 لوکل اور 8 وزٹنگ ڈاکٹرز خدمت میں مصروف ہیں۔ گذشتہ سال پانچ لاکھ سے زائد مریضوں کو علاج معالجہ کی سہولت مہیا کی گئی۔ لائبیریا میں ایک کلینک کا کاٹا کے مقام پر زیر کارروائی ہے۔افریقہ کے بارہ ممالک میں ہمارے 616 پرائمری اور مڈل سکولز اور دس ممالک میں 80 سیکنڈری سکولز کام کر رہے ہیں جن میں 18 مرکزی اساتذہ خدمت کر رہے ہیں۔ یہاں بھی نصرت جہاں بورڈ یوکے میں بنایا گیا تھا اس میں مختلف ممبران ہیں۔ یہ بھی ہسپتالوں اور سکولوں وغیرہ کے لیے پروگرام بناتے ہیں، ان کی مدد کرنے میں کافی اچھا کردار ادا کر رہے ہیں۔ ہمارے ان ہسپتالوں کے ذریعے سے نادار لوگوں کے آنکھوں کے فری آپریشن ہوئے۔ اب تک اس پروگرام کے ذریعے 20 ہزار سے زائد افراد کے فری آپریشن ہو چکے ہیں۔ فری میڈیکل کیمپس لگائے جاتے ہیں۔ 37 ممالک میں 776 فری میڈیکل کیمپ لگائے گئے۔ دو لاکھ دو ہزار سے اوپر مریضوں کو مفت دوائیاں تقسیم کی گئیں۔ اس میں بہت سارے افریقہ کے ممالک ہیں۔

خون کے عطیات کے ذریعے سے بھی ضرورتمندوں کو مفت خون مہیا کیا جاتا ہے۔ ہیومینٹی فرسٹ کے ذریعے سے بھی انسانیت کی خدمت کی جا رہی ہے۔ 64 ممالک میں ہیومینٹی فرسٹ رجسٹرڈ ہو چکی ہے۔اس کے تحت بھی اب ہسپتال وغیرہ نے باقاعدہ کام شروع کر دیے ہیں۔ صرف ہنگامی مدد نہیں بلکہ مستقل بنیادوں پر بھی یہ کام کر رہے ہیں۔ چیریٹی واک کے ذریعے سے ان کے لیے رقمیں بھی اکٹھی کی جاتی ہیں۔ قیدیوں سے رابطہ اور ان کی خبر گیری کا بھی انتظام ہے۔ مجموعی طور پر 14 ہزار 586 قیدیوں سے رابطہ کیا گیا اور ان کی ضروریات پوری کی گئیں۔ 11 ممالک میں 21 قیدیوں نے احمدیت میں داخل ہونے کی توفیق پائی اور اس طرح ان سے بھی رابطے کیے جا رہے ہیں ان کو بھی اسلام کی تعلیم کے متعلق بتایا جا رہا ہے۔

نومبائعین سے رابطے کی بحالی کی رپورٹ یہ ہے کہ کیمرون نے 12 ہزار 437 نومبائعین سے رابطہ کیا۔ سینیگال نے 8 ہزار 760، نائیجر میں 5 ہزار 74، کونگو کنشاسا میں 2 ہزار 900، برکینا فاسو میں 2 ہزار 300، بینن میں 2 ہزار 200، تنزانیہ میں دوران سال ایک ہزار 900 نومبائعین سے رابطہ ہوا۔ آئیوری کوسٹ میں پھر نائیجیریا، سیرالیون، کینیا، گنی بساؤ، مڈغاسکر، کونگو برازاویل، گنی کناکری، لائبیریا وغیرہ گھانا، یوگنڈا، گیمبیا۔ ایشیا میں بنگلہ دیش، ہندوستان، انڈونیشیا اور ملائیشیا میں نومبائعین سے رابطے ہوئے۔ یوکے میں بھی ایک سو اکسٹھ 161 نومبائعین سے رابطہ ہوا اور اللہ کے فضل سے دوبارہ ان کو جماعتی نظام کا حصہ بنایا گیا۔ نومبائعین کے لیے تربیتی کلاسز اور ریفریشر کورسز بھی منعقد کیے گئے۔

اکانوے ممالک سے موصولہ رپورٹ کے مطابق دوران سال 41 ہزار 177 تربیتی کلاسز اور تعلیمی کلاسز اور ریفریشر کورسز کا انعقاد ہوا اور ایک لاکھ 10 ہزار سے زائد شاملین تھے اور کلاسز میں ایک ہزار 246 اماموں کو ٹریننگ دی گئی۔

اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو پھل عطا فرمائے ہیں جو بیعتیں عطا فرمائی ہیں ان کی تعداد 2 لاکھ 17 ہزار 168 ہے۔ گذشتہ سال کی نسبت 40 ہزار 323 کا اضافہ ہے۔ 114 ممالک سے 430 سے زائد اقوام کے لوگ جماعت میں داخل ہوئے۔ نائیجیریا میں سب سے زیادہ بیعتیں ہیں اکتالیس ہزار، گنی کناکری ہے، پھر کونگو برازاویل ہے، گنی بساؤ ہے، پھر کیمرون ہے، سینیگال ہے، تنزانیہ ہے، لائبیریا کونگو کنشاسا، سیرالیون، ٹوگو، گیمبیا، گھانا۔

پھر برکینا فاسو میں بیعتیں ہیں، مالی، نائیجر، بینن، آئیوری کوسٹ، سینٹرل افریقن ریپبلک، روانڈا، چاڈ، کینیا، یوگنڈا، برونڈی، زمبابوے، ساؤ تومے، مڈغاسکر۔ اس کے علاوہ جو ممالک ہیں ملاوی، زیمبیا، صومالیہ، الجیریا، ایکویٹوریل گنی، ایتھوپیا، ماریشس، مصر، گبون، لیسوتھو، موریطانیہ، ساؤتھ افریقہ، سوازی لینڈ، مراکش، کوموروس آئی لینڈ، ری یونین آئی لینڈ، کیپ ورڈے آئی لینڈ یہاں بھی بیعتیں ہوئی ہیں، انڈونیشا، انڈیا، بنگلہ دیش، فلپائن، ملائیشیا، نیپال، قرغیزستان، ترکی، قازقستان، کمبوڈیا، سری لنکا، کبابیر پھر اس کے علاوہ تھائی لینڈ، بھوٹان، چائنا، جاپان، رشیا، میانمار یہاں بیعتیں ہوئی ہیں۔ یوکے میں بھی اس سال 153 کے قریب بیعتیں ہوئی ہیں۔ پھر جرمنی ہے، سوئٹزرلینڈ، فرانس، سپین، ناروے، بیلجیم، آئرلینڈ، البانیہ، آسٹریا، آذربائیجان، بلغاریہ، ڈنمارک، فن لینڈ، یونان، اٹلی، کوسووو، ہالینڈ، پرتگال، سلووینیا، نارتھ امریکہ میں کینیڈا میں دوران سال اٹھاسی بیعتیں ہیں۔ ہیٹی پھر امریکہ، ڈومینیکن ریپبلک، بیلیز، جمیکا، ہنڈورس، گوئٹے مالا، ٹرینی ڈاڈ ٹوباگو، میکسیکو، کیمن آئی لینڈ، پھر ساؤتھ امریکن بلاک میں پیراگوئے، گیانا، بولیویا، فرنچ گیانا، پیرو، پانامہ، برازیل، ارجنٹائن، کولمبیا، سورینام، وینزویلا۔ فجی، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، مارشل آئی لینڈ، مائیکرونیشیا، گوام اور اس طرح بہت سارے تقریباً دنیا کے ہر ملک میں اللہ تعالیٰ نے بیعتیں عطا فرمائی ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کل عالمی بیعت میں اس کا مزید ذکر ہوگا۔

اس کے بہت سارے واقعات بھی ہیں۔ بیان کرنا تو مشکل ہے۔ امیر صاحب تنزانیہ لکھتے ہیں۔ ڈوڈوما ریجن کے ایک گاؤں سے عبداللہ صاحب ہماری مسجد آئے اور جماعت کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ انہوں نے بتایا کہ وہ پہلے بھی اس مسجد کے سامنے سے گزرے ہیں لیکن کبھی اندر آنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ آج ان کے دل میں ڈالا گیا کہ وہ مسجد کے اندر آئیں، وہاں موجود مبلغ اور معلمین نے انہیں تفصیل سے جماعت کے عقائد کا تعارف کروایا، سوالات کے جوابات دیے۔ اس کے بعد بھی متعدد بار مسجد آتے رہے اور اپنے علماء کی طرف سے جماعت پر ہونے والے اعتراضات کے جوابات حاصل کرتے رہے۔ جب ان کو تسلی ہوگئی کہ جماعت احمدیہ سچی ہے تو انہوں نے بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کر لی اور اپنے علاقے میں بھی تبلیغ شروع کر دی۔ بیعت کرنے سے قبل اس علاقے میں غیر از جماعت مسلمانوں کی مسجد بن رہی تھی۔ عبداللہ صاحب اس کے چندے کے محصل تھے اس وجہ سے پہلے ہی اہل علاقہ میں ان کی نیکی اور شرافت مشہور تھی۔ انہوں نے ہمارے مبلغ کو وہاں تبلیغ کرنے کی دعوت دی اور لوگوں کو اکٹھا کیا۔ ان لوگوں کے ساتھ غیر از جماعت عالم بھی موجود تھے۔ گفتگو کے دوران غیر از جماعت عالم نے کہا میرے پاس تو احمدیوں کی باتوں کا کوئی جواب نہیں ہے۔ ہر کسی کو اپنا فیصلہ کرنے کا اختیار ہے۔ اس پر وہاں موجود انتالیس احباب نے بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کر لی۔ کم از کم مولوی وہاں کے اتنے ایماندار ہیں کہ جو حقیقت کا اظہار ہے وہ کر دیتے ہیں۔ پاکستانی مولویوں کی طرح نہیں ہیں۔

اسی طرح مائیکرونیشیا میں بھی، کانگو برازاویل میں مختلف جگہوں پر بے شمار واقعات ہیں بیان کرنا تو اس وقت مشکل ہے۔

کانگو برازاویل میں پگمیز (Pygmies) بھی رہتے ہیں۔ وہاں معلم صاحب کہتے ہیں ہم پگمیز کے ایک گاؤں اوندابا میں تبلیغ کی غرض سے گئے لیکن گاؤں والوں نے ہمارے ساتھ تعاون نہ کیا۔ صرف ایک عورت کو ہم نے تبلیغ کی اور وہاں سے پھر دوسرے گاؤں چلے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد ایک پرانی جماعت سے ایک لڑکا ہمارے پاس آیا جس کا تعلق بھی پگمیز کے خاندان سے ہے۔ اس نے کہا کہ ہمیں پتہ چلا کہ آپ ہمارے خاندان کے دوسرے افراد کو تبلیغ کرنے کی غرض سے گئے تھے لیکن انہوں نے آپ سے تعاون نہیں کیا تو ہم آپ سے اس پر معافی مانگنے آئے ہیں۔ ہم نے ان کو سمجھا دیا ہے کہ جب بھی جماعت احمدیہ کے مشنری آپ کے پاس آئیں تو آپ نے ان کی بات غور سے سننی ہے کیونکہ احمدی ہی تو ہیں جو ہماری بات کو سنتے ہیں اور ہماری تکالیف کا خیال رکھتے ہیں۔ جتنا پیار محبت ہمیں ان سے ملا ہے کسی سے آج تک نہیں ملا۔ چنانچہ جب دوسری دفعہ ہم وہاں پر گئے تو سارا گاؤں اکٹھا ہو گیا اور تبلیغ اور مجالس سوال و جواب کے بعد تیئس افراد نے بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کر لی اور پھر یہ لوگ ہمیں اپنے خاندانوں کے دوسرے دیہات میں تبلیغ کی غرض سے ساتھ لے کر گئے اور اللہ کے فضل سے اب تک 27 دیہات میں 462 بیعتیں ہو چکی ہیں۔

خوابوں کے ذریعے سے بھی اللہ تعالیٰ راہنمائی کرتا رہتا ہے۔ اس میں بھی بے شمار لوگوں کے واقعات ہیں جن کا بیان کرنا تو مشکل ہے۔

مالی سے مبلغ لکھتے ہیں سکاسو ریجن کا ایک واقعہ ہے۔ ایک مشن ہاؤس میں ابوبکر صاحب بیعت کرنے کے لیے آئے۔ کہنے لگے کہ وہ ریڈیو احمدیہ سنا کرتے تھے لیکن کبھی بیعت کرنے کی جانب دل مائل نہیں ہوتا تھا۔ کہتے ہیں کل رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک سفید گھوڑا آسمان کی بلندیوں میں اڑ رہا ہے جس پر ایک نہایت خوش لباس بزرگ سوار ہیں جنہوں نے عمامہ پہنا ہوا ہے اور آسمان سے آواز آ رہی ہے کہ یہی اس زمانے کے امام ہیں ان کی بیعت کرو۔ اس کے بعد ان کی آنکھ کھل گئی اور دل مطمئن تھا۔ جب انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلامؑ کی تصویر دکھائی گئی تو کہنے لگے کہ بالکل کل رات اسی بزرگ کو انہوں نے خواب میں دیکھا تھا۔ چنانچہ وہ بیعت کر کے جماعت میں داخل ہو گئے۔

کانگو سلمان فانی صاحب لوکل مشنری ہیں، کہتے ہیں باندوندو شہر میں ایک کلاریس نامی بیوہ خاتون ہے جس کے شوہر کی وفات کو پانچ برس ہو چکے

ہیں۔ کہتی ہے کہ بار بار ان کے مرحوم خاوند اس کو خواب میں آکر تلقین کرتے تھے کہ اسلام قبول کرلو اس کے ساتھ ساتھ وہ خواب میں ایک بزرگ کی زیارت بھی کرتی۔ چنانچہ ایک دن مشن ہاؤس آئی اور دیوار پر لگی ہوئی میری تصویر جب انہوں نے دیکھی تو کہنے لگی کہ یہی تو تھے جن کو میں خواب میں دیکھتی تھی اس کے بعد اس خاتون نے بیعت کر لی۔

لائبیریا کے ایک نومبائع تھامس شریف صاحب کہتے ہیں ایک روز خواب دیکھا کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا آؤ اور نبی کو دیکھو۔ میں نے اس شخص سے کہا کہ میرے استاد نے مجھے بتایا ہے کہ اب کوئی نبی نہیں آئے گا اس لیے مجھے اکیلا چھوڑ دو۔ اس نے مجھے تین مرتبہ بلایا پھر میں دیکھنے گیا تو میں نے ایک آدمی کو دیکھا جس کے سر پر پگڑی کی طرح سفید کپڑا بندھا ہوا تھا۔ کئی سال بعد جب میں سیرالیون گیا تو وہاں مجھے ایک مسجد جانے کا موقع ملا جہاں اسی بزرگ کی تصویر دیکھی جو مجھے خواب میں دکھائے گئے تھے۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے۔ چنانچہ میں نے فوراً بیعت کر لی اور جماعت میں شامل ہو گیا۔ اس طرح مختلف ممالک کے واقعات ہیں یورپ میں بھی ہیں امریکہ میں بھی ہیں افریقہ کے بھی ہیں۔

مایوٹ آئی لینڈ ایک دور دراز علاقہ ہے ایک نومبائع دوست ہارون صاحب نے بیعت کرنے کے بعد بتایا کہ میں نے بہت سی مسجدوں میں نمازیں ادا کی ہیں مگر کہیں بھی سکون نہیں ملا مگر جب سے احمدیوں کے ساتھ نماز پڑھی ہے سکون ہی سکون ہے۔ موصوف اپنی ایک خواب کا ذکر کرتے ہیں کہ وہ پہلے جماعتی سینٹر کے پاس ایک سلفی مسجد میں نماز ادا کرتے تھے مگر ایک رات خواب میں ایک سفید رنگ کے کپڑے پہنے ایک شخص نے ان سے کہا کہ جاؤ احمدیہ مسجد میں نماز ادا کرو۔ کہتے ہیں کہ یہ خواب کئی دفعہ آئی جس کے بعد انہوں نے احمدیہ مسجد میں نماز ادا کرنے کا فیصلہ کیا اور مطمئن ہو کر بیعت کر لی۔

ایک لمبا واقعہ کینیڈا کے ایک عیسائی دوست کا بھی ہے۔ اسی طرح یوکے سے واقعات ہیں رشیا کے ہیں۔

بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دینی ہوتی ہے تو قیافہ شناسی بھی دیتا ہے۔ گنی بساؤ کے مبلغ لکھتے ہیں کہ سینچنگ نامی ایک علاقے میں تبلیغ کے لیے گئے تو جماعت کا تعارف کرواتے ہوئے انہوں نے موبائل کی مدد سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کی تصاویر دکھانی شروع کیں تو اس گاؤں کے ایک شخص الحسن جالو صاحب نے تصویریں دیکھ کر تمام لوگوں میں کھڑے ہو کر یہ اعلان کیا کہ یہ جو ساری تصویریں ہیں یہ جھوٹوں کی تصویریں نہیں ہو سکتیں۔ یقیناً یہ خدا تعالیٰ کے نمائندے ہیں اور میں ابھی سے اپنی فیملی کے ساتھ احمدیت میں داخل ہوتا ہوں۔ پھر نشان دیکھ کر ان کے ذریعے بہت ساری بیعتیں ہوئی ہیں۔

مخالفین کے پروپیگنڈے کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ بیعتیں عطا فرماتا ہے۔ احمدیوں کا نمونہ دیکھ کر بیعتیں ہوتی ہیں۔

اس لیے اس بارے میں میں بار بار تلقین کرتا رہتا ہوں کہ لوگوں کو اپنے نمونے دکھائیں۔

میکسیکو کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک نومبائع نے بیعت کرنے کے بعد بتایا کہ میرے بھتیجے کے ایک عمل نے مجھے اسلام احمدیت کی طرف مائل کیا۔ کہتے ہیں کہ ایک دن ہم دونوں سڑک پر چل کر کہیں جا رہے تھے کہ زمین پر ان کو کسی کا بٹوہ نظر آیا۔ ان کے بھتیجے جس نے کچھ سال پہلے بیعت کی تھی اس بٹوے کو اٹھایا اور اس میں سے شناختی کارڈ نکال کر مالک کا پتہ لگانے لگا۔ کہتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ لوگوں کو تو جب بٹوہ ملتا ہے تو پہلے اس میں سے پیسے نکالتے ہیں اور تم نے ایسا نہیں کیا تو اس نے کہا کہ میں احمدی مسلمان ہوں اور ہم ایسے نہیں کرتے۔ اس بات نے ان کے ذہن پر گہرا اثر کیا۔ ان کا خدا پر ایمان تھا لیکن کسی مذہب کے پیروکار نہیں تھے۔ اس کے بعد انہوں نے جماعت سے رابطہ کیا اور تحقیق کے بعد بیعت کر لی۔ تو نمونوں کا بھی اثر ہوتا ہے۔ مخالفین جماعت سے بدظن کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں لیکن ہمیشہ ناکام ہی ہوتے ہیں اس کے بھی بہت سارے واقعات ہیں جو بیان کرنا مشکل ہے۔

انڈیا کا ایک واقعہ ہے۔ ایک گاؤں ہے راما منڈی وہاں سے تیس افراد بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئے۔ آس پاس کے مولویوں کو اس بات کا علم ہوا انہوں نے ایک اثر و رسوخ والے آدمی کو ان نومبائعین کے پاس بھیجا کہ ان کو احمدیت سے توبہ کروائے۔ چنانچہ وہ شخص نومبائعین کو جماعت کے بارے میں غلط باتیں بتانے لگا تو وہاں کی مستورات نے، عورتوں نے جواب دیا کہ جب ہم لوگوں کو اسلام کے بارے میں بالکل جان کاری نہیں تھی تب آپ ہمیں اچھے مسلمان سمجھتے تھے۔ اب جب ہمیں کوئی دین اسلام کی تعلیم دینے لگا ہے تو ہم مسلمان نہیں رہے۔ لہٰذا جو ہیں وہی ہیں۔ اب ہم جماعت احمدیہ کے ساتھ رہیں گے اور وہ آدمی شرمندہ ہو کے واپس چلا گیا۔

اسی طرح بہت سارے اور جگہوں کے بھی ہیں۔

مالی کے مبلغ لکھتے ہیں کہ عبداللہ صاحب کو بیعت کی توفیق ملی۔ بیعت کے بعد ان کے خاندان اور دوستوں نے انہیں احمدیت کے متعلق بدظن کرنے کی بہت کوشش کی۔ اس پر انہوں نے بہت دعا کی۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ وہ اپنی اہلیہ کے ساتھ ایک بہت بڑے دودھ کے دریا کے کنارے موجود ہیں۔ وہ اپنی اہلیہ سے خواب میں کہتے ہیں کہ یہ سب احمدیت کی برکت سے انہیں ملا ہے۔ اس خواب کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کا دل پوری طرح مطمئن ہو گیا کہ ان کا بیعت کا فیصلہ درست تھا۔

ارجنٹائن میں بھی اسی طرح بیعت کا ایک واقعہ ہے۔ نومبائعین کو احمدیت چھوڑنے کی دھمکیاں، شدید مخالفت ہوئی لیکن احمدیوں کی ثابت قدمی کا مظاہرہ ہوا بعض غیر معمولی تبدیلیاں بھی پیدا ہوئیں۔ اس نے بھی لوگوں کو متاثر کیا۔

برکینا فاسو میں جو ہمارے شہید ہوئے تھے ان کی فیملیوں میں چند ایک کے تاثرات بھی بیان کر دیتا ہوں۔ موسیٰ آگ علی صاحب شہید برکینا فاسو کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ مہدی آباد کا سانحہ بہت بڑا واقعہ تھا۔ میں اپنے خاوند کی شہادت کی عینی شاہد تھی اور اس واقعہ کا بیان کرنا ممکن نہیں۔ موجود تھیں۔ ان کی موجودگی میں ان ظالموں نے خاوند کو مارا۔ کہتی ہیں ہم بے یار و مددگار اپنے گاؤں سے نکل پڑے تھے۔ کچھ معلوم نہ تھا کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے لیکن جماعت نے ہمارا اس قدر خیال رکھا کہ ہمارے زخم بہت جلد مندمل ہو گئے۔ ہم مہدی آباد سے نکلے تو ہمیں بچوں کی تعلیم کی فکر تھی لیکن خلیفہ وقت کی ہدایات کی روشنی میں جماعت نے بہت خیال رکھا ہمارے بچوں کی تعلیم کے لیے انتظامات کیے۔ انہیں معاشرے کا مفید وجود بنانے کے لیے جماعتی کوششیں قابل قدر ہیں۔ شاید وہاں رہتے ہوئے اپنے بچوں کا اتنا خیال نہ رکھ سکتے جتنا جماعت رکھ رہی ہے۔

پھر ابراہیم بیدگا صاحب کی اہلیہ ہیں۔ کہتی ہیں گیارہ جنوری کے سانحہ اور خاوند کی شہادت کے بعد یوں محسوس ہوتا تھا جیسے سب کچھ ختم ہو گیا ہے۔ مجھے لگتا تھا کہ اب میں زیادہ دیر زندہ نہیں رہ سکوں گی۔ سانحہ مہدی آباد کا بہت گہرا اثر ہم پر تھا لیکن خدائے قادرِ مطلق نے خود ہمارے زخموں پر مرہم رکھی، ہمارے دلوں کو سہارا دیا اور مضبوط کیا۔ میرے دل کو تسلی عطا ہوئی کہ یہ واقعہ تو خدا کی تقدیر کے تحت ہی ہوا ہے اور ہمیں ہمت نہیں ہارنی چاہیے۔ ہمارے خلیفہ نے اور ساری جماعت نے ہمارا بہت خیال رکھا ہمیں زندہ رہنے کا حوصلہ دیا ہماری ہمت بڑھائی اور یہ ہمارے لیے بہت بڑا اعزاز ہے۔

فاطمہ صاحبہ ہیں جو موسیٰ آگ علی صاحب شہید کی دوسری بیوی ہیں۔ کہتی ہیں اپنے خاوند کے راستے پر چلنے کے لیے اپنے خدا سے وعدہ کر چکی ہوں۔ میں شہادت کے لیے تیار ہوں۔ خاوند کی شہادت کے بعد مجھے خیال آیا کہ اب میں چھوٹے بچوں کی ضروریات کا کیسے خیال رکھوں گی۔ میں اپنے مولیٰ کی شکر گزار ہوں کہ اس نے اس قدر عمدہ انتظام کر دیا کہ میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ میرے بچے یہاں ڈوری محمد آباد آکر نمازوں میں باقاعدہ ہو گئے ہیں۔ قرآن مجید پڑھ سکتے ہیں، دعائیں یاد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس قدر احسانات کیے ہیں کہ بیان سے باہر ہیں۔ اسی طرح اور بہت سارے لوگوں کے ہیں۔ پھر ایک خاتون موسیٰ آگ صاحبہ کی والدہ کہتی ہیں کہ میں اپنے بیٹے کی شہادت کی خبر سن کر اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھی۔ مجھے یوں لگتا تھا کہ غم کی شدت سے میں پاگل ہو جاؤں گی۔ پھر جب خلیفہ وقت نے ہمارے پاس تعزیت کے لیے وفد بھیجا اور امیر صاحب برکینا فاسو اور امیر صاحب گھانا نے رقت کے ساتھ ہمیں خلیفہ وقت کا سلام اور پیغام پہنچایا تو مجھے لگا جیسے میرے اوسان بحال ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ بعد ازاں ہم خلیفہ وقت کے ارشاد کے مطابق محمد آباد ڈوری میں آکر بس گئے تو میں بالکل ٹھیک ہو گئی۔ بہرحال یہ بہت سارے ان کے واقعات ہیں ان شاء اللہ آئندہ کسی وقت بیان ہو جائیں گے۔

خدمت دین میں مشکلات اور نصرت الٰہی کے واقعات بھی ہیں۔ مخالفین کے بد انجام کے واقعات بھی ہیں۔ قبولیتِ دعا کے واقعات بھی ہیں۔ بے شمار واقعات ایسے ہیں جن کو اس محدود وقت میں بیان کرنا مشکل ہے۔ اب میں یہیں پہ ختم کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ جو جماعت احمدیہ پر فضلوں کی بارش برسا رہا ہے، اسے ہمیشہ جاری رکھے اور ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے بنتے چلے جائیں۔ کبھی ایسا عمل ہمارے سے نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کی کسی بھی قسم کی ناراضگی کا موجب ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مخالفین کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں: ’’باز آ جاؤ اور اس کے قہر سے ڈرو اور یقیناً سمجھو کہ تم اپنی مفسدانہ حرکات پر مہر لگا چکے۔ اگر خدا تمہارے ساتھ ہوتا تو اس قدر فریبوں کی تمہیں کچھ بھی حاجت نہ ہوتی۔ تم میں سے صرف ایک شخص کی دعا ہی مجھے نابود کر دیتی۔ مگر تم میں سے کسی کی دعا بھی آسمان پر نہ چڑھ سکی بلکہ دعاؤں کا اثر یہ ہؤا کہ دن بہ دن تمہارا ہی خاتمہ ہوتا جاتا ہے......

کیا تم دیکھتے نہیں کہ تم گھٹتے جاتے اور ہم بڑھتے جاتے ہیں۔ اگر تمہارا قدم کسی سچائی پر ہوتا+تو کیا اس مقابلہ میں تمہارا انجام ایسا ہی ہونا چاہئے تھا۔‘‘ (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 409)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بڑا یہ واضح اور کھلا چیلنج ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوں اور ان شاء اللہ تعالیٰ یہ جماعت بڑھتی رہے گی۔ اللہ کرے ہم بھی ہمیشہ اس جماعت کا حصہ بنیں اور اللہ تعالیٰ کی جو تقدیر ہے اس غلبے میں ہمارا بھی حصہ ہو۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 8 جنوری 2025ء)

☆......☆......☆

ذرا ذرا سی بات پر خلع اور طلاق تک نوبت پہنچا دینا نہایت بھیانک اور ناپسندیدہ طریق ہے

ارشاد سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

’’انسانی زندگی کے اہم ارکان میں سے میاں بیوی کے اجزا ہوتے ہیں۔ دنیوی زندگی کے لئے انسان کے لئے جو چیزیں لازمی ہیں اور جن کے ذریعہ انسان آرام اور سکینت حاصل کرسکتا ہے وہ میاں بیوی کے تعلقات ہیں۔ میاں بیوی کے تعلقات سے جو سکون اور آرام انسان کو ملتا ہے وہ اُسے کسی اَور ذریعہ سے حاصل نہیں ہوسکتا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ان وجودوں کو ایک دوسرے کے لئے سکینت اور تسکین کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ اِسی طرح بائبل میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کے لئے حوّا پیدا کی تا کہ وہ آدم کے آرام اور سکینت کا موجب ہو۔ یعنی حوّا کے بغیر آدمؑ کے لئے تسکین اور آرام کی صورت اور کوئی نہ تھی۔ لیکن یہی دو وجود جو ایک دوسرے کے لئے تسکین، آرام اور راحت کا موجب ہیں کبھی کبھی انہیں دو وجودوں کو لڑائی اور جھگڑے کا موجب بنا لیا جاتا ہے اور راحت اور سکون کی بجائے انسان کے لئے اس کا مدمقابل یعنی خاوند کے لئے بیوی اور بیوی کے لئے خاوند دنیا میں سب سے زیادہ تکلیف دینے کا موجب بن جاتا ہے۔ ہزاروں خاوند ایسے ہیں جو اپنی بیویوں کے لئے بدترین عذاب ثابت ہوتے ہیں اور ہزاروں بیویاں ایسی ہیں جو اپنے خاوندوں کے لئے بدترین عذاب ثابت ہوتی ہیں۔ اسلام نے ایسے حالات میں ہمارے لئے ایسی اعلیٰ راہنمائی کی ہے کہ درحقیقت ان احکام کی موجودگی میں ہمارے لئے گھبراہٹ اور تشویش کی کوئی وجہ باقی نہیں رہتی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے کے لئے کتنے لوگ تیار ہوتے ہیں؟ غیر مسلم تو پہلے ہی اسلامی تعلیم پر اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ وہ مسلمان بھی جو اسلامی تعلیم کو ماننے والے ہیں اسلامی تعلیم سے بہت دور جاچکے ہیں اور قرآنی تعلیم کی طرف آنا پسند ہی نہیں کرتے بلکہ دوسری عدالتوں کے ذریعہ اپنا فیصلہ کرانا چاہتے ہیں۔ اگر کسی مرد اور عورت میں جھگڑا پیدا ہوجائے اور ان کو کہا جائے کہ قرآن کی تعلیم کے مطابق اس جھگڑے کو دور کرنے کی کوشش کرو تو رشتہ دار درمیان میں کُود پڑتے ہیں اور کہنا شروع کردیتے ہیں کہ ان باتوں پر عمل کرنے سے کہیں گزارہ ہوتا ہے۔ ہم ان کے مطابق کیسے فیصلہ کریں۔ گویا اُن کے نزدیک قرآن کریم ایک افسانوں کی کتاب ہے جسے لائبریری کی زینت کے لئے رکھنا چاہئے لیکن اس پر عمل نہیں کرنا چاہئے۔ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم ناقابلِ عمل ہے ایسا شخص اسلام کے دائرہ میں رہتا ہی کیوں ہے؟ ایسے شخص کو اسلام کی تعلیم کو چھوڑ دینا چاہئے اور کوئی ایسا مذہب تلاش کرنا چاہئے جس کی تعلیم اسے قابل عمل نظر آئے تا کہ کم از کم اُس کی ضمیر تو آزاد رہے۔ وہ جب اسلام کی تعلیم کو غلط اور ناپسندیدہ خیال کرتا ہے تو پھر ضمیر کو مارتے ہوئے اس کو کیوں پکڑے ہوئے ہے اور کیوں اسے چھوڑتا نہیں؟

مَیں اپنی جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ ہماری جماعت میں میاں بیوی کے جھگڑے پہلے کی نسبت زیادہ پیدا ہورہے ہیں۔ جہاں تک جھگڑوں کا سوال ہے جھگڑوں کا پیدا ہونا بُرا نہیں کیونکہ یہ انسانی خاصہ ہے کہ میاں بیوی میں کبھی کبھار رنجش بھی پیدا ہوجاتی ہے۔ لیکن جھگڑا پیدا ہونے کے بعد اسلامی تعلیم کو نظر انداز کردینا یہ بہت بُری چیز ہے۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ لوگ ایسے حالات میں بالعموم اسلام کی تعلیم کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے ظلم کی حد تک پہنچ جاتے ہیں اور اسلامی تعلیم کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ میرے لئے یہ صورت بہت ہی تکلیف دہ ہوتی ہے۔ ہمارے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کامل اسوہ ہیں۔ ہم آپؐ کو دیکھتے ہیں کہ آپ نہ صرف خاوند تھے بلکہ آپ نبی بھی تھے، آپؐ پیر بھی تھے اور آپ آقا بھی تھے۔ لیکن باوجود ان تمام باتوں کے آپ کی حالت یہ تھی کہ ایک دفعہ آپ نے اپنی ایک بیوی کو ایک راز کی بات بتائی اور حکم دیا کہ کسی اَور کو نہ بتانا لیکن انہوں نے اپنی بعض سہیلیوں سے جو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیویوں میں سے ہی تھیں اس بات کا ذکر کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً بتا دیا کہ آپ کی اس بیوی نے وہ راز آپ کی بعض دوسری بیویوں کو بھی بتا دیا ہے۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی تنبیہہ کے لئے یہ فیصلہ فرمایا کہ مَیں مسجد میں ہی رہوں گا اور گھر میں بیویوں کے پاس نہیں جاؤں گا۔ آپؐ نے مسجد میں خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا۔ آپؐ کے حکم پر مسجد میں آپؐ کے لئے خیمہ لگا دیا گیا اور آپؐ اُسی میں رہنے لگے۔ مکہ والے اپنی بیویوں سے نرمی کا سلوک نہیں کیا کرتے تھے بلکہ جس طرح پنجابی عورتوں کی درستی کا ایک ہی علاج جانتے ہیں کہ ڈنڈا لیا اور مار مار کر سیدھا کردیا۔ اسی طرح مکہ والے بیویوں سے سختی سے پیش آتے تھے اور ان کی عورتوں کو یہ جرأت نہیں ہوتی تھی کہ کسی بات میں مشورہ دے سکیں یا مرد کے سامنے بول سکیں۔ مدینہ میں مکہ کی نسبت کسی حد تک عورتوں کو زیادہ آزادی تھی۔ گو اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ جو آزادی عورتوں کو دلائی وہ اس پہلی آزادی سے بہت بڑھ کر ہے۔ بہرحال مدینے کی عورتیں کبھی کبھار اپنے مردوں کے سامنے بول لیتی تھیں لیکن مکہ والوں میں ابھی وہی سختی باقی تھی۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسجد میں ڈیرا لگا لیا تو صحابہؓ میں چہ میگوئیاں ہونی شروع ہوگئیں کہ آپؐ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ چنانچہ ایک صحابیؓ گھبرائے ہوئے حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے۔ حضرت عمرؓ مدینہ سے دو تین میل باہر ایک گاؤں میں رہتے تھے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں اُن دنوں ہمیں گزارے کی تنگی تھی اِس لئے ہم لوگ روزانہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں حاضر نہ ہوسکتے تھے بلکہ ہم نے باریاں مقرر کی ہوئی تھیں۔ ایک ساتھی جاتا اور وہ سارا دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت میں رہتا اور شام کو واپس آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس کی ساری باتیں اپنے ساتھی کو سناتا۔ دوسرے دن وہ کام کرتا اور اس کا وہ ساتھی جو پہلے دن نہیں گیا تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس میں جاتا، آپؐ کی باتیں سنتا اور شام کو واپس آکر تمام باتیں اپنے ساتھی کو سناتا۔ جس دن یہ واقعہ ہؤا اس دن حضرت عمرؓ کے ساتھی کی باری تھی۔ جب وہ مدینہ سے واپس گئے تو اُنہوں نے حضرت عمرؓ سے کہا۔ عمر! تجھے پتہ ہے کہ مدینہ میں کیا ہوگیا ہے؟ حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا ہوگیا ہے؟ انہوں نے کہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی تمام بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ اُن کی یہ بات سن کر حضرت عمرؓ بہت گھبرائے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نکاح میں حضرت عمرؓ کی بیٹی حفصہؓ بھی تھیں۔ حضرت عمرؓ مدینہ گئے اور جاتے ہی حضرت حفصہؓ کے گھر میں داخل ہوئے۔ جب پہنچے تو حضرت حفصہؓ بیٹھی رو رہی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے جاتے ہی حضرت حفصہؓ سے کہا۔ بیوقوف! کیا مَیں تمہیں منع نہیں کیا کرتا تھا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ادب کیا کرو اور تم عائشہؓ کی نقلیں نہ کیا کرو۔ عائشہؓ کا مقام اَور ہے اور تمہارا مقام اَور ہے۔ لیکن تم نے میری بات نہ مانی اور اب نتیجہ نکل آیا۔ پھر حضرت حفصہؓ سے پوچھا کہ کیا یہ بات سچ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سب بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ حضرت حفصہؓ نے کہا۔ نہیں طلاق تو نہیں دی البتہ ناراض ہوکر چلے گئے ہیں۔ حضرت عمرؓ وہاں سے نکلے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اندر آنے کی اجازت مانگی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کو اندر آنے کی اجازت دی تو آپ اندر داخل ہوئے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں جب مَیں اندر گیا تو آپ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اور چٹائی کُھردری تھی۔ میرے جانے پر آپؐ اٹھ کر بیٹھ گئے مگر حالت یہ تھی کہ تمام جسم پر چٹائی کے نشان پڑے ہوئے تھے۔ مَیں نے کہا یَا رَسُوْلَ اللہ! آرام اور آسائش کے تمام سامان قیصر وکسریٰ کے پاس ہیں اور وہ اپنے زندگی کے دن نہایت تعیُّش اور آرام کے ساتھ بسر کر رہے ہیں اور آپؐ کے لئے آرام کا کوئی سامان نہیں۔ آپؐ کے لئے یہ چٹائی ہے جس کے نشان آپ کے تمام جسم پر پڑ گئے ہیں۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں مَیں نے یہ بات جان بوجھ کر کہی تا کہ اگر آپؐ کی طبیعت میں کوئی غصہ ہو تو وہ دور ہوجائے۔ میری بات پر آپؐ ہنس پڑے۔ مَیں نے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللہ! کیا یہ صحیح ہے کہ آپ نے اپنی تمام بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ آپؐ نے فرمایا نہیں طلاق تو نہیں دی۔ پھر حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ یَا رَسُوْلَ اللہ! مَیں تو حفصہؓ کو سمجھاتا رہتا ہوں کہ تم عائشہ کی نقلیں نہ کیا کرو اور آپ کا بہت ادب و احترام کیا کرو۔ پھر کہا یَا رَسُوْلَ اللہ! آپ سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ ہم مکہ والوں کے سامنے ہماری بیویاں بولتی نہ تھیں۔ ایک دن کسی بات پر میری بیوی مجھے مشورہ دینے لگی تو مَیں نے اسے کہا تُو اپنی حیثیت تو دیکھ۔ تیرا کیا کام ہے کہ تُو مجھے مشورہ دے۔ لیکن ہماری عورتوں کو بھی آہستہ آہستہ مدینے کی عورتوں نے خراب کردیا۔ ایک دن مَیں بات کررہا تھا کہ میری بیوی نے مجھے کسی معاملہ کے متعلق مشورہ دینے کی کوشش کی۔ جب مَیں نے اُسے روکا تو اُس نے مجھے جواب دیا کہ رسول اللہ کے گھر میں ان کی بیویاں آپؐ کو مشورہ دیتی ہیں تو تم کون ہو ہمیں روکنے والے؟ اس طرح حضرت عمرؓ نے نہایت لطیف پیرایہ میں اس طرف اشارہ کیا کہ آپؐ نے ہی عورتوں کو آزادی دی ہے۔ اگر ان سے کوئی غلطی ہو گئی ہے تو وہ معافی کی حقدار ہیں۔ مگر باوجود ان تمام باتوں کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عورتوں کے حقوق کی نہایت اعلیٰ طور پر حفاظت کی۔ یہاں تک کہ آپؐ نے اپنی آخری تقریر میں بھی یہی وصیت کی کہ عورتوں سے حسنِ سلوک سے پیش آنا۔ اور اپنے غلاموں کو اپنے بھائیوں کی طرح رکھنا اور ان سے ایسا کام نہ لینا جو ان کی طاقت سے باہر ہو۔

بہرحال اسلام نے عورتوں کے حقوق کی جتنی حفاظت کی ہے کسی اَور مذہب نے نہیں کی۔ لیکن چونکہ انسان ایک ایسا مرکّب وجود ہے جس میں مختلف قسم کی عادات اور خواہشات موجود ہوتی ہیں اس لئے میاں بیوی میں کبھی نہ کبھی اختلاف بھی پیدا ہوجاتا ہے اور ان کے تعلقات ایک ہی حال پر نہیں رہ سکتے۔ اگر یہ اختلاف بہت شدت کا رنگ پکڑ لے تو ایسے مواقع کے لئے اسلام کا حکم ہے کہ مرد عورت کو طلاق دے دے یا عورت مرد سے خلع کرالے۔ لیکن طلاق اور خلع سے پہلے کچھ احکام بیان کئے ہیں جن کو مدنظر رکھنا مرد، عورت اور قاضیوں کا فرض قرار دیا ہے تا کہ طلاق یا خلع عام نہ ہوجائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں اِنَّ اَبْغَضَ الْحَلَالِ عِنْدَ اللہِ الطَّلَاقُ یعنی حلال چیزوں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک طلاق ہے۔ جب طلاق حلال چیزوں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے تو ایک مومن جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہے وہ اس چیز کے کس طرح قریب جاسکتا ہے جس کے متعلق وہ سمجھتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔ ہر کام جو جائز ہے ضروری نہیں کہ اسے کیا بھی جائے۔ تم میں سے ہر ایک شخص جانتا ہے کہ بنارس، کلکتہ، مدراس یا بمبئی جانا حلال ہے لیکن کتنے ہیں جو ان جگہوں میں

گئے ہیں؟ اگر حلال کے یہی معنے ہیں کہ اسے ضرور کیا جائے تو پھر تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ جن لوگوں کے پاس ان شہروں میں جانے کے لئے روپیہ نہ تھا وہ اپنی جائیدادیں بیچ ڈالتے اور اس حلال کام کو ضرور سرانجام دیتے۔ لیکن لوگوں کا اس پر عمل نہ کرنا بتاتا ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ جو بات حلال ہے ضروری نہیں کہ اس پر عمل کیا جائے۔ جگہ، مناسب موقع اور محل کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے۔ اگر ایک حلال کام کے کرنے سے ناپسندیدگی کے سامان پیدا ہوتے ہیں تو اس کام سے بہرحال اجتناب کیا جائے گا۔ مثلاً پیاز کھانا حلال ہے لیکن مسجد میں پیاز کھا کر جانا منع ہے کیونکہ وہاں لوگوں کو اس کی بُو سے تکلیف ہوتی ہے۔ اسی طرح انسان کے لئے یہ حلال ہے کہ وہ سبز رنگ کا کپڑا پہنے یا اُودے رنگ کا کپڑا پہنے یا زرد رنگ کا کپڑا پہنے۔ اگر کسی کا دوست کہے کہ یہ زرد رنگ کا کپڑا خرید لو تو وہ کہتا ہے۔ مجھے زرد رنگ اچھا نہیں لگتا۔ اب اس کے نزدیک حلال وہ چیز ہے جو اس کی پسند کے مطابق اور اس کی طبیعت کو اچھی لگتی ہے۔ کھانے کے متعلق اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ حلال اور طیب چیزیں کھاؤ۔ لیکن بعض لوگ بینگن نہیں کھاتے۔ بعض لوگ کدو کو پسند نہیں کرتے۔ اگر ان سے پوچھا جائے کہ آپ بینگن کیوں نہیں کھاتے؟ تو وہ کہتے ہیں کہ ہمیں پسند نہیں۔ یا دوسرے شخص سے پوچھا جائے کہ آپ کدو کیوں نہیں کھاتے؟ تو وہ کہتا ہے میری بیوی اس کو ناپسند کرتی ہے۔ اسی طرح جب لوگ مکان تیار کرتے ہیں تو اپنے مذاق اور اپنی طبیعت کے مطابق بناتے ہیں۔ کوئی ایک منزلہ مکان بناتا ہے، کوئی دو منزلہ اور کوئی سہ منزلہ۔ کوئی مکان میں باغیچہ لگانا پسند کرتا ہے اور کوئی بغیر باغیچہ کے۔ اب یہ ساری چیزیں حلال ہوتی ہیں لیکن وہ سب پر عمل نہیں کرتا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ ہر حلال بات پر عمل کرنا ضروری نہیں لیکن جب بیوی کو طلاق دینے کا معاملہ پیش آجائے تو یہ کہتے ہوئے کہ بیوی کو طلاق دینا جائز ہے۔ فوراً بے سوچے سمجھے طلاق دے دی جاتی ہے حالانکہ بعض حلال چیزیں انسان اپنے نفس کی خاطر، بعض اپنے دوستوں کی خاطر اور بعض سوسائٹی کی خاطر ہمیشہ چھوڑتا رہتا ہے۔ درحقیقت ایسے موقع پر ایک مومن کی حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ اس حلال کو خدا کی خاطر چھوڑ دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ چونکہ یہ کام میرے خدا کو پسند نہیں اِس لئے مَیں یہ کام نہیں کرتا تا میرا خدا مجھ پر ناراض نہ ہو۔

پس رُشد اور ہدایت یہ نہیں کہ طلاق کو عام کیا جائے بلکہ رشد اور ہدایت یہ ہے کہ طلاق سے بچنے کی کوشش کی جائے۔ حلال کے معنے یہ ہیں کہ چاہو تو کر سکتے ہو۔ قانون کے لحاظ سے منع نہیں۔ لیکن تمہیں دوسروں کے خیالات، دوسروں کے جذبات، دوسروں کی ہمدردی اور دوسروں کے پیار کو بھی ملحوظ رکھنا چاہئے۔ جس حلال پر عمل کرنے سے دوسروں کے خیالات، دوسروں کے جذبات، دوسروں کی ہمدردی اور دوسروں کے پیار کا خون ہوتا ہو، وہ حلال نہیں بلکہ ایسا حلال ایک جہت سے حلال ہے اور دوسری جہت سے حرام ہے۔ جب لوگ اپنے دوستوں کی ناراضگی، سوسائٹی کی ناراضگی اور قوم کی ناراضگی کا خیال رکھتے ہیں تو کیا خدا تعالیٰ کی ناراضگی ہی ایسی چیز ہے جس سے انسان کو بے پروا ہونا چاہئے؟ کیا خدا تعالیٰ کا وجود ہی ایسا کمزور ہے کہ جس کی ناراضگی انسان کے لئے قابل اعتناء نہیں؟ جب دنیوی اور سفلی عشق رکھنے والے لوگ اپنے محبوب کی چھوٹی سے چھوٹی خفگی سے ڈرتے ہیں اور اس کو ناراض ہونے کا موقع نہیں دیتے۔ تو یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ ایک مومن جس نے ایمان کی حلاوت پائی ہو وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے انتہائی طور پر خائف نہ ہو۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ کی کسی بات پر تکرار ہوگئی۔ یہ تکرار بڑھ گئی۔ حضرت عمرؓ کی طبیعت تیز تھی اِس لئے حضرت ابوبکرؓ نے مناسب سمجھا کہ وہ اس جگہ سے چلے جائیں تا کہ جھگڑا خوامخواہ زیادہ نہ ہو جائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے جانے کی کوشش کی تو حضرت عمرؓ نے آگے بڑھ کر حضرت ابوبکرؓ کا کُرتہ پکڑ لیا کہ میری بات کا جواب دے کر جاؤ۔ جب حضرت ابوبکرؓ اس کو چُھڑا کر جانے لگے تو آپ کا کُرتہ پھٹ گیا۔ آپ وہاں سے اپنے گھر کو چلے آئے۔ لیکن حضرت عمرؓ کو شبہ پیدا ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس میری شکایت کرنے گئے ہیں۔ وہ بھی پیچھے پیچھے چل پڑے تا کہ مَیں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اپنا عذر پیش کر سکوں لیکن راستے میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ حضرت عمرؓ یہی سمجھے کہ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شکایت کرنے گئے ہیں۔ وہ بھی سیدھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جا پہنچے۔ وہاں جا کر دیکھا تو حضرت ابوبکرؓ موجود نہ تھے لیکن چونکہ ان کے دل میں ندامت پیدا ہو چکی تھی اِس لئے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللہ! مجھ سے غلطی ہوئی کہ مَیں ابوبکرؓ سے سختی سے پیش آیا ہوں۔ حضرت ابوبکرؓ کا کوئی قصور نہیں۔ میرا ہی قصور ہے۔ جب حضرت عمرؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ کو جا کر کسی نے بتایا کہ حضرت عمرؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آپ کی شکایت کرنے گئے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ مجھے بھی اپنی براءت کے لئے جانا چاہئے تا کہ یکطرفہ بات نہ ہو جائے اور مَیں بھی اپنا نقطہ نگاہ پیش کر سکوں۔ جب حضرت ابوبکرؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں پہنچے تو حضرت عمرؓ عرض کر رہے تھے کہ یَا رَسُوْلَ اللہ! مجھ سے غلطی ہوئی کہ مَیں نے ابوبکرؓ سے تکرار کی اور ان کا کُرتہ مجھ سے پھٹ گیا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات سُنی تو غصہ کے آثار آپ کے چہرہ پر ظاہر ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا اے لوگو! تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ جب ساری دنیا میرا انکار کرتی تھی اور تم لوگ بھی میرے مخالف تھے اس وقت ابوبکرؓ ہی تھا جو مجھ پر ایمان لایا اور ہر رنگ میں اس نے میری مدد کی۔ پھر افسردگی کے ساتھ فرمایا کیا اب بھی تم مجھے اور ابوبکرؓ کو نہیں چھوڑتے؟ آپ یہ فرما رہے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ داخل ہوئے۔ یہ ہوتا ہے سچے عشق کا نمونہ کہ بجائے یہ عذر کرنے کے کہ یَا رَسُوْلَ اللہ! میرا قصور نہ تھا عمرؓ کا قصور تھا آپؓ نے جب دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں خفگی پیدا ہو رہی ہے، آپ سچے عاشق کی حیثیت سے یہ برداشت نہ کر سکے کہ میری وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف ہو۔ آتے ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے گُھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللہ! عمرؓ کا قصور نہیں تھا میرا قصور تھا۔ دیکھو حضرت ابوبکرؓ کس قدر سچے عاشق تھے کہ آپ یہ برداشت نہ کر سکے کہ آپ کے معشوق کے دل کو تکلیف ہو۔ آپ یہ دیکھ کر کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عمرؓ پر ناراض ہوئے ہیں، خوش نہیں ہوئے۔ عام طور پر لوگوں میں یہ عادت ہوتی ہے کہ جب وہ اپنے مدمقابل کو جھاڑ پڑتی دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں کہ خوب جھاڑ پڑی لیکن اس سچے عاشق نے یہ پسند نہ کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کو تکلیف ہو۔ خواہ کسی وجہ سے ہو۔ آپ نے کہا مَیں مجرم بن جاتا ہوں لیکن مَیں اپنے معشوق کا دل رنجیدہ نہیں ہونے دوں گا۔ اور نہایت لجاجت سے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللہ! عمرؓ کا قصور نہیں میرا قصور ہے۔ اگر حضرت ابوبکرؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کے ملال کو دور کرنے کی خاطر مظلوم ہونے کے باوجود ظالم ہونے کا اقرار کرتے ہیں تا آپ کے دل کو تکلیف نہ پہنچے۔ تو یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ ایک مومن بندہ اپنے خدا کی خوشنودی کے لئے وہ کام نہ کرے جو اسے خدا تعالیٰ کی رضا کے قریب کر دے۔ بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں بہت پیارے ہیں اور ہم خدا تعالیٰ کے بعد کسی سے اتنی محبت کرنے کو تیار نہیں۔ لیکن پھر بھی خدا خدا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ آپ کا بہت بلند مرتبہ ہے جو کسی اَور انسان کو حاصل نہیں ہوسکتا۔ لیکن اس کے باوجود آپ عبد ہیں اور اللہ تعالیٰ معبود ہے۔ آپ مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ خالق ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے احسانات کے نیچے ہیں اور اللہ تعالیٰ محسن ہے، آپ فانی تھے اور اللہ تعالیٰ غیر فانی اور ازلی ابدی ہے۔ آپؐ اللہ تعالیٰ کے محتاج تھے اور اللہ تعالیٰ آپ کی حاجتوں کو پورا کرنے والا ہے۔ آپ کمزور تھے اور اللہ تعالیٰ بے انتہاء طاقتوں کا مالک ہے۔ پس جب حضرت ابوبکرؓ کا دل رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ملال دیکھ کر تڑپ جاتا ہے تو ایک مومن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث پڑھ کر یا سن کر کہ اِنَّ اَبْغَضَ الْحَلَالِ عِنْدَ اللّٰهِ الطَّلَاقُ کس طرح آسانی سے جرأت کرسکتا ہے کہ اس کی خلاف ورزی کرے۔ جب شریعت کہتی ہے کہ تم اس اَبْغَضُ الْحَلَالِ کو اختیار کرنے سے پرہیز کرو۔ تو ہر مومن کا فرض ہے کہ وہ ایسے امور میں کمی پیدا کرنے کی کوشش کرے اور اس بات کو میاں بیوی کے تعلقات کی کشیدگی کے وقت بھول نہ جائے۔

یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ طلاق اور خلع درحقیقت ایک ہی معنے رکھتے ہیں۔ اگر مرد عورت کو چھوڑتا ہے تو وہ طلاق کہلائے گی۔ اور اگر عورت ہی اس سے یہ مطالبہ کرے کہ وہ اسے آزاد کرے تو وہ خلع کہلائے گا اور خلع بھی اَبْغَضُ الْحَلَالِ کے ماتحت ہی آئے گا۔ جہاں تک انسانی حقوق کا سوال ہے طلاق اور خلع دونوں ہی مسلمانوں کے اندر سے تلف ہو چکے تھے اور مسلمان اس پر کسی صورت میں بھی عمل کرنے کو تیار نہ ہوتے تھے۔ جس کی وجہ سے عورتوں کے لئے از حد مشکلات کا سامنا تھا۔ احمدیت نے ان دونوں حقوق کو قائم کیا اور عورتوں کو ان تکالیف سے نجات دی جو ان حقوق کی عدم موجودگی کی وجہ سے ان کو پہنچتی تھیں۔ اور ساتھ ہی اس حدیث کے مضمون کو بھی لوگوں کے سامنے بوضاحت بیان کیا اور بتایا کہ ان دونوں رستوں کو اختیار کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اَبْغَضَ الْحَلَالِ ہے۔ لیکن چونکہ یہ حق ابھی نیا نیا حاصل ہوا ہے اور ہمارے ملک میں یہ رواج ہے کہ ہر نئے حق کو لوگ خوب استعمال کرنے کی کوشش کرتے ہیں اِسی وجہ سے ہماری جماعت نے ان دونوں رستوں کے اختیار کرنے میں جلد بازی سے کام لیا ہے اور جماعت کا ایک حصہ طلاق اور خلع کی طرف مائل ہے حالانکہ قرآن کریم کا یہ حکم ہے کہ جب میاں بیوی میں کوئی جھگڑا پیدا ہو جائے تو اس کو دور کرنے کے لئے حَکم مقرر کئے جائیں۔ جو کوشش کریں کہ ان کی رنجش دور ہو جائے اور وہ پہلے کی طرح پیار اور محبت کی زندگی بسر کرنے لگیں۔ لیکن اگر ایسے ہی حالات پیدا ہو جائیں کہ صلح کی صورت نہ ہو سکے تو پھر خلع کی صورت میں قاضی کے سپرد یہ معاملہ کیا جائے اور وہ اس کا فیصلہ کرے۔ یونہی ذرا ذرا سی بات پر خلع اور طلاق تک نوبت پہنچا دینا نہایت ہی افسوسناک امر ہے۔ اور یہ اتنا بھیانک اور ناپسندیدہ طریق ہے کہ ہر شریف آدمی کو اس سے نفرت ہونی چاہئے۔ میاں بیوی کا اتحاد معمولی اتحاد نہیں اور میاں بیوی کے تعلقات معمولی تعلقات نہیں۔ میاں بیوی کے تعلقات ایسے ہیں کہ باپ بیٹے کے تعلقات بھی ایسے نہیں۔ مرد اپنے جسم کے وہ حصے جن کو وہ اپنے باپ اور اپنی ماں کے سامنے بھی ظاہر نہیں کر سکتا اپنی عورت کے سامنے ظاہر کر دیتا ہے۔ اسی طرح عورت اپنے وہ اجزا جن کا دیکھنا اس کے ماں باپ اور بہن بھائیوں پر حلال نہیں اپنے خاوند پر ظاہر کر دیتی ہے۔ اس قسم کے تعلقات کے بعد اگر ایک مرد اپنی پہلی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہے یا عورت خلع کرانا چاہتی ہے تو اُن دونوں نے میاں بیوی کے تعلقات کی حقیقت کو نہیں سمجھا۔ ان کے نزدیک یہ ایک کھیل ہے جو کھیلا گیا۔ ایک عورت جو خلع کرانا چاہتی ہے یا ایک مرد جو اپنی بیوی کو طلاق دے کر اس سے چھٹکارا حاصل کرتا ہے۔ ان دونوں نے اسلامی تعلیم کو ایک تمسخر سمجھا ہے۔ وہ عورت جو خلع کرانا چاہتی ہے آخر خلع کیوں کرائے گی؟ اسی لئے کہ وہ کسی اَور مرد سے شادی کرے۔ گویا دوسرے الفاظ میں اس کا یہ مفہوم ہوگا کہ وہ اپنے آپ کو منڈی میں بیچنا چاہتی ہے حالانکہ اسلام نے اس کی بہت بڑی عزت قائم کی ہے۔ اور وہ مرد جو طلاق دے کر عورت کی عزت کو برباد کرنا چاہتا ہے غیر مسلم لوگوں سے بھی اخلاق میں پیچھے ہے کیونکہ ہر سوسائٹی میں اور

ہر مذہب اور ہر طبقہ میں خواہ وہ مہذب ہو یا غیر مہذب، متمدن ہو یا غیر متمدن، عورت کی عزت کو تسلیم کیا گیا ہے اور اسے ایک مقدس وجود قرار دیا گیا ہے۔ پس اگر ایک مرد بلاوجہ اپنی عورت کو طلاق دیتا ہے تو وہ غیر مسلم لوگوں سے بھی اخلاق میں پیچھے سمجھا جائے گا۔ اور اگر کوئی عورت بِلاوجہ خلع لینا چاہتی ہے تو اس نے بجائے اپنی عزت کرانے کے اپنے آپ کو بازار میں بیچنے کا ارادہ کیا اور اپنے مقدس مقام کو وہ بھول گئی ہے۔ پس وہ تمام لوگ جو ان چیزوں کی اہمیت کو نہیں سمجھتے وہ قومی اخلاق کو برباد کرنے والے ہیں۔ جماعت کا فرض ہے کہ وہ طلاق اور خلع کے خراب نتائج پر زور دے اور اس کو عام ہونے سے روکے۔ میرے پاس بعض مقدمات آتے ہیں تو مجھے حیرت آتی ہے کہ کتنی چھوٹی چھوٹی باتوں کو لوگ انشقاق کا موجب بنا لیتے ہیں۔ مرد کہتا ہے کہ میری بیوی جاتے ہوئے ایک ٹرنک ساتھ لے گئی ہے اور بیوی کہتی ہے کہ انہوں نے میری مُرکیاں لے لی ہیں واپس نہیں کرتے۔ ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں کی وجہ سے تعلقات کو خراب کرنا عقلمندوں کا کام نہیں ہوتا۔ میرے نزدیک اگر بیوی میں کوئی غلطی ہے تو اُس کی اخلاقی اصلاح کرنی چاہئے لیکن اسے چھوڑ دینے پر آمادہ نہیں ہونا چاہئے۔ ہیڈ ماسٹر لڑکوں کو سبق دیتا ہے۔ کیا جو لڑکے سبق یاد نہیں کرتے اُنہیں سکول سے نکال دیتا ہے؟ اِسی طرح انسانوں میں غلطیاں بھی ہوتی ہیں، کوتاہیاں بھی ہوتی ہیں، کمزوریاں بھی ہوتی ہیں لیکن مومن کا کام ہے کہ اُن کو دور کرنے کی کوشش کرے اور وہ جنس جسے اللہ تعالیٰ نے مقدس بنایا ہے اسے بازار میں بکنے والی جنس نہ بنا دے۔

پس مَیں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ اسے ایسے جھگڑے نہایت سنجیدگی کے ساتھ سلجھانے کی کوشش کرنی چاہئے اور مَیں قاضیوں کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ انہیں ایسے معاملات میں نہایت احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ مَیں حیران ہوں کہ قاضیوں نے بھی ان معاملات کو محض ایک تمسخر سمجھ لیا ہے، مقدمات کو لمبا کرتے چلے جاتے ہیں اور بجائے اس کے کہ اصلاح کی صورت پیدا ہو، وقت کے زیادہ ہونے کے ساتھ ساتھ دلوں میں شکوک و شبہات بھی زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔ مَیں قاضیوں کو ہدایت کرتا ہوں کہ ایسے معاملات میں وہ کسی فریق کے وکیل کو قریب بھی نہ آنے دیں اور وہ بجائے قاضی کے باپ بننے کی کوشش کریں اور لڑکے کو اپنا بیٹا سمجھیں اور لڑکی کو اپنی بیٹی سمجھیں۔ جس طرح باپ اپنے بچوں کو سمجھاتا ہے اسی رنگ میں ان کو سمجھائیں اور شریعت کے مسائل انہیں بتائیں اور انہیں طلاق اور خلع کے نقصانات بتائیں کہ اس کے عام ہونے سے قوم کے اخلاق گر جاتے ہیں۔ جن کی اولاد موجود ہوگی جب وہ بڑے ہوں گے تو اُن پر کیا اثر پڑے گا کہ ہمارے ماں باپ نے معمولی سی بات پر جدائی اختیار کر لی تھی اور وہ اپنے ماں باپ سے کونسا نیک نمونہ حاصل کریں گے اور ایسی اولاد کیسے ترقی حاصل کر سکتی ہے۔ پس یہ چیزیں اخلاق کو سنوارنے والی نہیں بلکہ اخلاق کو بگاڑنے والی ہیں۔ جماعت کو ان کی اہمیت سمجھنی چاہئے کیونکہ میرے نزدیک یہ اہم امور سے بھی بالا چیز ہے۔ جب بھی قاضی کے پاس کوئی ایسا معاملہ پیش ہو اس کا دل کانپ جانا چاہئے کہ کہیں مَیں کوئی ایسا فیصلہ نہ کر دوں جو خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہو۔ اور اسے معاملہ کے تمام پہلوؤں پر غور کر کے فیصلہ کرنا چاہئے اور یہ کوشش کرنی چاہئے کہ جب کوئی ایسا جھگڑا ہو جائے تو نہ مرد کے ماں باپ اور نہ ہی عورت کے ماں باپ اس میں دخل دینے کی کوشش کریں اور وہ قاضی پر پورا اعتماد رکھیں۔ اگر انہیں فیصلہ میں کوئی سقم معلوم ہو تو وہ ہمیں لکھ سکتے ہیں۔ پھر ہم دیکھیں گے کہ اس فیصلہ میں واقع میں کوئی سُقم موجود ہے یا نہیں۔ اس طرح آہستہ آہستہ قاضیوں کی بھی عقل تیز ہو جائے گی۔

شادی کے بعد ماں باپ کے حقوق ختم نہیں ہو جاتے بلکہ شادی کے بعد بھی ماں باپ کے حقوق اولاد پر ہوتے ہیں۔ اگر ایک عورت ایسی ہے کہ اس کے پاس سوائے ایک لڑکی کے اَور کوئی بچہ نہیں جو اس کی خدمت کر سکے۔ جب وہ اس لڑکی کی شادی کر دیتی ہے تو اب اس کے داماد کا فرض ہے کہ یا تو اس لڑکی کو اپنی ماں کی خدمت کا موقع دے اور اسے اس کے پاس رہنے دے۔ یا اگر وہ اپنی بیوی کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہے تو اس کا فرض ہے کہ اس کی بوڑھی والدہ کا بھی بوجھ اٹھائے۔ کیونکہ اصل میں یہ بوجھ اس کی بیوی کے ذمہ تھا۔ لیکن جب وہ یہ چاہتا ہے کہ میری بیوی میرے ساتھ رہے تو اسے اپنی ساس کا بوجھ بھی اٹھانا چاہئے۔ اسی طرح اگر لڑکے کے والدین بوڑھے ہیں اور انہیں خدمت کی ضرورت ہے تو لڑکی کا فرض ہے کہ ان کی خدمت کرے اور ان سے نرمی کے ساتھ پیش آئے۔ یہ ذمہ داریاں میاں بیوی دونوں پر عائد ہوتی ہیں۔ بعض لوگ ایسے موقع پر اپنے اخراجات کی تنگی کا عذر پیش کرتے ہیں لیکن میرے نزدیک یہ عذر اپنے اندر کوئی معقولیت نہیں رکھتا۔ میرا یہ تجربہ ہے کہ غریبوں کے گھروں میں اکثر بچے زیادہ ہوتے ہیں۔ آخر وہ بھی اپنا گزارہ کرتے ہیں۔ میرے پاس غرباء کی جو درخواستیں غلّے کے لئے آئیں ان میں سے اکثر آدمی ایسے تھے جن کے چھ سات سے آٹھ نو بچے تھے۔ مَیں حیران ہوا کہ جو بھی درخواست کرتا ہے اسی کے آٹھ نو بچے ہوتے ہیں۔ مَیں یہ سمجھا کہ یہ لوگ مبالغہ سے کام لیتے ہیں لیکن جب مَیں نے تحقیقات کرائی تو بات درست نکلی۔ اب یہ لوگ آٹھ آٹھ نو نو بچے پیدا کرنے اور اُن کے پالنے سے نہیں گھبراتے تو آپ ماں باپ کی خدمت سے کیوں گھبراتے ہیں۔ ایک دو آدمی کا بوجھ اٹھانا میرے نزدیک کوئی مشکل نہیں۔ بشرطیکہ انسان اس کا ارادہ رکھتا ہو۔ اگر تم اپنی بیوی کے ماں باپ کی خدمت کرو گے اور ان سے حسن سلوک سے پیش آؤ گے تو تمہاری بیوی دل سے تمہاری وفادار ہوگی اور تم سے زیادہ محبت کرے گی اور پہلے سے زیادہ تمہاری فرمانبردار ہوگی۔ لیکن اس بات کو ہمیشہ یاد رکھو کہ اگر اس کے والدین کو اپنے پاس رکھتے ہو تو انہیں نوکر سمجھ کر نہ رکھو۔ بلکہ انہیں اپنا سردار سمجھ کر رکھو۔ اور ان سے ایسا سلوک نہ کرو جیسا کہ نوکروں سے کیا جاتا ہے۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگ اپنے یا اپنی بیوی کے ماں باپ کو اپنے پاس لے تو آتے ہیں لیکن ان سے یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ ان کا کام کاج بھی کریں۔ یہ طریق پسندیدہ نہیں۔

اکثر دیکھا گیا ہے کہ لڑکی کے والدین لڑکی کو یہ سمجھاتے ہیں کہ لڑکے کے والدین کو اس کے پاس نہ آنے دینا اور لڑکے کے ماں باپ لڑکے کو یہ سمجھاتے ہیں کہ دیکھنا! لڑکی کے والدین کو قریب نہ آنے دینا۔ ان کی ہدایت کے مطابق لڑکا اور لڑکی دونوں عمل کرنا شرع کرتے ہیں۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان میں لڑائی جھگڑا پیدا ہو جاتا ہے۔ لڑکا کہتا ہے کہ یہ میرے والدین کو بُرا سمجھتی ہے اور لڑکی کہتی ہے کہ یہ میرے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا۔ تمام وہ والدین جو اپنے لڑکے لڑکیوں کو یہ ہدایت دیتے ہیں وہ اپنی اولاد کے خیر خواہ نہیں بلکہ وہ اپنی اولاد کے بدترین دشمن ہیں۔ اور وہ میرے نزدیک شیطان کی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ یہ شیطان کا کام ہے کہ وہ افتراق اور انشقاق کو پسند کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ بھی کسی دوسرے کے لڑکے یا لڑکی سے عزت نہیں کروا سکتے۔ جب ماں باپ ہی ایسی بیہودہ نصائح کریں تو تعلقات کیونکر اُستوار رہ سکتے ہیں۔ اور لڑکے اور لڑکی کی عمر تباہ کرنے میں سب سے زیادہ حصہ ان کے والدین کا ہوتا ہے۔ چونکہ والدین نے یہی کچھ سکھایا ہوتا ہے کہ والدین کو قریب نہیں آنے دینا چاہئے اِس لئے شادی کے بعد ایک دفعہ میاں بیوی میں کشیدگی ضرور پیدا ہوتی ہے اور بعض دفعہ یہ تفرقہ خلع یا طلاق کی نوبت اختیار کر لیتا ہے۔ اور اگر ان میں سے ایک مغلوب ہو جائے اور دوسرا غالب ہو جائے تو جو غالب ہوتا ہے وہ دوسرے کے والدین کو جواب دے دیتا ہے۔ بہرحال یہ ایک ذلّت کی بات ہے اور یہ طریق میرے نزدیک نہایت ظالمانہ ہے۔ فرض کرو بیوی اپنے خاوند پر غالب آ گئی اور اس نے ماں باپ سے قطع تعلق کر لیا اور ان کی خدمت سے منہ پھیر لیا تو اُس لڑکے پر خدا کی لعنت ہوگی۔ لیکن ساتھ ہی اس لڑکی پر بھی خدا کی لعنت ہوگی۔ کیونکہ اُس نے اُسے اس بات پر مجبور کیا کہ والدین سے قطع تعلق کرے۔ اور اگر لڑکی نے اپنے والدین کو چھوڑ دیا تو لڑکی پر خدا کی لعنت ہو گی اور ساتھ ہی اس لڑکے پر بھی خدا تعالیٰ کی لعنت ہو گی کیونکہ اُس نے اُسے سراسر مجبور کیا۔ پس اگر لڑکے کی وجہ سے لڑکی نے اپنے والدین کو چھوڑا تو لڑکی بھی لعنتی ہوئی اور یہ لڑکا بھی لعنتی ہوا۔ اور اگر لڑکی کی وجہ سے لڑکے نے اپنے ماں باپ کو چھوڑا تو لڑکا بھی لعنتی ہوا اور لڑکی بھی لعنتی ہوئی۔ یہ چیز چاروں طرف سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے گھری ہوئی ہے۔ مومن کا فرض ہے کہ اس سے بچنے کی کوشش کرے۔

ہمارے علماء کو چاہئے کہ رات دن اِن مسائل کو لوگوں کے سامنے بیان کریں اور اسلامی تعلیم کو بار بار لوگوں کے سامنے پیش کریں تا کہ لوگوں کے ذہن نشین ہو جائے کہ طلاق اور خلع نہایت ہی ناپسندیدہ چیزیں ہیں اور اِن پر اُس وقت عمل کرنا چاہئے جبکہ کوئی صورت صلح کی باقی نہ رہے۔ اور قاضیوں کو بھی چاہئے کہ باپ بن کر صلح کرانے کی کوشش کریں اور کسی فریق کے وکیل کو دخل دینے کی اجازت نہ دیں اور ہمدردی، محبت او رنرمی سے جھگڑے کو مٹانے کی کوشش کریں۔ بعض اوقات حالات بہت خراب ہو جاتے ہیں اور بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی لیکن اگر خلوصِ دل سے اس جھگڑے کو دور کرنے کا ارادہ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان حالات کو درست کر دیتا ہے۔ ایک دفعہ میرے پاس اِسی قسم کا ایک جھگڑا آیا۔ میاں اور بیوی دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے سخت بُغض پیدا ہو چکا تھا۔ مَیں نے اُن دونوں کو بلایا اور محبت اور پیار سے سمجھایا لیکن لڑکے نے کہا کہ مَیں کبھی بھی اس کو رکھنے کے لئے تیار نہیں۔ اس نے میرے بھائی کی سخت بے عزتی کی ہے۔ اور لڑکی نے کہا مَیں اس کی شکل تک دیکھنے کو تیار نہیں کیونکہ اس نے میرے باپ کو بُرا بھلا کہا ہے۔ مَیں نے بہت کوشش کی کہ ان کی صلح ہو جائے لیکن ان پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ صلح کے لئے رضامند نہ ہوئے۔ مَیں نے اُن کو رخصت کر دیا اور چونکہ نماز کا وقت ہو چکا تھا نماز کے لئے چلا گیا۔ نماز میں اُن کی ضِد دیکھ کر مجھ پر رقّت طاری ہوگئی اور مَیں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا الٰہی! ہماری جماعت کے اخلاق کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو اِتنا طول دے دیتے ہیں۔ دوسرے دن وہی لڑکی میرے پاس آئی اور وہ ہنس رہی تھی۔ اُس نے مجھے ہنستے ہوئے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کہا۔ مَیں نے کہا کیا بات ہے؟ اُس نے کہا وہ مجھے لینے آئے ہیں اور مَیں چلی ہوں۔ چنانچہ اُس کے بعد میاں بیوی میں محبت ہو گئی اور اب ان کے بہت سے بچے بھی ہیں۔

پس قاضیوں کا فرض ہے کہ وہ باپ بن کر معاملہ کو سُلجھانے کی کوشش کریں۔ وہ یہ سمجھیں کہ لڑکی کا خاوند میرا بیٹا ہے اور یہ لڑکی میری بیٹی ہے۔ اگر اس وقت میری بیٹی غلطی کرتی تو مَیں کیا کرتا۔ جو درد اُن کو اپنی اولاد کے متعلق ہے وہی درد انہیں دوسرے لوگوں کے متعلق ہونا چاہئے۔ اگر قاضیوں کے دل میں درد پیدا ہو گا تو لازمی بات ہے کہ دوسرے کے دل میں بھی درد پیدا ہوگا۔ میاں بیوی کے جھگڑے لین دین کے جھگڑوں کی طرح نہیں کہ قاضی ایک مجسٹریٹ کی حیثیت سے فیصلہ کرنے بیٹھے بلکہ یہ قوم کے اخلاق کا سوال ہے۔ اس لئے قاضی کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ کسی رنگ میں بھی وہ انسانی اخلاق کو تباہ کرنے والا نہ ہو۔ جب وہ فیصلہ کرنے لگے تو اُسے نظر آئے کہ میری بیٹی یا میرے بیٹے کی عمر کی بربادی کا سوال درپیش ہے۔ کبھی کبھار اُسے طلاق اور خلع کی بھی اجازت دینی پڑے گی لیکن ایسی صورت میں اخلاق کے بگڑنے کا امکان کم ہوگا اور امید کی جاتی ہے کہ ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا کوئی پہلو اس میں نہیں ہوگا۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 21 جون 1946ء)

(مطبوعہ الفضل 25 جولائی 1946ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا عظیم کارنامہ
جماعتی تنظیم اور ذیلی تنظیموں کا قیام اور اسکی برکات

یہ تقریر کتاب سوانح فضل عمر سے ماخوذ ہے جس کی پانچ جلدیں ہماری ویب سائٹ الاسلام پر موجود ہیں۔ پہلی دو جلدوں کے مصنف حضرت مرزا طاہر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں جو بعد میں مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔ اس لئے اس تقریر میں بیان افکار وخیالات اور الفاظ اُس عظیم ہستی کے ہیں جنہوں نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کو بہت قریب سے دیکھا، اور آپؓ کی شخصیت اور اور آپؓ کے کاموں کا ایسا دلربا اور حسین نقشہ کھینچا کہ اس سے بہتر ممکن نہیں۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ 52 سال تک مسند خلافت پر متمکن رہے اس عرصہ میں آپ نے اسلام احمدیت کی وہ عظیم الشان خدمت کی اور ایسے ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے کہ جو صرف اور صرف ایک نبی کا خاصہ ہوتا ہے۔ گرچہ کہ اللہ جل شانہ نے آپ کو نبی کے نام سے موسوم نہیں کیا لیکن کام اُس نے آپؓ سے نبیوں والا ہی لیا۔ سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

’’مَیں خلیفہ نہیں بلکہ موعود خلیفہ ہوں۔ مَیں مامور نہیں مگر میری آواز خدا تعالیٰ کی آواز ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اس کی خبر دی تھی۔ گویا اس خلافت کا مقام ماموریت اور خلافت کے درمیان کا مقام ہے اور یہ موقع ایسا نہیں ہے کہ جماعت احمدیہ اسے رائیگاں جانے دے اور پھر خدا تعالیٰ کے حضور سرخرو ہو جائے۔ جس طرح یہ بات درست ہے کہ نبی روز روز نہیں آتے، اسی طرح یہ بھی درست ہے کہ موعود خلیفہ بھی روز روز نہیں آتے۔‘‘

(سوانح فضل عمرؓ، جلد 4، صفحہ 508، ناشر فضل عمر فاؤنڈیشن)

اللہ جل شانہ نے آپؓ کی آمد کو اپنی آمد قرار دیتے ہوئے فرمایا:

كَاَنَّ اللّٰهَ نَــــزَلَ مِنَ السَّمَاءِ

یعنی آپؓ کا آنا گویا ایسا ہی ہے جیسے خدا آسمان سے اُتر آیا ہو۔ یہ آپؓ کی عظیم الشان تائید ونصرت کی طرف اشارہ تھا۔ سامعین! یہ مقام ذرا رُک کر غور کرنے کا مقام ہے کہ وہ انسان جس کی آمد کو اللہ تعالیٰ اپنی آمد قرار دیتا ہے وہ کس شان اور مرتبہ اور مقام کا انسان ہوگا پس بلاشُبہ آپ کی ہستی کوئی معمولی ہستی نہیں تھی، آپؓ کا وجود کوئی معمولی وجود نہیں تھا بلکہ: ’’آپ اُن ممتاز اَبنائے آدم میں سے تھے جو صدیوں ہی میں نہیں بلکہ ہزاروں سال میں کبھی ایک بار اُفقِ انسانیت پر طلوع ہوتے ہیں اور جن کی روشنی صرف ایک نسل کو نہیں بلکہ بیسیوں انسانی نسلوں کو اپنی ضیاء پاشی سے منور کرتی رہتی ہے۔‘‘

سامعین! مسندِ خلافت پر متمکن ہوتے ہی سب سے پہلے آپ کو انکارِ خلافت کے فتنہ کا سامنا کرنا پڑا۔ نظامِ جماعت کے اہم عہدوں پر ابھی تک منکرین خلافت قابض تھے۔ پریس کا بیشتر حصہ اُن کے ہاتھ میں تھا۔ روپے پیسے کی کنجیاں ان کے پاس تھیں۔ اور ایسی معروف اور بظاہر عظیم شخصیتیں ان کی ہم خیال تھیں جنکا اثر جماعت پر بڑا گہرا اور وسیع تھا۔ اُنہوں نے جماعت کے تمام اِبلاغ و اِشاعت کے ذرائع بروئے کار لاتے ہوئے سارے ہندوستان میں نظامِ خلافت کی تردید میں نہایت خطرناک اور زہریلے پراپیگنڈے کی مہم بڑی سرعت کے ساتھ شروع کردی۔

سامعین! گو بعد میں بھی بہت ابتلاء آئے لیکن اولوا العزمی کے امتحانوں میں بِلا شُبہ یہ ایک خاص امتحان تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر مشکل وقت میں اپنے خاص فضل اور رحم کا سہارا دیا اور خطرناک سے خطرناک وادی سے آپ اپنی جماعت کو نہایت کامیابی اور کامرانی سے بچاتے ہوئے فتح ونصرت کی نئی منازل کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

سامعین! حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا سب سے پہلا اور سب سے بڑا تنظیمی کارنامہ یہ تھا کہ آپ نے منتشر ہوتی ہوئی جماعت کو بڑی سرعت کے ساتھ ایک ہاتھ پر اکٹھا کیا۔ بکھرتے ہوئے اوراق مجتمع ہوکر ایک مضبوط شیرازے میں بندھ گئے وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ کا وعدہ ایک مرتبہ پھر پورا ہوا ایک بار پھر یہ حقیقت کھل کر سامنے آئی کہ اسلام کی زندگی اِس کی تمکنت اور اِس کا امن ہمیشہ کے لئے نظام خلافت سے وابستہ ہوچکا ہے۔

ایک موعود مصلح کی حیثیت سے آپکے تمام کارناموں پر یکجائی نظر ڈالی جائے تو آپ کا یہ کارنامہ بلا شبہ ایک امتیازی شان اور دلربا چمک کیساتھ نظر کو اپنی جانب کھینچے گا کہ آپ نے احمدیوں کے قلوب میں خلافت کی عظمت اور اہمیت کو ہمیشہ کیلئے واضح جاگزیں اور راسخ کردیا۔ اِختلاف اور اِفتراق کے فلسفہ اور محرکات کو بار بار ایسی وضاحت کے ساتھ جماعت کے سامنے رکھا کہ نظام خلافت کو سبوتاژ کرنے کیلئے جب بھی اور جس لباس میں بھی کوئی تحریک اُٹھی جماعت نے بلاتوقّف اُسے پہچانا اور سختی سے ردّ کردیا۔

بحیثیت امام جماعت احمدیہ ابتدائے خلافت ہی سے آپ کی توجّہ جماعتی نظام کو اِس طرح مستحکم کرنے کی طرف لگی ہوئی تھی کہ خلافتِ راشدہ اسلامیہ کو جن خطرات کا سامنا کرنا پڑا اگر دوبارہ اُسی قسم کے خطرات خلافت احمدیہ کو درپیش ہوں تو جماعت اُن کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کرسکے۔ علاوہ ازیں قوموں کی ترقی اور تنزّل کے اسباب پر نظر کرتے ہوئے آپ ایسے تمام ذرائع اختیار کرنا چاہتے تھے جو جماعت کے لئے رخنوں سے پاک اور ہمیشہ قائم رہنے والی سچی اور فعّال زندگی کے ضامن ہوسکیں۔

نظامِ جماعت کی تشکیل کے سلسلہ میں آپ نے جو جو ذرائع اختیار فرمائے اور جو جو تدابیر سوچیں وہ ایک ایسے شخص سے ہی ممکن تھیں جو مؤرّخ بھی ہو اور مفکّر بھی ہو۔ صاحبِ علم بھی ہو اور صاحبِ عمل بھی۔ فطرتِ انسانی سے بھی آشنا ہو اور مختلف انسانی طبقات کے مزاج پر بھی گہری نظر رکھتا ہو اور اِن سب کے علاوہ ایک صاحبِ تجربہ روحانی وجود ہو۔ یہ تمام کمالات آپ کی ذات میں جمع تھے اور اُن کے امتزاج نے اُس نظام کو جنم دیا جو آج نظام جماعت احمدیہ کی شکل میں نہایت مستحکم صُورت میں دُنیا کے سامنے ایک مثالی نظام کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ سارے نظام کا اقتدار اعلیٰ خلیفۂ وقت کی ذات ہے۔ اور عالمگیر جماعت کی شاخیں دیہاتوں شہروں سے نکل کر ضلعوں صوبوں اور ملکوں میں پھیلی ہوئی ہیں جو سب تسبیح کے دانوں کی طرح ایک مضبوط اور مربوط دھاگے میں منسلک ہیں۔ جس جگہ بھی تین یا اس سے زائد احمدی ہوں وہاں باقاعدہ جماعت قائم کردی جاتی ہے اور حسب حالات بذریعہ نامزدگی یا بذریعہ انتخاب وہاں ایک صدر مقرر کر دیا جاتا ہے۔ بڑی جماعتوں میں امارت کا نظام قائم ہے۔ اس لحاظ سے ہر مقامی جماعت کا صدر یا امیر اعلیٰ عہدیدار ہوتا ہے۔ پھر ہر ضلع یا صوبہ کی جماعتوں کا ایک امیر مقرر ہوتا ہے۔ پھر اِس سے اوپر تمام ملک کا ایک نیشنل امیر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جماعتی نظام کے مختلف شعبے قائم ہیں اور اس کے نگران سیکرٹری کہلاتے ہیں مثلاً سیکرٹری مال، سیکرٹری تعلیم، سیکرٹری جائیداد، سیکرٹری ضیافت وغیرہ۔ یہ تمام عہدیدار بذریعہ انتخاب یا بعض حالتوں میں بذریعہ نامزدگی مقرر کئے جاکر محض رضا کارانہ طور پر اخلاص اور قربانی کے ساتھ جماعت کی خدمات بجالانے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔ اِن مقامی ضلعی اور صوبائی اور ملکی عہدیداروں کے علاوہ خلیفۂ وقت کی نگرانی میں مندرجہ ذیل اہم ادارے کام کرتے ہیں۔

صدر انجمن احمدیہ :

یہ جماعت کا سب سے بڑا اور اہم ادارہ ہے جو بانئ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی ہی میں قائم فرمایا تھا۔ ابتداء میں اس کی یہ صورت نہ تھی بلکہ مختلف مراحل سے گزرنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اس نے رفتہ رفتہ موجودہ شکل اختیار کی۔ جماعت کے لازمی چندہ جات کا انتظام والتزام اور تمام تربیتی، تعلیمی، تبلیغی اور رفاہی کاموں کی نگرانی اس انجمن کے سپرد ہے۔ تمام مقامی ضلعی اور صوبائی امارت کے نظام اس انجمن کی نگرانی میں چلتے ہیں۔ اس انجمن کے تحت کئی دفاتر اور نظارتیں ہیں ہر نظارت کا اعلیٰ عہدیدار ’’ناظر‘‘ کہلاتا ہے۔ مثلاً ناظر تعلیم، ناظر اصلاح وارشاد، ناظر نشر واشاعت، ناظر بیت المال آمد وخرچ، ناظر امور عامہ وغیرہ۔ اور پوری انجمن کا نگران ’’ناظر اعلیٰ‘‘ کہلاتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا طریق کار یہ تھا کہ روزمرّہ کے انتظامی امور میں ناظروں کو بُلوا کر براہِ راست ہدایات دیتے تھے اور ان کے کام کی خود نگرانی فرماتے تھے لیکن اِس کے علاوہ جماعتی تربیت کی خاطر بعض اوقات پبلک تقاریر میں بھی ناظروں کی اس رنگ میں رہنمائی فرماتے کہ جماعت بھی سلسلہ کے انتظامی طریقِ کار سے آگاہ ہوجائے اور آئندہ سلسلہ کو تربیت یافتہ کارکنان مہیا ہونے میں مدد ملے۔

انتظامیہ کے سربراہِ اعلیٰ کی حیثیت سے آپ جہاں اصولی اور بسا اوقات تفصیلی رہنمائی فرماتے وہاں وقتاً فوقتاً کام کا محاسبہ بھی کرتے رہتے اور کبھی سختی اور کبھی نرمی کے ساتھ، کبھی سخت گرفت اور کبھی دل موہ لینے والے عفو کے ساتھ منتظمین اور کارکنان کی اصلاح فرماتے رہتے۔ عفو کے وقت آپ کے درگزر کا انداز بہت پیارا ہوتا اور کئی غفلتوں سے آنکھیں بند کرلیتے اور گرفت کے وقت نہایت باریک نظر کے ساتھ انتظامی کمزوریوں کو کرید کرید کر باہر نکالتے۔ اگرچہ عام کارکنان کے لئے روزمرّہ

ارشاد باری تعالیٰ

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ

(الاعراف:32)

ترجمہ: کھاؤ اور پیو لیکن حد سے تجاوز نہ کرو۔ یقیناً وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا

طالب دعا : سید بشیر الدین محمود احمد افضل مع فیملی وافراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

کے دفتری اوقات مقرر تھے مگر اہم جماعتی ضرورت کے وقت آپ دفتری اوقات کا کبھی لحاظ نہ کرتے اور ہر کارکن سے توقع رکھتے کہ اگر چوبیس گھنٹے حاضر رہنے کا مطالبہ کیا جائے تو چوبیس گھنٹے حاضر رہنے کے لئے تیار ہو جہاں تک آپ کی ذات کا تعلق تھا آپ دفتری اوقات سے قطع نظر اور دن رات کی گردش سے بے نیاز حتّی الامکان اپنا اکثر وقت جماعتی کاموں کے لئے وقف رکھتے۔ تقریباً سولہ گھنٹے روزانہ کام آپ کا عام دستور تھا۔ اپنے ماتحت کارکنان سے بھی آپ اسی طرح محنت کی توقع رکھتے تھے۔ چنانچہ جب کبھی جماعتی مفاد کا تقاضا ہوتا وقت کا لحاظ کئے بغیر آپ متعلقہ افسران کو یاد فرما لیتے اور ضرورت سمجھتے تو پُورے دفتر ہی کو کسی اہم فریضہ کے سرانجام دینے کے لئے کھلا رکھنے کی ہدایت فرما دیتے۔ ایسے میں دفاتر بعض اوقات ۲۴۔۲۴ گھنٹے کھلے رہتے اور کبھی یہ سلسلہ حسب حالات دنوں ہفتوں بلکہ مہینوں تک بھی جاری رہتا۔ کارکنان کی باری باری ڈیوٹیاں لگا دی جاتیں لیکن عموماً ناظروں سے ہمہ وقت حاضر رہنے کی توقع کی جاتی تھی۔ چنانچہ بعض دفعہ ناظر صاحبان اپنا بوریا بستر اُٹھا کر دفاتر میں ہی رہائش پذیر ہو جاتے اور حالات کے معمول میں آنے تک گھر کی خبر نہ لیتے۔

تحریک جدید انجمن احمدیہ:

حضرت مصلح موعودؓ نے 1934ء میں بیرونی ممالک میں تبلیغ واشاعت اسلام کی غرض سے ایک نئی مالی تحریک ”تحریک جدید“ جاری فرمائی۔ اس تحریک کے چندہ سے جمع ہونے والے اموال اور واقفین زندگی وغیرہ کے انتظام اور بیرونی ممالک کے تبلیغی نظام کی نگرانی کیلئے ”انجمن تحریک جدید“ قائم کی گئی۔ اس ادارے کے تحت بھی مختلف شعبے قائم ہیں ہر شعبے کے انچارج کو ”وکیل“ کہا جاتا ہے۔ مثلاً وکیل التعلیم، وکیل التبشیر، وکیل المال وغیرہ اور اس انجمن کے نگران اعلیٰ کو ”وکیل اعلیٰ“ کہا جاتا ہے۔

سامعین! تحریک جدید کے ذکر کے ساتھ مجلس احرار کا مختصر تذکرہ بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔

احرار نے 1934 میں جماعت کی شدید مخالفت کی اور پورے ہندوستان میں مسلمانوں کو بھڑکایا اور جماعت کے خلاف ایسی شورش برپا کی کہ الامان والحفیظ۔ مجلس احرار نے اعلان کیا کہ:

☆ ہم نے ایک سال کے لئے عہد کرلیا ہے کہ نہ چماروں کو نہ ہندوؤں کو نہ سکھوں کو نہ عیسائیوں کو تبلیغ کریں گے اور نہ ان کے پاس جائیں گے صرف استیصال مرزائیت کریں گے۔

احراریوں نے جماعت پر ایسے ایسے بے بنیاد الزامات لگائے جس سے مسلمانوں کو دھوکا دیا جا سکے کہ جماعت احمدیہ اسلام کی اور ملک کی خیر خواہ نہیں ہے۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بہت ہی صبر اور حوصلہ اور عزم واستقلال سے ان کے تمام بے ہودہ الزامات کا جواب دیا نیز انہیں مباہلہ کے لئے بلایا تاکہ سچے اور جھوٹے میں تمیز ہو جائے، لیکن اُنہوں نے راہِ فرار اختیار کی۔

احراریوں کا مباہلہ سے فرار اتنا واضح اور نمایاں تھا کہ یہ اُن کی دُکھتی رگ بن گئی جسے چھیڑتے ہوئے ایک مشہور صحافی نے لکھا:

”میں مرزا بشیر الدین محمود نہیں جس سے مباہلہ کا سن کر رہنمایانِ احرار کے بدن پر رعشہ طاری ہو جاتا ہے۔“

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جماعت کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

”تم احرار کے فتنہ سے مت گھبراؤ۔ مَیں ان کی شکست کو انکے قریب آتے دیکھ رہا ہوں۔“

ایک طرف مجلس احرار جماعت کو مٹا ڈالنے کے دعوے کر رہی تھی دوسری طرف اسلام کا پہلوان اسلام کو زمین کے کناروں تک پہنچانے میں اپنا تن من دھن سب کچھ نچھاور کر چکا تھا۔ تحریک جدید کی کامیابی کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

”اس دَوران تحریک جدید کے ماتحت ہمارے مبلغ جاپان میں گئے۔ تحریک جدید کے ماتحت چین میں مبلغ گئے تحریک جدید کے ماتحت سماٹرا اور جاوا میں مبلغ گئے اور اس تحریک کے ماتحت خدا تعالیٰ کے فضل سے سپین، اٹلی، ہنگری، پولینڈ، البانیہ، یوگوسلاویہ اور امریکہ میں مبلغ گئے اور افریقہ کے بعض ساحلوں پر بھی اس تحریک کے ماتحت مبلغ گئے اور ان مبلغین کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہزاروں لوگ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔“ (الفضل 28 نومبر 1944ء)

اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے دوسو سے زائد ممالک میں احمدیت کا پودا لگ چکا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی پیشگوئی کے مطابق بعد میں احرار کی خوب ذلّت و رسوائی ہوئی۔ سبھی نے انہیں متفقہ طور پر اسلام کا غدّار قرار دیا۔ دو بند جو انکے اپنوں نے انکے متعلق لکھا پیش ہیں:

اللہ کے قانون کی پہچان سے بیزار
اسلام اور ایمان اور احسان سے بیزار
ناموسِ پیغمبر کے نگہبان سے بیزار
کافر سے موالات مسلمان سے بیزار
اور اس پہ یہ دعویٰ کہ ہیں اسلام کے احرار
احرار کہاں ہیں یہ ہیں اسلام کے غدار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

بیگانہ یہ بدبخت ہیں تہذیب عرب سے
ڈرتے نہیں اللہ تعالیٰ کے غضب سے
مل جائے حکومت کی وزارت کسی ڈھب سے
سرکارِ مدینہ سے نہیں ان کو سروکار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

انجمن احمدیہ وقف جدید:

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ایک عظیم کارنامہ وقف جدید کا اجراء ہے۔ شروع میں یہ تحریک صرف برصغیر کے لئے تھی بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے پوری دنیا کے لئے اس کو وسیع کر دیا۔ وقفِ جدید کے قیام کا بنیادی مقصد دیہاتی جماعتوں کی تربیت و اصلاح ہے تاکہ ان کا رُخ انحطاط سے موڑ کر از سرِ نَو ترقی کی جانب پھیر دیا جائے۔ اس کے بے حد شیریں ثمرات ظاہر ہوئے۔ مختصر یہ کہ معلمین ومبلغین کے ذریعہ دینی تعلیم وتربیت اور قرآن سیکھنے اور سکھانے کا ایسا کام شروع کیا گیا کہ پوری جماعت نہایت مضبوط و مستحکم مربوط ومنظم اور یکجان ہو گئی۔ اس تحریک سے جمع ہونے والے چندہ کے انتظام اور تعلیم وتربیت کیلئے مقرر کئے گئے معلمین کی نگرانی وغیرہ کیلئے ایک علیحدہ انجمن ”وقف جدید انجمن احمدیہ“ کے نام سے قائم فرمائی گئی اس انجمن کے تحت مختلف شعبے قائم ہیں اور ہر شعبہ کے انچارج کو ناظم کہا جاتا ہے۔

نظامِ امارت:

صدر انجمن احمدیہ کے نظام کی تکمیل کے ساتھ ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ہر جگہ باقاعدہ امارت کا نظام رائج فرمایا اور اطاعت امیر کی روح کو نظامِ جماعت میں بڑی کوشش اور محنت سے جاری وساری کیا۔ اسلام نے امارت کا جو تصور قائم کیا ہے حضور اس سے بدرجہ کمال واقف تھے اور اس کے ہر پہلو پر آپ کی گہری نظر تھی۔ آپ نے اس موضوع پر جماعت کو بڑی قابل قدر نصائح فرمائیں اور منصبِ امارت کو اچھی طرح احبابِ جماعت کے ذہنوں میں جاگزیں کرنے کی کوشش فرمائی۔

مجلس شوریٰ یا مجلس مشاورت

1922 میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے پہلی مرتبہ باقاعدہ سالانہ مجلس مشاورت کا نظام قائم فرمایا۔ 1922 کی مجلس مشاورت جماعت کی تاریخ میں ایک خاص اہمیت رکھتی ہے بالخصوص حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کا افتتاحی خطاب جس میں آپ نے مجلس شوریٰ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے اسلامی طریق مشاورت، آدابِ شوریٰ، رائے دہندہ کے فرائض، ایجنڈے پر غور کا طریق اور شوریٰ کے فیصلے اور انکی حیثیت کو بیان فرمایا۔ آپ کی یہ افتتاحی تقریر جماعت احمدیہ کے نظام شوریٰ کے لئے بلاشبہ ایک چارٹر کی حیثیت رکھتی ہے۔ 1922 سے لیکر 1965 تک یہ ادارہ براہِ راست حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی زیر تربیت اور زیر نگرانی نشوونما پاتا رہا۔ اس مشاورت کے گوشہ گوشہ پر جسے ہم آج دیکھ رہے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے کردار اور شخصیت کی چھاپ ہے اور اس کو قائم کرنے میں آپ کی سالہا سال کی شدید محنت عرقریزی نگرانی اور پرخلوص دعاؤں کا بہت بڑا دخل ہے۔

سامعین! ذیلی تنظیموں کا قیام حضور کی زبردست تنظیمی صلاحیت کا ثبوت ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے پوری جماعت کو ایک دھاگے میں پرونے، ایک دوسرے سے باندھے رکھنے اور انہیں عمل کے سانچے میں ڈھالنے کے لئے ذیلی تنظیموں کا قیام عمل میں لایا۔ 1923 میں لجنہ اماء اللہ، 1935 میں خدام الاحمدیہ اور 1940 میں مجلس انصار اللہ کی تنظیم آپ نے قائم فرمائی۔

سب سے پہلے میں لجنہ اماء اللہ کا مختصر تذکرہ کرتا ہوں۔ احمدی عورتوں نے آپ کی قیادت میں ترقی کی جو منازل طے کیں اسکی تفصیل بڑی دلچسپ اور اہلِ اسلام کے لئے بہت ہی حوصلہ افزاء ہے۔ عورتوں کے خصوصی تعلیمی اداروں کا قیام، جامعہ نصرت کے ذریعہ کالج کی اعلیٰ تعلیم کا انتظام جس میں دینی تربیت کا پہلو بہت نمایاں تھا۔ پھر لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کے ذریعہ مختلف دستکاریوں کی تربیت، عورتوں کی علیحدہ کھیلوں کا انتظام، ان میں مباحثوں اور تقاریر کا ذوق وشوق پیدا کرنا، مضمون نگاری کی

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جب تمہاری طرف کوئی ایسا شخص رشتہ بھیجے جس کے دین اور اخلاق تم کو پسند ہوں تو اس رشتہ کو قبول کر لیا کرو، اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد برپا ہو جائے گا

(ترمذی، کتاب النکاح، باب اذا جاءکم من ترضون دینہ)

طالب دعا: سید وسیم احمد وافراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھانے لگے تو پہلے اللہ تعالیٰ کا نام لے یعنی بسم اللہ پڑھے اگر شروع میں بھول جائے تو یاد آنے پر بِسۡمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ پڑھ لے

(ترمذی، کتاب الاطعمۃ)

طالب دعا: شیخ صادق علی وافراد خاندان (جماعت احمدیہ تالبرکوٹ، صوبہ اڈیشہ)

طرف انہیں توجہ دلانا ان کے لئے علیحدہ اخباروں اور رسالوں کا اجراء اور جلسہ سالانہ میں عورتوں کے علیحدہ اجلاس جن میں خواتین مقررین کا خواتین کو خود خطاب کرنا۔ ہر قسم کی تعلیمی سہولتیں اس رنگ میں مہیا کرنا کہ غریب سے غریب احمدی بچی بھی کم از کم بنیادی تعلیم سے محروم نہ رہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ اپنے باون سالہ دور خلافت میں آپ نے ہندوستان کی پسماندہ عورت کو ادنیٰ مقام سے اُٹھا کر ایک ایسے بلند مقام پر فائز کر دیا جسے دنیا کے سامنے اسلام کی عظمت کے نمونہ کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے اور بعض امور میں وہ دنیا کی انتہائی ترقی یافتہ اور آزاد ممالک کی عورتوں کے لئے بھی ایک مثال بن گئی۔ احمدی مستورات کی عالمی تنظیم لجنہ اماء اللہ نے آپ کی عظیم الشان قیادت میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ غیر بھی اس تنظیم کی حسن کارکردگی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے :

اخبار ’’تنظیم‘‘ 28 دسمبر 1926 لکھتا ہے:۔

’’ لجنہ اماء اللہ قادیان احمدیہ خواتین کی انجمن کا نام ہے۔ اس انجمن کے ماتحت ہر جگہ عورتوں کی اصلاحی مجالس قائم کی گئی ہیں۔ اور اس طرح پر ہر وہ تحریک جو مَردوں کی طرف سے اٹھتی ہے خواتین کی تائید سے کامیاب بنائی جاتی ہے۔ اس انجمن نے تمام خواتین کو سلسلہ کے مقاصد کے ساتھ عملی طور پر وابستہ کر دیا ہے۔ عورتوں کا ایمان مَردوں کی نسبت زیادہ مخلص اور مربوط ہوتا ہے۔ عورتیں مذہبی جوش کو مَردوں کی نسبت زیادہ محفوظ رکھ سکتی ہیں ۔ لجنہ اماء اللہ کی جس قدر کارگزاریاں اخبار میں چھپ رہی ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ احمدیوں کی آئندہ نسلیں موجودہ کی نسبت زیادہ مضبوط اور پر جوش ہوں گی۔ اور احمدی عورتیں اِس چمن کو تازہ دم رکھیں گی جس کا مرورِ زمانہ کے باعث اپنی قدرتی شادابی اور سرسبزی سے محروم ہونا لازمی تھا۔‘‘

(اخبار تنظیم امرتسر ۲۸ دسمبر ۱۹۲۶ء)

اسی طرح لجنہ کے ماہنامہ ’’ مصباح‘‘ کو پڑھ کر ایک آریہ سماجی اخبار ’’تیج‘‘ کے ایڈیٹر نے لکھا:

’’میرے خیال میں یہ اخبار اِس قابل ہے کہ ہر ایک آریہ سماجی اِس کو دیکھے۔ اِس کے مطالعہ سے انہیں احمدی عورتوں کے متعلق جو غلط فہمی ہے کہ وہ پردہ کے اندر بند رہتی ہیں اِس لئے کچھ کام نہیں کرتیں فی الفور دُور ہو جائے گی اور اُنہیں معلوم ہو جائے گا کہ اُن میں مذہبی اخلاص اور تبلیغی جوش کس قدر ہے۔ ہم اِستری سماج قائم کر کے مطمئن ہو چکے ہیں لیکن ہم کو معلوم ہونا چاہئے کہ احمدی عورتوں کی ہر جگہ باقاعدہ انجمنیں ہیں اور جو وہ کام کر رہی ہیں اُس کے آگے ہماری استری سماجوں کا کام بالکل بے حقیقت ہے۔ مصباح کو دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ احمدی خواتین ہندوستان، افریقہ، عرب، مصر، یورپ اور امریکہ میں کس طرح اور کس قدر کام کر رہی ہیں اُن کا مذہبی احساس اِس قدر قابلِ تعریف ہے کہ ہم کو شرم آنی چاہئے ۔ چند سال ہوئے اُن کے امیر نے ایک مسجد کے لئے پچاس ہزار روپے کی اپیل کی اور یہ قید لگادی کہ یہ رقم صرف عورتوں کے چندہ سے ہی پوری کی جائے ۔ چنانچہ پندرہ روز کی قلیل مدّت میں اُن عورتوں نے پچاس ہزار کی بجائے پچپن ہزار روپیہ جمع کر دیا۔‘‘

مجلس خدام الاحمدیہ:

1938 میں اس مجلس کا قیام عمل میں آیا۔ مجلس کے کام کو احسن طریق پر چلانے کے لئے اس تنظیم کو مختلف شعبوں میں تقسیم کیا گیا ۔ مثلاً اعتماد، تجنید، مال، تعلیم، تربیت، اصلاح و ارشاد، تحریک جدید، خدمتِ خلق، صحت جسمانی، وقار عمل، صنعت و تجارت، اشاعت، اطفال۔ شعبہ اعتماد کے انچارج کو معتمد اور باقی شعبہ جات میں سے ہر شعبہ کے انچارج کو مہتمم کہا جاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ ان شعبوں کے متعلق خدام کو وقتاً فوقتاً نہایت مفید ہدایات سے نوازتے رہتے۔ حضور کے وہ ارشادات عالیہ ’’مشعلِ راہ‘‘ کے نام سے ایک ضخیم کتاب کی شکل میں طبع ہو چکی ہے۔

مجلس اطفال الاحمدیہ:

جولائی 1940 میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے مجلس خدام الاحمدیہ کو حکم دیا کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر آٹھ سال سے پندرہ سال کی عمر کے بچوں کو منظم کریں اور اطفال الاحمدیہ کے نام سے ان کی جماعت قائم کریں کیونکہ یہ بچے دراصل مجلس خدام الاحمدیہ کی نرسری ہیں ۔ آگے چل کر انہی بچوں نے مجلس کے کام سنبھالنے ہیں ۔ اس لئے شروع سے ہی ان کی ٹریننگ ہونی چاہئے۔

مجلس انصار اللہ:

1940 میں حضورؓ نے مجلس انصار اللہ کی تنظیم قائم فرمائی اور فرمایا مجلس انصار اللہ کے قیام کی غرض یہ ہے کہ عمر کے اس حصہ میں جب انسان عمل میں سست ہو جاتا ہے دین کے کاموں میں سست نہ ہو اور وہ اپنے آپ کو بے کار اور عضو معطل خیال نہ کرے۔

اِن مجالس نے جہاں تنظیمی و تربیتی امور میں بہت مفید خدمات کی توفیق پائیں وہاں علمی میدان میں اِن کا ریکارڈ قابل رشک ہے۔ اِن تنظیموں کی کامیابی اور اِنکے شاندار نتائج ایسے واضح حقائق تھے کہ جن سے غیر بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کی مخالفت میں بدنامی کی حد تک شہرت یافتہ مجلس احرار کا ترجمان ’’زمزم‘‘ جماعت کی اس قابلِ رشک تنظیم کا ذکر کرتے ہوئے بصد حسرت و یاس لکھتا ہے :

’’ایک ہم ہیں کہ ہماری کوئی بھی تنظیم نہیں اور ایک وہ ہیں کہ جن کی تنظیم در تنظیم کی تنظیمیں ہیں۔ ایک ہم ہیں کہ آوارہ منتشر اور پریشان ہیں ایک وہ ہیں کہ حلقہ در حلقہ محدود و محصور اور مضبوط اور منظم ہیں۔ ایک حلقہ احمدیت ہے، اس میں چھوٹا بڑا زن و مرد بچہ بوڑھا ہر احمدی مرکز ’’نبوت‘‘ پر مرکوز و مجتمع ہے ۔ مگر تنظیم کی ضرورت اور برکات کا علم و احساس ملاحظہ ہو کہ اس جامع و مانع تنظیم پر بس نہیں اس وسیع حلقہ کے اندر متعدد چھوٹے چھوٹے حلقے بنا کر ہر فرد کو اسطرح جکڑ دیا گیا ہے کہ ہل نہ سکے۔ عورتوں کی مستقل جماعت لجنہ اماء اللہ ہے۔ اس کا مستقل نظام ہے۔ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر اس کا جُداگانہ سالانہ جلسہ ہوتا ہے ۔ خدام الاحمدیہ نوجوانوں کا جدا نظام ہے ۔ پندرہ تا چالیس سال کے ہر فرد جماعت کا خدام الاحمدیہ میں شامل ہونا ضروری ہے۔

چالیس سال سے اُوپر والوں کا مستقل ایک اَور حلقہ ہے ’انصار اللہ‘ جس میں چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان تک شامل ہیں ۔ میں اِن واقعات اور حالات میں مسلمانوں سے صرف اس قدر دریافت کرتا ہوں کہ کیا ابھی تمہارے جاگنے اور اُٹھنے اور منظم ہونے کا وقت نہیں آیا؟ تم نے ان متعدد مورچوں کے مقابلہ میں کوئی ایک بھی مورچہ لگایا؟ حریف نے عورتوں تک کو میدانِ جہاد میں لاکھڑا کیا ......میرے نزدیک ہماری ذلت و رسوائی اور میدان کشاکش میں شکست و پسپائی کا ایک بہت بڑا سبب یہی غلط معیارِ شرافت ہے۔‘‘

(زمزم، لاہور، ۲۳ جنوری ۱۹۴۵ء بحوالہ الفضل ۱۸/ اپریل ۱۹۴۵ء)

اب آخر میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ پر غیروں کی آراء میں سے ایک پیش کر کے اپنی تقریر کو ختم کروں گا۔ مولانا غلام رسول مہر جو ایک صحافی اور مؤرخ تھے اور کئی مواقع پر حضور کی رہنمائی میں خدمات سرانجام دینے کی توفیق پائی لکھتے ہیں:۔

’’آپ لوگوں کی کسی کتاب میں اس عظیم الشان انسان کے کارناموں کی مکمل عکاسی نہیں ملتی۔ ہم نے انہیں قریب سے دیکھا ہے۔ کئی ملاقاتیں کی ہیں ۔ پرائیویٹ تبادلہ خیال کیا ہے۔ مسلم قوم کیلئے تو ان کا وجود سراپا قربانی تھا۔ مجھے ایک دفعہ راتوں رات قادیان جا کر حضرت صاحب سے مشورہ کرنا پڑا۔ وہ منظر اب بھی آنکھوں کے سامنے ہے۔ انسانیت کیلئے انکے دل میں بڑا درد تھا، اور جہاں کہیں مسلم قوم کی بہتری اور بہبودی کا مسئلہ درپیش ہوتا ان کی قابل عمل تجاویز ہمارا حوصلہ بڑھانے کا موجب بنتیں ۔ ایسے موقع پر آپ کا رُواں رُواں قومی درد سے تڑپ اٹھتا تھا ۔ فرقہ بازی کا تعصب میں نے اِس وجود میں نام کو نہیں دیکھا۔ مرزا صاحب بلا کے ذہین تھے ۔ میں نے پاک و ہند میں سیاسی نہ مذہبی لیڈر ایسا دیکھا ہے جس کا دماغ پالیٹیکل پالٹکس میں ایسا کام کرتا ہو جیسا مرزا صاحب کا دماغ کام کرتا تھا بے لوث مشورہ، واضح تجویز اور پھر صحیح خطوط پر لائحہ عمل یہ ان کی خصوصیت تھی ۔ افسوس مسلمانوں نے مرزا صاحب کی قدر نہیں کی ۔ مخالفت کی سخت آندھیوں کے باوجود میں نے مرزا صاحب کو کبھی افسردہ اور سرد مہر نہیں دیکھا۔ مرزا صاحب کے دل کی شمع ہمیشہ روشن رہتی ۔ ہم یاس و افسردگی کی تصویر بنے ان سے ملاقات کے لئے جاتے اور جب ان کے کمرہ سے باہر آتے تو یوں معلوم ہوتا کہ ناامیدی کے بادل چھٹ چکے ہیں اور مقصد میں کامیابی سامنے نظر آ رہی ہے ۔ وزنی دلیل دیتے قابل عمل بات کرتے اور پھر اس پر بس نہیں ہر نوع کی قربانی اور تعاون کی پیش کش بھی ساتھ ہوتی جس سے ہم میں جرأت اور حوصلے کے جذبات پیدا ہو جاتے۔

(اقبال اور احمدیت صفحہ ۵۰۲)

اللہ تعالیٰ ہمیں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ارشادات و احکامات کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

رشتہ ناطہ میں یہ دیکھنا چاہئے کہ جس سے نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہے اور کسی ایسی آفت میں مبتلا تو نہیں جو موجب فتنہ ہو اور یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام میں قوموں کا کچھ بھی لحاظ نہیں۔ صرف تقویٰ اور نیک بختی کا لحاظ ہے۔ (ملفوظات، جلد 9، صفحہ 46، ایڈیشن 1984ء)

طالبِ دُعا : صبیحہ کوثر و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ہماری جماعت کو مناسب ہے کہ وہ اخلاقی ترقی کریں
کیونکہ اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ مشہور ہے

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 102، ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

طالبِ دُعا : جے عظیم احمد ولد مکرم جے وسیم احمد صاحب امیر ضلع محبوب نگر (صوبہ تلنگانہ)

ہر قسم کے مصائب اور تکالیف اسلام پر آرہی ہیں تذلیل اور تحقیر کے سامان اسلام کے لئے ہو رہے ہیں
اس وقت سونا سونا نہیں ہوگا بلکہ ہماری موت ہوگی

آج دنیا میں ضلالت پھیل رہی ہے، گمراہی بڑھ رہی ہے، جھوٹ اور فریب کی کثرت ہے
ایسی حالت میں تم اپنی زندگیاں اسلام کی اشاعت کے لئے پیش نہیں کرتے تو کب کروگے

پس اپنے اندر نیک تبدیلی پیدا کرو اور عمل کرو کیونکہ باتیں کرنے کا اب وقت نہیں
اپنی تنظیم کو مضبوط بناؤ، دین کیلئے قربانی کرو، بنی نوع انسان کی خدمت کرو

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے دہلی میں فرمودہ ارشادات

28 ستمبر 1946ء مغرب وعشاء کی نماز کے بعد ابتداء میں بعض موجودہ سیاسی حالات کے بارے میں گفتگو ہوتی رہی۔ نیز حضور نے بعض غیر احمدی اصحاب کو ملاقات کا شرف بخشا۔

ایک دوست نے سوال کیا کہ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ○ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ سے کیا مراد ہے اور کیا انکی تعداد اتنی ہی ہے جتنی ازواج کی۔

حضور نے فرمایا: مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ میں تعداد مقرر نہیں۔ اسلام نے غلام کو کتابت کا حق دیا ہے۔ جو عورت یہ سمجھے گی کہ اس کے بیٹے ہیں، ماں ہے، باپ ہے، دوسرے رشتہ دار ہیں وہ ایسی حالت میں رہے گی کیوں۔ وہ اسی وقت اس حالت میں رہے گی جب کہ کوئی اور اسکا وارث نہ ہوگا۔

فرمایا جنگ میں پکڑے آنے والے قیدیوں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً قیدیوں کیلئے دو اختیارات ہیں۔ اوّل یہ کہ احسان کر کے چھوڑ دو۔ دوسرے یہ کہ اگر تم احسان کر کے چھوڑ نہیں سکتے تو جنگی قرضہ پڑتا ہے وہ لیکر چھوڑ دو۔ تیسری صورت یہ ہے کہ قیدی اپنے آپ کو چھڑا لیں، اس کیلئے کتابت ہے یعنی قیدی کہے کہ میں آزاد ہونا چاہتا ہوں اسکے بدلے میں اتنی رقم دونگا اس پر اسکو آزاد کرنا ہوگا۔ سوائے اسکے کہ یہ ثابت ہو جائے کہ مطالبہ کرنے والا پاگل ہے یا کما نہیں سکتا اسکے بعد وہ قسطوں میں مقررہ رقم ادا کریگا اور کتابت اسکی حیثیت کے مطابق ہوگی۔ اور کتابت کرتے ہی اسکو عملی آزادی حاصل ہو جائے گی اور قانونی آزادی اُس وقت ہوگی جب وہ فدیہ ادا کر دے گا۔ اس وقت تمام ملکیت کے حقوق اس سے جاتے رہیں گے۔ ان حالات میں وہی عورت رہے گی جسکی اپنی مرضی ہوگی۔

29 ستمبر۔ بعد نماز ظہر تین بجے حضور رضی اللہ عنہ نے خدام الاحمدیہ دہلی کو خطاب فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

خدام نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ میں انہیں نصیحت کروں۔ انہیں کچھ باتیں بتاؤں۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں باتوں کا زمانہ لمبا ہو گیا ہے۔ باتیں یا تو سونے کے لئے ہوتی ہیں۔ یا باتوں کے بعد کام ہوا کرتے ہیں۔ اب سونے کا زمانہ ہمارے لئے نہیں ہے، ہر قسم کے مصائب اور تکالیف اسلام پر آرہی ہیں۔ تذلیل اور تحقیر کے سامان اسلام کے لئے ہو رہے ہیں۔ اس وقت سونا سونا نہیں ہوگا بلکہ ہماری موت ہوگی۔ باقی رہی دوسری بات کہ باتوں کے بعد کام کیا جائے، سو اب باتیں بہت ہو چکی ہیں۔ 1890ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ مسیحیت فرمایا۔ جس کو آج 56 سال گزر رہے ہیں۔ اگر اتنی لمبی باتوں سے فائدہ نہیں اٹھایا گیا تو پھر کب اٹھاؤ گے؟ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ کیا مومنوں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ خدا تعالیٰ کے ذکر کو سنکر ان کے دل میں خشیت پیدا ہو۔ یہی بات میں نوجوانوں سے کہتا ہوں کہ

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ۔ کیا ابھی انہیں اور باتوں کی ضرورت ہے۔ کیا ان کے لئے ابھی کام کا زمانہ نہیں آیا۔

ہر مسلمان کو محسوس ہونا چاہئے اگر اس کے دماغ میں جذبات اور کیفیات ہیں، اگر اس کے دل میں احساسات اور خواہشات ہیں، اگر اسکی آنکھیں کھلی ہیں کہ وہ کہاں سے گر کر کہاں پہنچ گیا۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ مسلمان جغرافیہ پڑھتے ہیں اور نقشہ دیکھتے ہیں مگر نقشہ دیکھتے ہی یہ دیکھ کر ان کے دل بیٹھ کیوں نہیں جاتے کہ کسی وقت یہ سارا نقشہ مسلمانوں کے قبضہ میں تھا لیکن آج ہر جگہ مسلمان ذلیل ہیں۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ اسلامی رنگ نقشہ پر چین سے لے کر آخر تک پھیلا ہوا تھا۔ مسلمانوں نے چین پر حکومت کی۔ جاپان کی عورتیں آج تک جب اپنے بچوں کو ڈراتی ہیں تو کہتی ہیں چپ گریٹ مرغو یعنی چپ ہو جا بڑا مغل آگیا پھر یورپ کے کناروں تک اسلامی حکومتیں تھیں۔ امریکہ میں بھی پرانی مسجدیں ملی ہیں۔ وہاں حکومت مسلمانوں کو ملی یا نہ ملی مگر مسلمان وہاں پہنچے ضرور تھے۔

پس آج میں تم کو کیا بتاؤں کہ کونسی چیز باقی ہے جو میں تمہیں سکھاؤں کیا آسمان نے تمہیں نہیں سکھایا، زمین نے تمہیں نہیں سکھایا۔ اردگرد کے ہمسایوں نے تمہیں نہیں سکھایا۔ پھر کونسی چیز باقی ہے جو تمہیں عمل سے روک رہی ہے۔ تم اور کس دن کا انتظار کر رہے ہو۔ جب تمہارے نفوس کی قربانیاں پیش ہوں گی یہ زندگی کس کام آئے گی۔ آج دنیا میں ضلالت پھیل رہی ہے، گمراہی بڑھ رہی ہے، جھوٹ اور فریب کی کثرت ہے۔ ایسی حالت میں تم اپنی زندگیاں اسلام کی اشاعت کے لئے پیش نہیں کرتے تو کب کروگے۔

سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ ہر احمدی وعدہ کرتا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کروں گا اور مقدم کرنے کے معنی یہ ہیں کہ وقت کا اکثر حصہ دین کے لئے صرف کرے۔ اور تھوڑا دوسرے کاموں کے لئے۔ اگر تم ایسا کرتے ہو تو واقع میں خدام الاحمدیہ ہو واقع میں تمہارے ذریعہ اسلام پھیلے گا۔ لیکن اگر تم ایسا نہیں کرتے تو کام تو پھر بھی ہونا ہی ہے، مگر تم خدا تعالیٰ کے سامنے اچھے اور سچے خادم اور بہادر سپاہی کی صورت میں پیش نہیں ہوسکو گے کیونکہ تمہارے اعمال تمہارے وعدوں کو جھوٹا ثابت کر دیں گے۔

پس اپنے اندر نیک تبدیلی پیدا کرو اور عمل کرو کیونکہ باتیں کرنے کا اب وقت نہیں۔ اپنی تنظیم کو مضبوط بناؤ۔ دین کیلئے قربانی کرو۔ بنی نوع انسان کی خدمت کرو۔

آخر میں حضور نے فرمایا: آدم سے لیکر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک روحانی جماعتوں کے لئے جو طریق خدا تعالیٰ نے رکھا ہے وہی ہمارے لئے ہے۔ خدا تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جماعت کا دشمن نہ تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جماعت کا دشمن نہ تھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جماعت کا دشمن نہ تھا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جماعت کا دشمن نہ تھا اور ہمارا رشتہ دار نہیں ہے۔ جبتک تم انہی بھٹیوں میں نہیں پڑو گے جن میں وہ لوگ پڑے، جب تک وہ مصیبتیں نہ اٹھاؤ گے جو انہوں نے اٹھائیں، جب تک اُن آروں سے چیرے نہ جاؤ گے جن سے وہ چیرے گئے، اس وقت تک ہرگز ہرگز تم فلاح نہیں پا سکتے۔ موت اور صرف خدا تعالیٰ کے لئے موت میں ہی زندگی ہے۔

(روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ 4 اکتوبر 1946 صفحہ 2)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

صفِ دشمن کو کیا ہم نے بہ حجت پامال ✡ سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

نور دکھلا کے تیرا سب کو کیا ملزم و خوار ✡ سب کا دل آتش سوزاں میں جلایا ہم نے

طالب دعا: محمد نور اللہ شریف صاحب مرحوم وافراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت ✡ اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور ✡ ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

ہم کہتے ہیں کہ ہم نے بیوی بچوں کا بھی خیال رکھنا ہے کیا صحابہؓ کے بیوی بچے نہ تھے
خدا تعالیٰ ہزاروں ہزار لوگ پیش کر دیگا اور کہے گا کہ کیا ان کے بیوی بچے نہ تھے
جب ان کے لئے یہ روک نہ بنے تو تمہارے لئے کیسے روک بن گئے

ہمارے کسی فرد کا وقت ضائع نہیں ہونا چاہئے
اکثر ہمارے اوقات دین کی اشاعت اور تعلیم میں صرف ہونے چاہئیں

دہلی کی جماعت کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے مقام کو سمجھے، یہ وہ جگہ ہے جہاں بڑے بڑے اولیاء اللہ دفن ہیں
یہ ہندوستان کا صدر مقام ہے پس یہاں کے لوگ دیوانہ وار تبلیغ شروع کر دیں
اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو، خدا تعالیٰ سے صلح کرو اور پوری کوشش کرو تا خدا کے جانباز سپاہیوں میں تمہارا نام لکھا جائے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے دہلی میں فرمودہ ارشادات

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ 22 ستمبر کو دہلی تشریف لائے، روزانہ حضور مغرب وعشا کی نماز کے بعد مجلس میں رونق افروز ہوتے اور معارف بیان فرماتے ہیں۔ 27 ستمبر کو حضور نے جمعہ کی نماز مسجد احمدیہ دریا گنج میں پڑھائی۔ خطبہ میں جماعت کو موجودہ زمانہ میں انبیاء کی جماعتوں کی طرح قربانیاں کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ حضور رضی اللہ عنہ کے ارشادات کا جو خلاصہ الفضل میں درج ہوا ہے وہ ہم قارئین بدر کے استفادہ کے لئے پیش کرتے ہیں۔ (ادارہ)

حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ہماری مثال دوسرے مسلمانوں سے نہیں ملتی۔ ہم ان جماعتوں سے نہیں ہیں جو اپنے منبع سے دور ہو چکی ہیں۔ ہمارا تو دعویٰ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہم میں رسول بھیجا جس طرح حضرت موسیٰؑ کو بھیجا، حضرت عیسیٰؑ کو بھیجا، حضرت رام چندرؑ، حضرت بدھؑ، حضرت زرتشتؑ کو بھیجا، اس لئے ہمارا دوسروں سے مقابلہ ہی کیا ہوسکتا ہے؟ مامور سے تعلق رکھنے والی اور مامور سے دور ہونے والی جماعتوں کا مقابلہ نہیں ہوسکتا۔ ہماری مثال محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جماعت کی ہے، حضرت ابراہیمؑ کی جماعت کی ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جماعت کی ہے۔ جب تک ہم ان جیسی قربانیاں نہیں کرتے اس وقت تک ہماری بڑی سے بڑی قربانی کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ دوسری اقوام سے ہمارا مقابلہ کرنا ہماری ہتک ہے۔ بانی سلسلہ احمدیہ کی ہتک ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہتک ہے۔

فرمایا: صحابہؓ نے کس طرح اپنی زندگیاں قربان کر دیں۔ کبھی انہوں نے خیال بھی نہ کیا کہ ہمارے کام مقدم ہیں۔ ہم تو کہتے ہیں کہ ہم نے بیوی بچوں کا بھی خیال رکھنا ہے لیکن کیا صحابہؓ کے بیوی بچے نہ تھے، ان کے پیٹ نہ تھے جب تھے تو ہم خدا تعالیٰ سے نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے بیوی بچوں کی وجہ سے قربانی میں کمی کی۔ خدا تعالیٰ ہزاروں ہزار لوگ پیش کر دیگا اور کہے گا کہ کیا ان کے بیوی بچے نہ تھے۔ جب ان کے لئے یہ روک نہ بنے تو تمہارے لئے کیسے روک بن گئے۔ وہ کونسی تکلیف ہے جو آج ملازمین کو پہنچتی ہے، مگر اس وقت صحابہ کو نہیں پہنچی۔ بعض صحابہ تو غلام تھے جو کہ 24 گھنٹے کا ملازم ہوتا ہے۔ غلام صحابہؓ کے آقا نماز سے ان کو روکتے، تبلیغ سے روکتے اور ان لوگوں کو صرف روکا ہی نہیں جاتا تھا بلکہ یہ کام کرنے پر ان کو مارا بھی جاتا تھا۔ آخر کونسی چیز ہے جو ہمارے لئے نرالی ہے اور پہلوں کے لئے نہ تھی۔

نبیوں کی جماعت میں داخل ہونے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ قربانیاں کی جائیں۔ ہمارے کسی فرد کا وقت ضائع نہیں ہونا چاہئے۔ اکثر ہمارے اوقات دین کی اشاعت اور تعلیم میں صرف ہونے چاہئیں۔ ہماری مجالس میں دینی باتیں زیادہ ہونی چاہئیں۔ ہماری نماز اور دوسروں کی نماز میں فرق ہونا چاہئے۔ بہت سے لوگوں کو میں دیکھتا ہوں کہ وہ جلدی جلدی نماز پڑھتے ہیں۔ ایسے ہی مالی قربانی ہے۔ کیا ہماری مالی قربانی اس قسم کی ہے۔ ابھی چندوں میں سستی ہے۔ بعض دیتے ہی نہیں، بعض کم دیتے ہیں اور بعض اپنی آمدنیاں کم بتاتے ہیں۔

حضور نے دہلی کی جماعت کو خاص طور پر مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

یہاں کے لوگوں پر اس لئے ذمہ واری ہے کہ یہ سارے ہندوستان کا صدر مقام ہے۔ دہلی کے صدر مقام ہونے کی وجہ سے یہاں پر مدراس، بمبئی، یوپی، پنجاب اور سرحد کے لوگ آتے ہیں۔ وہ آنے والے لوگ جہاں دنیا کے اثرات لیکر جائیں، جماعت کے دینی اثرات بھی لے کر جائیں۔ پس یہاں کے لوگ دیوانہ وار تبلیغ شروع کر دیں۔ دہلی کی جماعت کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے مقام کو سمجھے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں بڑے بڑے اولیاء اللہ دفن ہیں۔ پھر یہ ہندوستان کا صدر مقام ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں ایسے وقت کام کرنے کا موقع دیا جبکہ دوسرے لوگ غافل ہیں۔ ہمیں جلدی جلدی خدا تعالیٰ کا ثواب سمیٹ لینا چاہئے تا کہ دوسروں کے آنے پر ثواب کی قیمت نہ گھٹ جائے۔ پس اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو۔ خدا تعالیٰ سے صلح کرو اور پوری کوشش کرو تا خدا کے جانباز سپاہیوں میں تمہارا نام لکھا جائے۔

مغرب وعشا کی نماز حضور نے کوٹھی 8 یارک روڈ میں پڑھائی۔ نمازوں کے بعد حضور نے بعض آنے والے غیر احمدی احباب کو ملاقات کا موقعہ عطا فرمایا۔ بعد ازاں حضور انور نے ایک نکاح کا اعلان فرمایا۔ خطبہ نکاح میں حضور نے فرمایا: دنیا کا سارا امن وامان شادی بیاہ پر منحصر ہے۔ بظاہر یہ اعلان معمولی معلوم ہوتا ہے لیکن درحقیقت ساری دنیا کی سیاست، حکومت، اقتصادی حالت نکاح پر منحصر ہے۔ نکاح کی رسم تمام قوموں میں ہے اور اس موقع پر خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ کہیں باجے بجائے جاتے ہیں۔ ہندوؤں میں مٹھائیوں کی گڑیاں بنائی جاتی ہیں۔ پھیرے دیئے جاتے ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ یہ خوشی کا موقع ہے لیکن اسلام نے اس موقعہ کو صرف خوشی کا موقع ہی نہیں قرار دیا بلکہ مرد اور عورت کو سنجیدگی کے ساتھ غور کرنے کیلئے کہا ہے اور بتایا ہے کہ اس نکاح سے ہی ہزار ہا قسم کی خوبیاں یا عیب پیدا ہو سکتے ہیں۔

حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا: انبیاء عورتوں سے پیدا ہوئے اور انبیاء کے دشمن بھی عورتوں سے ہی پیدا ہوئے۔ فرعون کے ماں باپ کی شادی جب ہوئی ہوگی تو کتنی دھوم دھام سے ہوئی ہوگی۔ لاکھوں روپے کا جہیز دیا گیا ہوگا۔ ملک میں چراغاں کیا گیا ہوگا کہ شہزادہ کی شادی ہو رہی ہے مگر کسی کے ذہن میں یہ بات نہ آئی ہوگی کہ اس دھوم دھام کی شادی میں وہ شخص پیدا ہوگا جس پر ہمیشہ لعنتیں پڑتی رہیں گی۔

اس کے مقابلہ میں حضرت موسیٰؑ کے والدین کی شادی ہوئی ان کی خوشی زیادہ سے زیادہ یہ ہوئی ہوگی کہ پانچ سات آدمیوں کو کھانا کھلا دیا ہوگا۔ سارے ملک میں چراغاں تو کجا کسی شہر میں بھی چراغاں نہ ہوا ہوگا بلکہ کسی قصبہ میں بھی نہ ہوا ہوگا۔ کسی گاؤں میں بھی نہ ہوا ہوگا بلکہ کسی گاؤں کی گلی میں بھی نہ ہوا ہوگا۔ خود انہوں نے اپنے گھر میں بھی نہ کیا ہوگا۔ مگر کون کہہ سکتا تھا کہ اس خاموش شادی کے نتیجہ میں وہ انسان پیدا ہونے والا ہے جس پر دنیا کے سارے کونوں سے رحمتیں بھیجی جائیں گی۔

اسی لئے اسلام نے نکاح کے موقع پر نصیحت فرمائی کہ یہ کام آئندہ بڑے نتائج پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔ اس لئے دعائیں کرتے ہوئے اسے سرانجام دو۔ غرض یہ نہایت اہم موقع ہوتا ہے۔ اسلئے دعائیں کرتے ہوئے اس میں ہاتھ ڈالنا چاہئے۔ تا خدا تعالیٰ خود حافظ وناصر ہو جائے۔

آخر میں حضور نے دعا فرمائی۔

(روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ 2 اکتوبر 1946 صفحہ 2)

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

’’سب سے بنیادی اور اوّلین اصول جس کے مطابق

ہر مسلمان مرد اور عورت کو اپنی زندگی لازماً بسر کرنی چاہئے وہ توحید ہے،

یعنی اس کامل ایمان اور یقین کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اسکا کوئی ہمسر نہیں۔‘‘

(پیغام نیشنل اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ تنزانیہ 2019)

طالب دعا : افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دارالرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

خدا تعالیٰ اگر خود ہی سب کام کر دے تو پھر بندہ کی رغبت کا سوال پیدا نہیں ہوتا اور نہ وہ کسی اجر کا مستحق ہو سکتا ہے

اللہ تعالیٰ ایک کمزور انسان سے کوئی کام کراتا ہے جس سے خدا تعالیٰ کا حسن بھی ظاہر ہوتا ہے اور انسان کی ہمت کا بھی پتہ لگتا ہے

روح کبھی جسم سے علیحدہ نہیں ہوتی بلکہ ہمیشہ کسی نہ کسی جسم میں رہتی ہے جب روح اس جسم سے جدا ہوتی ہے تو نئی قسم کے جسم کو پا لیتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے دہلی میں فرمودہ ارشادات

مورخہ 28 ستمبر 1946ء کے روز سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ظہر و عصر کی نماز کوٹھی 8 یارک روڈ دہلی میں پڑھائی۔ نمازوں کے بعد حضور مجلس میں رونق افروز ہوئے۔ کئی ہندو اور غیر احمدی اصحاب ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے۔ حضور نے سب کو ملاقات کا شرف بخشا۔ بعض نے سوالات بھی کئے جن کے حضور نے جوابات دیئے۔ حضور رضی اللہ عنہ کے جوابات کا جو خلاصہ الفضل نے شائع کیا ہے وہ قارئین بدر کے لئے پیش ہے۔

دعا میں اثر

ایک ہندو دوست نے سوال کیا کہ اگر دعا میں اثر ہے تو آپ ایسی دعا کیوں نہیں کرتے جس سے ہندو مسلم میں صلح ہو جائے۔ آپ اتنی دور سے لیڈروں کو ملنے کیلئے آئے ہیں۔ اگر آپ کا خدا سے تعلق ہے تو آپ دعا کریں کہ ہندو مسلمان مل جائیں۔ یہاں آنے کی آپ کو ضرورت نہ تھی۔

حضور نے فرمایا: اول یہ سوال ہے کہ اگر خدا ہے جس رنگ میں آپ سمجھتے ہیں تو آپ کو میرے پاس آنے کی کیا ضرورت تھی اور مجھے یہاں بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔ خدا مجھے قادیان میں ہی روک دیتا اور خود ہی یہ کام کر دیتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کا سوال ٹھیک نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا کارخانہ کسی اور طرح چل رہا ہے اگر معاملہ اسی طرح ہوتا جس طرح آپ کہتے ہیں تو پھر نہ کوشش کی ضرورت تھی نہ دعا کی ضرورت تھی کیونکہ خدا تعالیٰ آپ ہی کام چلانے والا ہے۔ وہ خود ہی سب کچھ کر دیتا۔ لیکن خدا تعالیٰ کا کارخانہ اس طرح نہیں چلتا۔ خدا تعالیٰ اگر خود ہی سب کام کر دے تو پھر بندہ کی رغبت کا سوال پیدا نہیں ہوتا اور نہ وہ کسی اجر کا مستحق ہو سکتا ہے۔ مثلاً رام یا کرشن جی نے جو کام کیا اگر اللہ تعالیٰ آپ ہی کر دیتا تو کرشن جی کی ہمت کا پتہ نہ لگتا۔ کرشن جی کے اس کام سے جہاں خدا تعالیٰ کا حسن نظر آیا وہاں کرشن جی کی ہمت بھی ظاہر ہوئی تو اللہ تعالیٰ ایک کمزور انسان سے کوئی کام کراتا ہے جس سے خدا تعالیٰ کا حسن بھی ظاہر ہوتا ہے اور انسان کی ہمت کا بھی پتہ لگتا ہے۔

ایک دوست نے سوال کیا کہ موت کے بعد روح سے کیا معاملہ ہوگا۔

حضور نے فرمایا: اس کے متعلق میری کتاب احمدیت میں پوری بحث ہے۔ ہمارا عقیدہ روح کے بارے میں یہ ہے کہ روح ایک خلاصہ ہے جو انسانی جسم سے پیدا ہوتا ہے۔ پھر اسکے متوازی وجود بن جاتا ہے۔ پس روح کبھی جسم سے علیحدہ نہیں ہوتی بلکہ ہمیشہ کسی نہ کسی جسم میں رہتی ہے۔ جب روح اس جسم سے جدا ہوتی ہے تو نئی قسم کے جسم کو پا لیتی ہے۔ اسلام بتاتا ہے کہ مرنے کے بعد بھی ترقی جاری رہتی ہے۔ حتی کہ Day of judgment آجاتا ہے۔ اس وقت برائیوں میں پڑے رہنے والے سزا بھگتتے ہیں اور نیکیاں کرنے والے انعامات پاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے سزا کی کوئی خاص چیزیں نہیں ہیں بلکہ انسان اپنے عمل کے مطابق جو چیزیں حاصل کرتا ہے ان سے ہی تکلیف پا لیتا ہے یا آرام حاصل کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے کوئی چیز بری نہیں بنائی سنکھیا زہر ہے اور خطرناک چیز ہے مگر کئی بیماریوں میں استعمال ہوتا ہے۔ سلفر کتنی خطرناک ہے لیکن اس سے کتنے امراض دور ہوتے ہیں۔ خنازیر اور آتشک کا اس سے علاج ہوتا ہے۔ ایسا ہی اگلے جہان کیلئے سب چیزیں اچھی ہیں۔ انسان کی اندرونی بیماری کسی کو بری شکل دے دیتی ہے اور کسی کو اچھی۔ انسان اپنی طاقتوں کا برا استعمال کرتا ہے اور اس سے اسکو دکھ ہوتا ہے۔ یہاں دنیا میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کی چیزیں غیر موقع استعمال کرنے سے یا کم و بیش استعمال کرنے سے دکھ، تکلیف اور نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ دوزخ دائمی نہیں یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ علاج کیلئے جگہ ہوتی ہے۔ ہسپتال میں انسان بیماری کی حالت میں رہتا ہے۔ اچھا ہونے کے بعد نکل جاتا ہے۔ اسی طرح جب انسان خدا تعالیٰ کی طرف راغب ہوگا، اپنے دل کی صفائی کرے گا تو جنت کا مستحق ہو جائیگا۔ جو چیزیں پہلے اسکو بری لگتی تھیں اچھی لگیں گی کیونکہ اندر کی تبدیلی سے باہر کی تبدیلی بھی ہو جاتی ہے۔ جنت آرام کی حالت اور خدا تعالیٰ کے قرب کی حالت ہے اور قرب کی حالت دائمی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے کہ اپنے پاس پہنچے ہوئے کو کبھی دھتکار دے۔

ایک سوال یہ کیا گیا کہ اسلام کے تہوار یا عبادات چاند سے کیوں تعلق رکھتی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا: چاند کے ساتھ تعلق کی وجہ سے عبادتیں چکر کھاتی رہتی ہیں۔ سورج کے ساتھ چکر نہیں کھاتیں۔ مثلاً روزہ ہے چاند کے ساتھ تعلق ہونے کی وجہ سے یہ جنوری میں بھی آئے گا فروری میں بھی۔ غرض ہر مہینہ اور ہر ہفتہ اور ہر دن میں روزے آئینگے۔ کوئی ایسا مہینہ یا ہفتہ یا دن نہیں ہوگا جس میں روزہ نہ آئے۔ ایسا ہی حج ہے کوئی ایسا مہینہ نہیں ہوگا جس میں حج نہیں ہوگا۔ کوئی ایسا ہفتہ نہ ہوگا جس میں حج نہ ہوگا۔ کوئی ایسا دن نہیں ہوگا جس میں حج نہ ہوگا۔ پس یہ تعلق اسلئے ہے کہ خدا تعالیٰ کی عبادت سارے سال میں چکر کھاتی رہے۔

(روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ 3 اکتوبر 1946 صفحہ 2)

......☆......☆......☆......

اخبار بدر خود بھی پڑھیں اور اپنے دوست احباب کو بھی اسکے پڑھنے کی ترغیب دیں

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اخبار بدر کے خصوصی شمارہ دسمبر 2014 کے لئے اپنا پیغام ارسال کرتے ہوئے فرمایا:

’’یہ بات بدر کے ادارہ اور قارئین کو ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ یہ اخبار احباب جماعت کی روحانی اصلاح اور ترقی کیلئے جاری کیا گیا تھا اور ہمارے بزرگوں نے باوجود نا مساعد حالات کے پوری جانفشانی سے اسے ہمیشہ جاری رکھنے کی سعی کی اور ان کی دعاؤں اور پاک کوششوں کی برکت سے ہی آج تک یہ جاری ہے اور یہ چیز اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ احمدی اسے پڑھیں اور اس سے استفادہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہندوستان کے احمدیوں کو بالخصوص اور باقی دُنیا میں بسنے والے احمدیوں کو بالعموم اس کے مطالعہ کی اور اس سے وابستہ برکتوں کو سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔‘‘

سیّدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس نہایت اہم اور بصیرت افروز ارشاد کے پیش نظر احباب جماعت احمدیہ کی خدمت میں گزارش کی جاتی ہے کہ ہر گھر میں اخبار بدر کے مطالعہ کو یقینی بنایا جانا بہت ضروری ہے۔ اخبار بدر میں قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات عالیہ کے علاوہ حضور انور کے خطبات جمعہ، خطابات، نیز حضور انور کے مختلف ممالک کے بابرکت دوروں کی نہایت دلچسپ اور ایمان افروز رپورٹیں باقاعدگی سے شائع ہوتی ہیں جس کا مطالعہ ہر احمدی کیلئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شفقت سے اب یہ اخبار اردو کے علاوہ ہندی، بنگلہ، تامل، تیلگو، ملیالم، اُڑیہ، کنڑ زبانوں میں بھی شائع ہو رہا ہے۔ جن احمدی دوستوں نے اب تک اخبار بدر اپنے نام جاری نہیں کروایا ہے، ان سے درخواست ہے کہ اخبار بدر اپنے نام جاری کروا کر خود بھی اس کا مطالعہ کریں اور اپنے بچوں اور گھر کے دیگر افراد کو بھی اس کے مطالعہ کا موقع فراہم کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیّدنا حضرت امیر المومنین کے ارشادات پر من و عن ان کی حقیقی روح کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اخبار بدر کے وقت پر نہ پہنچنے نیز چندہ جات کی ادائیگی یا کسی بھی طرح کی معلومات کیلئے دفتر مینیجر ہفت روزہ اخبار بدر سے رابطہ کریں۔ جزاکم اللہ

(مینیجر ہفت روزہ اخبار بدر قادیان)

نماز بہت آہستگی اور وقار سے ادا کی جائے اور اس کے بعد حسب سنت، اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید کی جائے

ایسی نماز جو جلدی جلدی پڑھی جائے اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ہی قرار نہیں دیا

اللہ تعالیٰ کے فضل اور خوشنودی کو وہی عبادت جذب کرسکتی ہے جو خشوع وخضوع اور اطمینان سے بجالائی جائے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی مجلس علم وعرفان

17 ستمبر 1946ء بعد نماز مغرب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے مجلس میں رونق افروز ہو کر جو زرّیں نصائح فرمائیں اس کا خلاصہ قارئین بدر کے لئے پیش کیا جاتا ہے:

نماز بہت آہستگی اور وقار سے ادا کی جائے

میں نے کچھ عرصہ قبل نصیحت کی تھی کہ نماز بہت آہستگی اور وقار سے ادا کی جائے اور اس کے بعد حسب سنت اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتحمید کی جائے۔ کچھ عرصہ تو اس پر عمل ہوا مگر اب میں پھر دیکھتا ہوں کہ آہستہ آہستہ اسے فراموش کیا جارہا ہے اور ابھی میں نے ایک رکعت ہی پڑھی ہوتی ہے کہ نیچے سے آنیوالوں کے پاؤں کی گڑگڑ کی آواز آنی شروع ہوجاتی ہے حالانکہ قرینِ قیاس یہ ہے کہ وہ نماز میں پیچھے شامل ہوتے ہیں اور پہلے اوپر آجاتے ہیں۔ ان کے پہلے آجانے کے معنے یہ ہیں کہ انہوں نے میری ایک رکعت کے اندر بقیہ نماز پوری کی۔ پھر دو سنتیں پڑھیں۔ ذکر بھی کیا اور پھر دوڑ کر اوپر آئے ہیں اور اس طرح ایک اور حکم کی خلاف ورزی کی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نماز میں دوڑ کر شامل ہونے کی ممانعت فرمائی ہے اور ایسی نماز جو جلدی جلدی پڑھی جائے اسے حضور نے نماز ہی قرار نہیں دیا۔ چنانچہ ایک شخص جو جلدی نماز ادا کر رہا تھا اور ارکان نماز کو پوری طرح ادا نہ کرتا تھا، حضور نے فرمایا صَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ کہ تیری یہ نماز نہیں ہوئی اور بالآخر اسے بتایا کہ ہر حرکت کو نہایت وقار اور آہستگی سے بجالائے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ نماز سنوار کر نہ پڑھی جائے تو وہ نماز نہیں ہوتی۔ پھر یہ بھی نہایت افسوس کی بات ہے کہ بعض لوگ ہماری مجلس میں آنے کے لئے نماز خراب کردیتے ہیں حالانکہ یہ مجلس تو ہماری صحبت ہے اور نماز اللہ تعالےٰ کی صحبت ہے۔ کتنا ہی بےنصیب وہ شخص ہے جو ادنیٰ چیز کی خاطر اعلیٰ چیز کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور کیا یہ بےحرمتی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مجلس سے بھاگ کر ہماری مجلس میں آیا جائے۔

پھر یہ بھی بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایک چیز کی جب اہمیت واضح کردی جائے اور تاکید بھی کردی جائے تو پھر کیوں اسے فراموش کیا جائے۔ پس ایسی نماز محض دکھاوے کی نماز ہے اور ذلت و رسوائی کا موجب ہے اور اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کا باعث۔

اللہ تعالےٰ کے فضل اور خوشنودی کو وہی عبادت جذب کرسکتی ہے جو خشوع وخضوع اور اطمینان سے بجا لائی جائے۔ بےشک یہ حکم ہے کہ جماعت کے وقت لمبی لمبی نمازیں نہ پڑھاؤ مگر انفرادی طور پر تو اس حکم کا اطلاق نہیں ہے بلکہ ان نمازوں کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت یہ ہے کہ آپ رات کو اتنی دیر کھڑے رہتے کہ آپ کے پاؤں سوجھ جاتے اور تقریباً تین گھنٹوں میں آپ نماز تہجد ادا کرتے تھے۔

نماز کے لئے بھاگ کر آنا شوق پر دلالت نہیں کرتا بلکہ نماز کی بےحرمتی پر دلالت کرتا ہے۔ چاہئے کہ نماز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسوہ کے مطابق تسبیح وتحمید کی جائے۔ کیا آپ اس قدر واضح بات کو نہیں سمجھ سکتے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تو تسبیح وتحمید کی ضرورت تھی اور آپ کو ضرورت نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو آہستہ آہستہ نماز پڑھنے کی ضرورت تھی اور آپ کو نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو وقار کے ساتھ مسجد میں آنے کی ضرورت تھی اور آپ کو نہیں حالانکہ اللہ تعالےٰ کے فضل کو جس قدر وہ جذب کرچکے تھے ہمیں اس کے لئے ہزارہا گنا زیادہ محنت کی ضرورت ہے۔

اس کے بعد حضور نے ان اصحاب کو جو حضور کے سابقہ ارشاد کی تعمیل میں بالالتزام ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمدللہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھتے رہے تھے، کھڑے ہونے کا ارشاد فرمایا مگر یہ تعداد کم تھی۔ پھر حضور نے روزانہ بارہ دفعہ درود شریف اور تسبیح کا التزام رکھنے والوں کو کھڑے ہونے کا ارشاد فرمایا مگر اِن کی تعداد بھی کم تھی۔ جس پر حضور نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ ذات جس کے فضلوں کے نیچے ہم دبے ہوئے ہیں اور جس کے احسانوں کی وجہ سے ہم گردنیں نہیں اٹھا سکتے، اس کے احسانوں اور فضلوں کا ادنیٰ ترین بدلہ بھی ہم درود اور تحمید کی صورت میں پیش نہ کریں تو کس قدر افسوس اور ندامت کا مقام ہے۔

حضورؓ نے فرمایا جس طرح ہماری جسمانی زندگی کے برقرار رکھنے کے لئے مادی غذا ضروری ہے اسی طرح ہماری روح کو بھی قائم رکھنے کے لئے روحانی غذا کی ضرورت ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ تسبیح وتحمید اور اللہ تعالےٰ کے ذکر کے بغیر وہ کھانا انگ ہی نہیں لگتا اور اس سے جسم کا نشوونما نہیں ہوتا۔ اس فلسفہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سورہ المومنون کی تفسیر میں براہین احمدیہ حصہ پنجم میں بیان فرمایا ہے کہ ہماری روح ہمارے جسم ہی سے بنتی ہے اور یہی وہ مسئلہ ہے جو تمام تصوف کی جڑھ اور بنیاد ہے۔ اگر اسکی تشریح کی جائے تو ہزاروں تصوف کی کتابیں اس پر قربان ہوسکتی ہیں۔ ایسی غذا جس کے ساتھ ساتھ تسبیح وتحمید کی جائے وہ صرف جسمانی غذا نہ رہیگی بلکہ روحانی غذا ہوجائے گی۔ جس طرح شربت کے مختلف اجزاء جسم کے مختلف حصوں کی پرورش کرتے ہیں مثلاً پانی معدے کی صفائی کا کام کرتا ہے اور میٹھا تقویت کا موجب ہوتا ہے اسی طرح وہ غذا جس کے ساتھ تسبیح وتحمید کی آمیزش ہوگی اس میں غذا تو معدہ میں جاکر جسم کی پرورش کرتی ہے اور تسبیح وتحمید اسکی روح بن جاتی ہے یا اسکی روحانیت کو بڑھا دیتی ہے۔

ایک انسان اللہ تعالےٰ کی گوناگوں نعمتوں کے باعث اس کے شکر اور حمد بجالانے پر مجبور ہوتا ہے۔ ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کو ہمارے لئے مسخر کردیا ہے۔ اور دنیا کی ہر قسم کی نعمتیں ہمارے لئے مہیا کردی ہیں۔ ان کا بدلہ ہم صرف شکریہ کے طور پر ہی بجالا سکتے ہیں۔ لیکن بڑے افسوس کی بات ہے اگر ہم یہ بھی نہ کریں۔ اذان کے بعد حضور نے فرمایا میں یہ بیان کررہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے کہ غذا ہی اصل چیز ہے جس سے روح بنتی ہے۔ اور اصلاح کا بہترین طریق یہ ہے کہ منبع کی اصلاح کی جائے۔ حلال رزق کھایا جائے اور حلال مال ہی پر زندگی بسر کی جائے۔ جس طرح دنیا میں حلال رزق حاصل کرنے کے لئے قیمت ادا کرنی پڑتی ہے اسی طرح ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ جو اصل رازق ہے، کے رزق کی بھی قیمت ادا کی جائے۔ اور اسکی قیمت یہ ہے کہ اسکی تسبیح وتحمید کی جائے۔ کھانے کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کیا جائے۔ درمیان میں گاہے گاہے سبحان اللہ کہا جائے۔ اور الحمد للہ پر کھانے کو ختم کیا جائے۔

(روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ 20؍ستمبر 1946ء)

یہی کامل کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں متقیوں کو ہدایت دینے والی ہے

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۲ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۳

(البقرہ: 3،4)

ترجمہ: یہی کامل کتاب ہے، اس (امر) میں کوئی شک نہیں، متقیوں کو ہدایت دینے والی ہے
جو غیب پر ایمان لاتے اور نماز کو قائم رکھتے ہیں
اور جو (کچھ) ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہتے ہیں

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

حقیقی اور دائمی عزت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور دین کی خدمت سے ملتی ہے

اگر احمدیوں نے اس کو نہ سمجھا اور اس طرف توجہ نہ دی تو نہایت ہی تعجب اور افسوس کا مقام ہوگا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی مجلس علم و عرفان

قادیان 19 تبوک (ستمبر) سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے بعد نماز مغرب مجلس میں رونق افروز ہوکر جو اہم امور ارشاد فرمائے اور ان کا جو خلاصہ الفضل نے اپنے الفاظ میں درج کیا ہے وہ ہم ذیل میں قارئین بدر کے لئے پیش کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کرنیوالے لوگ کبھی ضائع نہیں ہوتے

حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت سلیمان علیہ السلام بغاوت کو فرو کرنے کے لئے جب شام کے زیرین علاقہ میں گئے تو آپ نے ملکۂ سبا (جو مشرکہ تھی اور سورج کی پرستش کرتی تھی) کو بھی اطاعت بجالانے کا فرمان بھیجا۔ یہ بات سرحدوں کے بعض تنازعات کے سلسلہ میں پیدا ہوئی تھی۔ اور بصورت دیگر جنگ کی دعوت دی مگر ملکہ نے صلح کو ترجیح دی۔ اس زیرک ملکہ نے اپنے اراکین سلطنت سے مشورہ کیا۔ انہوں نے اپنے طاقتور اور آمادۂ جنگ ہونے کا ذکر کرتے ہوئے آخری فیصلہ ملکہ پر چھوڑا۔ ملکہ نے ان سے کہا

إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً وَكَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ۔ کہ جب بادشاہ ظالمانہ طور پر کسی ملک میں داخل ہوتے ہیں تو اس کے نظام کو تہ و بالا کردیتے ہیں اور معزز لوگوں کو ذلیل کردیتے ہیں۔ ملکہ نے ان الفاظ میں جس نظریہ کا اظہار کیا ہے وہ بالکل درست ہے کیونکہ سیاسی مصالح کے پیش نظر نئے حکمران سابقہ برسرِ اقتدار پارٹی یا افراد کے دوبارہ عروج پکڑ جانے کے خطرہ کو مٹانے کے لئے ان کے استیصال کی کوشش کرتے ہیں اور نظام حکومت کو چلانے کے لئے ماتحت اور کمزور افراد کی ہمدردی و تعاون حاصل کرنے کے لئے انہیں اعلیٰ منصبوں پر ممتاز کرتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ اس کے برعکس ذلیل آدمی ضرور ممتاز ہوجائیں لیکن یہ ضروری ہے کہ ممتاز ذلیل ہوجایا کرتے ہیں۔

یہ قانون صرف دنیا میں ہی رائج نہیں بلکہ دینی امور میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کیونکہ جب انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوتے ہیں تو اس زمانہ کے بڑے لوگ جو امراء و علماء ہوتے ہیں تکبر اور نخوت کے باعث قبول نہیں کرتے اور سمجھتے ہیں کہ کیا ایسا معمولی آدمی نبی بن سکتا ہے۔ اگر نبی بننا ہی تھا تو ہم میں سے کوئی بنتا۔ چنانچہ اس قسم کی باتیں ہمیشہ ہی انبیاء کو کہی گئیں۔ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہی طعنہ دیا کہ کیا تم وہی نہیں ہو جو ہمارے ٹکڑوں پر پلے ہو؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اس قسم کے طعنے دیئے گئے کہ کیا یہ مسیح بننے کے قابل تھا۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے انبیاء پہلے معمولی حالت میں مبعوث ہوتے ہیں۔ انہیں اس وقت کوئی اہمیت حاصل نہیں ہوتی۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی بادشاہ کو نبوت سے سرفراز فرمائے اور وہ کامیاب ہوجائے تو اس کی کامیابی مشکوک ہوسکتی ہے اور لوگ خیال کرتے ہیں کہ اسے پہلے ہی اقتدار حاصل تھا اگر مزید کامیابی ہوگئی تو کیا ہوا۔ لیکن ایک بظاہر حقیر اور کمزور انسان کا ساری دنیا کی مخالفت کے باوجود کامیاب و کامران ہونا اعجازی شان رکھتا ہے اور اللہ تعالےٰ کی تائید و نصرت اور اسکی ہستی پر دلالت کرتا ہے۔

بے شک انبیاء ابتداءً نہایت بے بضاعتی کی حالت میں ہوتے ہیں مگر وہ اس بے سروسامانی کے باوجود اللہ تعالےٰ کی تائید و نصرت سے کامیابی حاصل کرلیتے ہیں اور جو لوگ انہیں ذلیل گردانتے ہیں خود ذلیل ہوجاتے ہیں۔ لیکن جو انہیں قبول کرلیتے اور عسر و یسر میں ان کے رفیق ہوتے ہیں، اللہ تعالےٰ انہیں اپنے بے بہا فضلوں سے نوازتا ہے اور پستی سے نکال کر دائمی رفعت و عظمت عطا کرتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ درخشندہ ستارے بن کر چمکنے لگتے ہیں اور غیر فانی و لازوال شہرت ان کو حاصل ہوجاتی ہے۔ دنیا کی عزتیں خواہ کتنی ہی بڑی ہوں اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی عظمت کے مقابلہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتیں۔ دیکھ لو گورنری کتنا بڑا دنیاوی اعزاز ہے مگر آپ لوگوں میں سے بمشکل دس فی صدی ایسے ہوں گے جنہیں پنجاب کے موجودہ گورنر سے پہلے گورنر کا نام یاد ہوگا لیکن اس کے برعکس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک صحابی حضرت ابوہریرہؓ جنہیں سب سے زیادہ حدیثوں کی روایت کا شرف حاصل ہے، دنیاوی نقطہ نگاہ سے ایک معمولی انسان تھے مگر دنیا میں شاذ ہی کوئی ایسا مسلمان ہوگا جو ان کا نام نہ جانتا ہو اور ان کی عظمت کے لئے اپنے دل میں جگہ نہ رکھتا ہو۔

الغرض اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کرنیوالے لوگ کبھی ضائع نہیں ہوتے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے حواری یعقوب اور پطرس معمولی ماہی گیر تھے اور لوگ ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانا بھی گوارا نہ کرتے تھے مگر آج بڑے سے بڑا عیسائی بادشاہ بھی اپنے آپ کو ان سے بہتر نہیں سمجھتا۔ پھر دنیا کی عزت صرف معمولی ہی نہیں بلکہ غیر مستقل بھی ہوتی ہے۔ آج لوگ جسے تخت پر بٹھاتے ہیں کل اتار دیتے ہیں۔ آج جسے حکومت کا تاج پہنایا جاتا ہے کل اسے کانٹوں کا تاج پہنا دیتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی عزت دائمی ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ اعزاز دینا چاہے اسے دنیا کی کوئی طاقت ذلیل نہیں کرسکتی۔ افسوس کہ مسلمانوں نے اس نکتہ کو سمجھا نہیں۔ جس طرح دس کروڑ مسلمان سو سال تک انگریزوں کی خدمت کرتے رہے اور بے دریغ اپنے خون بہاتے رہے۔ اس طرح اگر وہ ایک دن ہی اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانیاں کرتے تو انگریز ان سے اس طرح بے رخی سے پیش نہ آتے جس طرح آج ہندوؤں کی دلداری کرتے ہوئے مسلمانوں سے پیش آتے ہیں بلکہ وہ ان کے پیچھے پیچھے پھرتے اور ان کی منتیں کرتے۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا اور خدا تعالےٰ کے آستانہ پر نہ جھکے۔ اگر اب بھی مسلمانوں نے اس طرف توجہ نہ کی تو انجام بڑا خطرناک ہے۔ جماعت احمدؐیہ کو جو ایک فرستادہ کو ماننے والی ہے اس طرف خاص توجہ کرنی چاہئے۔ حقیقی اور دائمی عزت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور دین کی خدمت سے ملتی ہے۔ اگر احمدیوں نے اس کو نہ سمجھا اور اس طرف توجہ نہ دی تو نہایت ہی تعجب اور افسوس کا مقام ہوگا۔ اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے۔

(روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ 23 ستمبر 1946ء)

فضائل قرآن مجید

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام

جمال و حسن قرآں نور جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا
بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاک رحماں ہے

بہار جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

کلام پاک یزداں کا کوئی ثانی نہیں ہرگز
اگر لولوئے عماں ہے وگر لعل بدخشاں ہے

خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرار لاعلمی
سخن میں اس کے ہمتائی کہاں مقدور انساں ہے

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز
تو پھر کیونکر بنانا نور حق کا اُس پہ آساں ہے

ارے لوگو کرو کچھ پاس شان کبریائی کا
زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بوئے ایماں ہے

رقت کی کیفیت کو چھپانے کے لئے اسلام نے دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے کا حکم دیا تا کہ لوگوں اور دعا کرنے والے کے درمیان ایک پردہ حائل ہو جائے

نماز کے بعد دعا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ثابت نہیں

اگر کسی خاص کیفیت کے ماتحت کبھی نماز کے بعد بھی دعا کر لی جائے تو ہم اس سے منع نہیں کرینگے لیکن اس عمل کو لازمی قرار دینا بدعت ہے اس طرح تو آئے دن نئی نئی رسوم نکلتی چلی جائیں گی اور لوگ ان رسوم کے پابند ہو کر رہ جائیں گے

نماز ظہر کی سنتوں کی تین صورتیں جائز ہیں

اوّل چار سنتیں فرضوں سے پہلے اور چار فرضوں کے بعد۔ دوم دو سنتیں فرضوں سے پہلے اور دو بعد۔ سوم چار سنتیں فرضوں سے پہلے اور دو فرضوں کے بعد

❁ دہلی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی مجلس علم و عرفان ❁

نئی دہلی 6؍اکتوبر۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ بعد نماز ظہر و عصر اور مغرب و عشاء دیر تک خدام میں تشریف فرما رہے۔ اور مختلف احباب کے استفسارات کے جواب میں حقائق و معارف بیان فرماتے رہے۔ حضور کے ارشادات کا جو ملخص الفضل نے شائع کیا ہے قارئین بدر کے لئے ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں:

ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے میں حکمت

عرض کیا گیا ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے میں کیا حکمت ہے؟

فرمایا: دعا کے لئے رقت کی کیفیت پیدا ہونا ضروری ہے جو انسان کے لئے غیر معمولی حالت ہوتی ہے اور یہ انسانی فطرت ہے کہ وہ اپنی غیر معمولی حالت کو چھپانا چاہتا ہے۔ اگر نہ چھپائے تو اس قسم کی کیفیت کا جذبہ کند ہو جاتا ہے۔ پس رقت کی کیفیت کو چھپانے کے لئے اسلام نے دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے کا حکم دیا تا کہ لوگوں اور دعا کرنے والے کے درمیان ایک پردہ حائل ہو جائے۔

نماز کے بعد دعا

عرض کیا گیا نماز کے بعد دعا کیوں نہیں کی جاتی۔

فرمایا: اس لئے کہ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ثابت نہیں۔ ہم تو بہر حال رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع کرنے کی کوشش کریں گے۔ گو اگر کسی خاص کیفیت کے ماتحت کبھی نماز کے بعد بھی دعا کر لی جائے تو ہم اس سے منع نہیں کرینگے لیکن اس عمل کو لازمی قرار دینا بدعت ہے۔ اس طرح تو آئے دن نئی نئی رسوم نکلتی چلی جائیں گی اور لوگ ان رسوم کے پابند ہو کر رہ جائیں گے۔ پس اسلام نے اصولی طور پر صرف انہی امور کو لازمی قرار دیا ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عمل سے ثابت ہیں۔

عورتیں اور نماز جمعہ

عرض کیا گیا کیا عورتیں علیٰحدہ طور پر اکٹھی ہو کر جمعہ پڑھ سکتی ہیں۔

فرمایا: اگر کوئی خاص مجبوری ہو تو اسکی بناء پر عورتوں کو علیٰحدہ اکٹھے ہو کر جمعہ پڑھنے کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ تا کہ ان میں دینی رُوح قائم رہے لیکن اگر عام حالات میں بھی ایسا کرنے کی اجازت دے دی جائے تو مردوں اور عورتوں میں اختلاف پیدا ہونے کا امکان ہے۔ مردوں کے خیالات اور طرف جا رہے ہوں گے عورتوں کے اور طرف۔ اس لئے عام حالات میں حکم یہی ہے کہ مرد اور عورتیں ایک مقام پر جمعہ کا فریضہ ادا کریں۔

دہلی کے احمدی بچّے

بعد نماز مغرب و عشاء دہلی کے احمدی بچے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے ان سے مختلف سوالات دریافت فرمائے مثلاً اللہ کسے کہتے ہیں۔ رسول کسے کہتے ہیں۔ اور نبی کسے کہتے ہیں۔ مسیح موعود سے کیا مراد ہے۔ احمدیت کا کیا مطلب ہے۔ نماز کیوں پڑھی جاتی ہے۔ نمازیں کتنی ہیں اور ان کی رکعتیں فرائض اور سنتیں کتنی ہیں۔ شریعت کسے کہتے ہیں وغیرہ۔ بچوں سے یہ امور دریافت فرمانے کے بعد حضور نے ان امور کے صحیح جوابات بھی نہایت عام فہم اور سادہ الفاظ میں بیان فرمائے۔ مثلاً حضور نے فرمایا دنیا میں جو کچھ بھی نظر آتا ہے سب کو پیدا کرنے والے کو اللہ کہتے ہیں۔ نبی کے معنے ہیں خبر دینے والا۔ اور رسول کا مطلب ہے بھیجا ہوا۔ اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے کو غیب کی خبریں بتاتا ہے اور اُسے دُنیا کی اصلاح کے لئے بھیجتا ہے تو اسے نبی اور رسول کہتے ہیں۔ نبی اور رسول اللہ تعالیٰ کی عبادت اور دیگر معاملات کے متعلق جو طریق اس کے حکم سے بتاتے ہیں اسے شریعت کہتے ہیں۔ حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی کی گئی تھی۔ چونکہ یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے سے پوری ہوگئی ہے اس لئے ہم آپ کو مسیح موعود کہتے ہیں۔ یعنی وہ مسیح جس کا وعدہ دیا گیا تھا۔ اسلام کی اصلی اور حقیقی شکل جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش فرمائی ہے اسے احمدیت کہتے ہیں۔ نماز اس لئے پڑھی جاتی ہے کہ ہمارے مذہب میں اس کا حکم ہے۔ نماز ظہر کی سنتوں کے متعلق حضور نے فرمایا اس کی تین صورتیں جائز ہیں اوّل چار سنتیں فرضوں سے پہلے اور چار فرضوں کے بعد۔ دوم دو سنتیں فرضوں سے پہلے اور دو بعد۔ سوم چار سنتیں فرضوں سے پہلے اور دو فرضوں کے بعد۔

(روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ 11؍اکتوبر 1946ء)

اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کرے گا

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

’’یہ اُن لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں۔ میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ جو شخص مجھے کاٹنا چاہتا ہے اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ قارون اور یہودا اسکریوطی اور ابوجہل کے نصیب سے کچھ حصہ لینا چاہتا ہے...... اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت تک مجھ سے وفا کریگا۔ اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے سب مل کر میرے ہلاک کرنے کیلئے دُعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دُعا نہیں سُنے گا اور نہیں رُکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کر لے۔‘‘ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 49)

نونیت جیولرز NAVNEET JEWELLERS
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
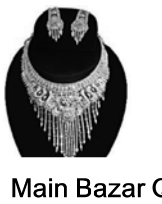

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
’الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہمیں بچوں کے ذہنوں میں اس بات کو ڈالنا ہو گا کہ
ہمیں اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنا چاہیے اور ہمیں ان اخلاق کو اپنانے کی ضرورت ہے
جو ہمیں اللہ تعالیٰ اور اسلامی تعلیمات نے سکھائے ہیں

(روزنامہ الفضل آن لائن کی 30؍ستمبر 2022ء)

طالب دعا: بی. ایس. عبدالرحیم ولد مکرم شیخ علی صاحب مرحوم (صدر جماعت احمدیہ منگلور، کرناٹک)

جب امام موجود ہو تو پھر بیعت کرنا ضروری ہے
اس صورت میں بیعت کے بغیر موت کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جاہلیت کی موت قرار دیا ہے

بیعت خدائی فوج میں شامل ہونے کا اقرار کرنے کا نام ہے
بیعت کرنے کے بعد امام ان کو بلاسکتا ہے کہ آؤ اپنی جان مال اور اوقات دین کی خدمت کے لئے وقف کرو
لیکن بیعت کے بغیر وہ ایسا مطالبہ نہیں کرسکتا

احمدی نام رکھنے کی وجہ

تمام مسلمان مختلف فرقوں میں منقسم ہو چکے ہیں اور ان سب میں بڑے بڑے نقائص پیدا ہو چکے ہیں
احمدیت نے چونکہ ان تمام نقائص کا ازالہ کیا ہے اس لئے کوئی ایسا امتیازی نام رکھنا ضروری تھا
جس کی بناء پر دوسرے فرقوں کے عیوب ہماری طرف منسوب نہ ہوسکیں

❁ دہلی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی مجلس علم وعرفان ❁

بیعت کرنا

عرض کیا گیا بیعت کرنا ضروری ہے یا غیر ضروری؟

فرمایا: جب امام موجود ہو تو پھر بیعت کرنا ضروری ہے۔ اس صورت میں بیعت کے بغیر موت کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جاہلیت کی موت قرار دیا ہے۔ لیکن اگر امام موجود نہ ہو تو گو اس صورت میں بھی صوفیاء کی بیعت کا طریق موجود ہے لیکن یہ لازمی نہیں ہے۔ صرف امام کے موجود ہونے کی صورت میں ہی بیعت لازمی ہے۔ کیونکہ امام تو آتا ہی اس لئے ہے کہ لوگوں کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرے تا دین کی اجتماعی رنگ میں خدمت کی جاسکے۔

پیدائشی احمدی کی بیعت

عرض کیا گیا پیدائشی احمدی کے لئے بیعت کرنا ضروری ہے یا نہیں۔

فرمایا: بعض دفعہ براہِ راست بیعت نہ کرنے کی وجہ سے انسان اپنے فرائض سے غفلت کرلیتا ہے اور دل پر زنگ لگ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس صورت میں مناسب یہی ہے کہ اگر موقع میسر آئے تو بیعت کرلے کہ بیعت کے عہد کی تجدید ہوجائے۔ ویسے احمدیوں کے بچے احمدی ہوتے ہیں۔ قاعدہ یہی ہے کہ جب ذمہ وار آدمی بیعت کرلیں تو ساری قوم کی بیعت سمجھی جاتی ہے۔ جیسا کہ خلفائے راشدین کی بیعت صرف قوم کے ذمہ وار افراد نے کی تھی۔ باقی ساری قوم نے اپنی خاموشی کے ساتھ اس کی تصدیق کردی اور اس کو کافی سمجھ لیا گیا۔

اسلام اور اجل

عرض کیا گیا لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ۔ اس آیت سے بہائی استدلال کرتے ہیں کہ جب ہر چیز کے لئے اجل مقدر ہے تو پھر اسلام بھی اس سے باہر نہیں۔

فرمایا۔ ہمارے لئے اجل قیامت کو مقدر ہے۔ آدم سے لے کر اب تک کئی دور گزرے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے آخر میں تشریف لائے۔ اس لئے آپ کا دور قیامت تک چلتا چلا جائے گا۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض

عرض کیا گیا دنیا کی اکثر اقوام کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خصوصیت کے ساتھ کیوں بغض وعناد ہے۔

فرمایا: باقی انبیاء کے دور تو گذر چکے ہیں لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین زندہ ہے۔ اس لئے آپ بھی زندہ ہیں۔ لوگوں کو ہر وقت خدشہ لگا رہتا ہے کہ کہیں یہ ہمیں کھینچ کر نہ لے جائیں۔ اسی لئے جب تک ان کے دل میں نورِ ایمان پیدا نہیں ہوتا اس وقت تک بغض وعداوت کا جذبہ ان میں بڑھتا رہتا ہے۔ احمدیت کی بھی اسی وجہ سے مخالفت کی جاتی ہے کہ لوگ محسوس کرتے ہیں کہ یہ آہستہ آہستہ ہم میں سے لوگوں کو کھینچ کر اپنی طرف لے جا رہی ہے۔

احمدی نام

عرض کیا گیا احمدی نام کیوں رکھا گیا ہے۔

فرمایا: تمام مسلمان مختلف فرقوں میں منقسم ہو چکے ہیں اور ان سب میں بڑے بڑے نقائص پیدا ہو چکے ہیں۔ جب بھی ان فرقوں کا نام لیا جائے تو ان کے مخصوص نقائص سامنے آجاتے ہیں۔ احمدیت نے چونکہ ان تمام نقائص کا ازالہ کیا ہے اس لئے کوئی ایسا امتیازی نام رکھنا ضروری تھا جس کی بناء پر دوسرے فرقوں کے عیوب ہماری طرف منسوب نہ ہوسکیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام چونکہ احمدؑ تھا نیز رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت جمالی کے ماتحت آپ کا بھی ایک نام احمدؐ تھا اس لئے اس سلسلہ کا نام احمدی رکھا گیا۔

موعود خلیفہ

عرض کیا گیا موعود نبی تو ہمیشہ ہوتے رہے ہیں لیکن موعود خلیفہ کی کوئی مثال سوائے حضور کے نہیں ملتی۔

فرمایا موعود خلیفہ کی مثالیں تو موجود ہیں۔ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے متعلق پیشگوئیاں حدیث میں موجود ہیں۔ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی خبر بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دی تھی۔ البتہ مصلح موعود کی خبر ایک نئی چیز معلوم ہوتی ہے۔ اس کی کوئی مثال اس وقت میرے ذہن میں نہیں۔

آخر میں حضور نے پھر اس سوال پر روشنی ڈالی کہ بیعت کرنا کیوں ضروری ہے۔

حضور نے فرمایا: جب تک کوئی سلسلۂ بیعت میں شامل نہ ہو اس وقت تک اس سے کوئی کام لیا ہی نہیں جاسکتا۔ بیعت کیا ہے؟ بیعت خدائی فوج میں شامل ہونے کا اقرار کرنے کا نام ہے۔ بیعت کرنے کے بعد امام ان کو بلاسکتا ہے کہ آؤ اپنی جان مال اور اوقات دین کی خدمت کے لئے وقف کرو۔ لیکن بیعت کے بغیر وہ ایسا مطالبہ نہیں کرسکتا۔ ہماری جماعت ایک چھوٹی سی جماعت ہے لیکن اس وقت بھی چار پانچ سو ایسے افراد کے نام ہمارے رجسٹروں پر موجود ہیں جو اپنی زندگیاں اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر چکے ہیں۔ لیکن دوسرے مسلمانوں میں باوجود تعداد اور مال کی کثرت کے کوئی آگے نہیں آتا کیونکہ ان میں بیعت کا سلسلہ موجود نہیں۔ نہ کوئی ان سے مطالبہ کرسکتا ہے اور نہ خود ان کے دلوں میں خدمت اسلام کا جوش پیدا ہوتا ہے۔

❁❁❁❁

هوالشافی
N D QAMAR HERBAL & UNANI CLINIC
(Treatment for all kinds of Chronic Diseases)
SINCE 1980
Near Khilafat Gate Qadian (Punjab)
contact no : +91 99156 02293
email : qamarafiq81@gmail.com
instagram : qamar_clinic

GRIP HOME
PROPERTY MANAGEMENT
Mohammed Anwarullah
Managing Partner
+91-9980932695
#4, Delhi Naranappa Street
R.S. Palya, Kammanahalli
Main Road, Bangalore - 560033
E-Mail : anwar@griphome.com
www.griphome.com

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

بیاہ شادی کے معاملات میں اسلامی تعلیم

بیاہ شادی کا معاملہ بھی تمدنی تعلقات ہی کا حصہ ہے مگر افسوس ہے کہ دنیا داروں نے اس میدان میں بھی اپنے خیال کے مطابق مختلف طبقے بنا رکھے ہیں اور غیر طبقہ میں رشتہ دینے کو موجب ہتک سمجھا جاتا ہے۔سو اس کے متعلق ہمارے آقا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

تُنۡکَحُ الۡمَرۡأَۃُ لِاَرۡبَعٍ لِمَالِھَا وَلِحَسَبِھَا وَلِجَمَالِھَا وَلِدِیۡنِھَا فَاظۡفِرۡ بِذَاتِ الدِّیۡنِ تَرِبَتۡ یَدَاکَ۔

یعنی ’’ایک عورت کے ساتھ چار خیالات کی بنا پر شادی کی جاتی ہے۔ یا تو دولت کی وجہ سے بیوی کا انتخاب کیا جاتا ہے اور یا حسب نسب (یعنی قوم یا خاندان) کی وجہ سے انتخاب کیا جاتا ہے۔اور یا حسن و جمال کی وجہ سے انتخاب کیا جاتا ہے اور یا اخلاقی اور دینی حالت کی بنا پر انتخاب کیا جاتا ہے، لیکن اے مردمومن! تو ہمیشہ بیوی کا انتخاب دینی اور اخلاقی بنا پر کیا کر اور ذاتی اوصاف اور ذاتی نیکی کے پہلو کو ترجیح دیا کر ورنہ یاد رکھ کہ تیرے ہاتھ ہمیشہ خاک آلود رہیں گے۔‘‘

یہ وہ مبارک تعلیم ہے جو نہ صرف مسلمانوں کے گھروں کو جنت کا نمونہ بنا سکتی ہے بلکہ ان کی نسلوں کو بھی دین و دنیا میں ترقی دینے کی بنیاد بننے کا بھاری ذریعہ ہے۔اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذاتی نمونہ بھی اس معاملہ میں یہ ہے کہ آپؐ نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینبؓ بنت جحش کی شادی اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کے ساتھ کردی تھی اور اس معاملہ میں عربوں کے قدیم رسم و رواج اور خیالات کی قطعاً پروا نہیں کی۔اسی طرح خود آپؐ نے عربوں کی ہر معروف قوم میں شادی کی یعنی قریش میں بھی کی غیر قریش میں بھی کی اور بنی اسرائیل میں بھی کی اور عرب میں یہی تین قومیں آباد تھیں۔مگر افسوس ہے کہ آج کل کئی مسلمان اپنی قوم سے باہر شادی کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ مثلاً ایک سیّد اس بات پر مصر ہوتا ہے کہ اس کی لڑکی صرف سیّد کے گھر جائے اور ایک راجپوت کا اس بات پر اصرار ہوتا ہے کہ اس کی لڑکی صرف راجپوت کی بیوی بنے۔اور ایک ککے زئی اس بات پر ضد کر کے بیٹھ جاتا ہے کہ اس کی لڑکی صرف ککے زئی کے ساتھ ہی بیاہی جائے۔اور اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زرین تعلیم اور آپؐ کے مبارک اسوہ کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔

مرد وعورت میں حقوق کی مساوات

پھر مساوات کی بحث میں مرد عورت کی مساوات کا سوال بھی بہت اہمیت رکھتا ہے۔یعنی جہاں آج کل ایک طبقہ عورت کو نعوذ باللہ جوتی کی طرح اپنے پاؤں کے نیچے رکھنا چاہتا ہے تو وہاں دوسرا طبقہ اسے ایسی آزادی دینے پر تُلا ہوا ہے کہ گویا وہ انتظامی لحاظ سے بھی خاوند کی نگرانی سے باہر ہوگئی ہے۔اور پھر یورپ کا ایک طبقہ تو اسلام کی طرف یہ تعلیم بھی منسوب کرتے ہوئے نہیں شرماتا کہ اسلام عورت میں روح تک کو تسلیم نہیں کرتا۔گویا وہ صرف مشین کی طرح کا ایک جانور ہے جس کی زندگی اس کی موت کے ساتھ ختم ہوجاتی ہے۔مگر قرآن شریف ان سارے باطل خیالات کی تردید فرماتا ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے تو اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ مرد عورت اپنے اعمال کی جدوجہد اور ان کے نتائج کے حصول میں برابر ہیں اور سب کے اعمال کا نتیجہ یکساں نکلنے والا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

اَنِّیۡ لَاۤ اُضِیۡعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنۡکُمۡ مِّنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی ۚ بَعۡضُکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡضٍ۔

یعنی ’’اے لوگو! میں جو تمہارا خالق و مالک ہوں میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کرتا خواہ وہ مرد ہو یا عورت ۔ کیونکہ تم سب ایک ہی نسل کے حصے اور ایک ہی درخت کی شاخیں ہو۔‘‘

اور خاوند بیوی کے مخصوص حقوق کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَھُنَّ مِثۡلُ الَّذِیۡ عَلَیۡھِنَّ۔

یعنی ’’جس طرح خاوندوں کے بعض حقوق بیویوں کے ذمہ ہیں اسی طرح بیویوں کے بعض حقوق خاوندوں کے ذمہ بھی ہیں۔‘‘

اس قرآنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ حقوق اور ذمہ داریوں کے معاملہ میں میاں بیوی برابر ہیں کہ کچھ پابندیاں خاوند کے ذمہ لگا دی گئی ہیں اور کچھ پابندیاں بیوی کے ذمہ لگادی گئی ہیں اور دونوں اپنی اپنی ذمہ داریوں کے متعلق پوچھے جائیں گے۔

مگر چونکہ انتظامی لحاظ سے گھریلو زندگی کی باگ ڈور بہرحال ایک ہاتھ میں رہنی ضروری ہے اس لئے اس جہت سے قرآن شریف فرماتا ہے:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوۡنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعۡضَھُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ وَّ بِمَاۤ اَنۡفَقُوۡا مِنۡ اَمۡوَالِھِمۡ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ۔

یعنی ’’گھریلو زندگی میں مردوں کو عورتوں پر امیر اور نگران رکھا گیا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے فطری قویٰ میں مردوں کو فضیلت عطا کی ہے اور پھر عورتوں کے اخراجات کی ذمہ واری بھی انہی پر ہے۔ پس نیک بیویوں کو بہرحال اپنے خاوندوں کا فرمانبردار رہنا چاہئے۔‘‘

لیکن اس انتظامی فرق کو ایک طرف رکھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیویوں کے ساتھ سلوک کرنے کے متعلق فرماتے ہیں:

خَیۡرُکُمۡ خَیۡرُکُمۡ لِاَھۡلِہٖ وَاَنَا خَیۡرُکُمۡ لِاَھۡلِیۡ۔

یعنی ’’تم میں سے خدا کے نزدیک بہترین شخص وہ ہے جو اپنے اہل کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں سب سے بہتر ہے اور خدا کے فضل سے میں تم سب میں اپنی بیویوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے والا ہوں۔‘‘

اور اس بارے میں قرآن شریف یہ ارشاد فرماتا ہے کہ:

عَاشِرُوۡھُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ۚ فَاِنۡ کَرِھۡتُمُوۡھُنَّ فَعَسٰۤی اَنۡ تَکۡرَھُوۡا شَیۡـًٔا وَّ یَجۡعَلَ اللّٰہُ فِیۡہِ خَیۡرًا کَثِیۡرًا○

یعنی ’’اے مسلمانو! اپنی بیویوں کے ساتھ بہت نیک سلوک کیا کرو۔اور اگر تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو ناپسند بھی کرتا ہو تو پھر بھی یاد رکھو کہ ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو پسند نہ کرو مگر خدا نے اس میں تمہارے لئے انجام کے لحاظ سے بہت بڑی خیر مقدر کر رکھی ہو۔‘‘

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اسلام نے مساوات انسانی کے متعلق بہترین تعلیم دی ہے۔ چنانچہ (۱) سب سے پہلے اس نے اس اصول کو بیان کیا ہے کہ سب لوگ ایک ہی جنس کی مخلوق اور ایک ہی باپ کی نسل اور ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں اس لئے نسلی لحاظ سے سب کا حق برابر ہے۔(۲) اس کے بعد اس نے اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ نسلی وحدت کے باوجود یہ ممکن ہے کہ جس طرح زمین کے پیٹ میں ایک ہی قسم کے عناصر مختلف قسم کی صورتیں اور مختلف قسم کے خواص اختیار کر کے مختلف قسم کی معدنیات کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اسی طرح مختلف انسان بھی بعد کے حالات کی وجہ سے مختلف قوموں اور قبیلوں میں تقسیم ہو کر مختلف اوصاف اختیار کر سکتے ہیں مگر اس فرق کی وجہ سے کسی قوم یا کسی قبیلہ یا کسی فرد کو کسی دوسرے پر بے جا فخر اور تکبر نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ممکن ہے کہ جو قوم یا جو شخص آج نیچے ہے وہ کل کو اوپر ہو جائے۔ (۳) اس کے بعد اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ اس وحدت نسلی کے علاوہ مسلمان خصوصیت کے ساتھ ایک دوسرے کے بھائی ہیں کیونکہ وہ ایک ہی ایمان کے حامل اور ایک ہی دامن رسالت سے وابستہ ہونے کی وجہ سے ایک ہی روحانی باپ کے بچے ہیں۔ پس انہیں ہر حال میں بھائی بھائی بن کر رہنا چاہئے۔ (۴) اس کے بعد اسلام یہ بتاتا ہے کہ بے شک مومنوں میں بھی فرق ہوسکتا ہے مگر یہ فرق ان کے ذاتی اوصاف پر مبنی ہونا چاہئے اور بہرحال خدا کے نزدیک زیادہ عزت والا شخص وہ ہے جو دینداری اور تقویٰ اور جذبہ خدمت میں دوسروں سے آگے ہے۔ (۵) اس کے بعد اسلام یہ ہدایت دیتا ہے کہ کسی شخص کے دینی امتیاز یا دنیوی بڑائی کی وجہ سے یہ نہیں ہونا چاہئے کہ قضائی اور عدالتی معاملات میں کوئی فرق ملحوظ رکھا جائے کیونکہ عدالتی حقوق کے میدان میں سب لوگ قطعی طور پر برابر ہیں۔ (۶) اس کے بعد اسلام اس زرّیں اصول کو بیان کرتا ہے کہ قومی عہدوں کی تقسیم میں صرف ذاتی اہلیت کو دیکھنا چاہئے اور بلالحاظ امیر و غریب اور بلالحاظ نسل و خاندان جو شخص بھی کسی عہدہ کا اہل ہو اسے وہ عہدہ سپرد کرنا چاہئے خواہ وہ کوئی ہو۔ (۷) اس کے بعد اسلام یہ ارشاد فرماتا ہے کہ گو کسی صاحب عزت شخص کا واجبی اکرام کرنا اچھے اخلاق کا حصہ ہے مگر تمدنی معاملات میں سب مسلمانوں کو آپس میں اس طرح مل جل کر رہنا چاہئے کہ وہ ایک خاندان کے افراد نظر آئیں۔ وہ مجلسوں میں بلالحاظ امیر و غریب مل جل کر بیٹھیں۔ اگر کوئی امیر دعوت کرے تو اس میں غریبوں کو بھی ضرور بلائے اور اگر کوئی غریب دعوت کرے تو امیر اس سے انکار نہ کریں اور (۸) بالآخر اسلام یہ حکم دیتا ہے کہ بیاہ شادی کے معاملات میں بیوی کا انتخاب اس کے ذاتی اوصاف اور ذاتی نیکی کی بنا پر ہونا چاہئے نہ کہ اس کے حسب نسب اور مال و دولت وغیرہ کی بنا پر۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 694 تا 697 مطبوعہ قادیان 2011)

......☆......☆......☆......

Love for All Hatred for None
99493-56387
Prop:Muhammad Saleem
MASROOR HOTEL
TEA,TIFFIN,MEALS,CHICKEN-BIRYANI,FAST-FOOD AVAILABLE HERE
Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)
طالب دعا: محمد سلیم (ضلع نائب امیر جماعت احمدیہ ورنگل، تلنگانہ)

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدر آباد
(تلنگانہ)

KONARK Nursery Hyderabad
MUZAMMIL AHMED
Mobile: +91 99483 70069
konarknursery@gmail.com
www.facebook.com/konarknursery
www.konarknursery.com
Plants for Seasons & Reasons...
Cactus . Succulents . Seeds
Landscaping – Rental Plants – Exports – Imports

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سفر لاہور اور حضور پُرنور کا وصال

(قسط-8)

ایک واقعہ حضور کی سیر شام سے متعلق یہ بھی قابل ذکر ہے کہ آخری دن یعنی 25 مئی 1908 کو جب حضور سیر کے واسطے تشریف لائے تو خلاف معمول حضور خاموش اور اداس تھے۔ نیز کوفت اور تکان کے علامات حضور کے چہرہ پر نمایاں نظر آتے تھے اور ساری ہی سیر میں حضور ایسی حالت میں تشریف فرما رہے۔

گویا کسی دوسرے عالم میں ہیں

اور ربودگی و انقطاع کا یہ حال تھا کہ سارے ہی راستہ جاتے ہوئے اور واپسی پر بھی حضور اسی حالت میں رہے۔ حضور کی اس حالت کے مدنظر سارے ہی قافلہ پر عالم سکوت اور بیم ورجا طاری تھا۔ ایسا معلوم دیتا تھا کہ حضور دنیا ومافیہا سے کٹ کر رفیق اعلیٰ کے وصال کا جام شیریں نوش فرما رہے ہیں اور اسی کی یاد میں یہ عالم محویت حضور پر طاری ہے۔

جن دوستوں نے خطبہ الہامیہ کے نزول کا منظر دیکھا ہوا ہے وہ آج کی ربودگی و تبتّل کو بھی سمجھ سکتے ہیں جو حالت حضور کی اس وقت میں ہوتی تھی اس سے بھی بڑھ کر آج حضور اپنے خدا میں جذب وگم ہو رہے تھے کیونکہ خطبہ الہامیہ کے نزول کے دوران میں تو مشکل لفظ جب سمجھ میں نہ آتا، ہم لوگ لکھنے میں پیچھے رہ جاتے یا بعض جگہ الف یا ع۔ ق یا ک۔ ز یا ذ یا ض۔ ظ اور ث۔ س اور ص وغیرہ کا امتیاز نہ کر سکتے تو حضور سے دریافت کرنا پڑتا تھا جس کے بتانے کے لئے حضور گویا نیند سے بیدار ہو کر یا کسی روحانی عالم سے واپس آ کر بتاتے تھے اور دوران نزول میں کئی مرتبہ ایسا ہوا تھا۔ مگر آج کی محویت اور ربودگی متواتر کم وبیش ایک گھنٹہ جاری رہی اور واپس مکان پر آ کر ہی حضور نے آنکھ کھولی تھی۔ یہ واقعہ نہ صرف میرا ہی چشم دید ہے بلکہ خاندان کی بیگمات اور ہمرکاب مردوں کے علاوہ مجھے اچھی طرح سے ایک اور ایک دو کی طرح یاد ہے کہ جب حضور کی گاڑی لارنس گارڈنز اور لاٹ صاحب کی کوٹھی سے کچھ آگے جانبِ غرب بڑھی تھی تو اس موقعہ پر دو یا تین احمدی دوست لاہور کے سیر کرتے ہوئے وہاں ملے، جنہوں نے السلام علیکم کہی اور حضور کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھ کر تعجب کا اظہار کیا اور اشاروں سے دریافت حال کیا تھا۔ گویا ان دوستوں نے بھی حضور کی اس حالت تبتل وانقطاع کو خلاف معمول سمجھا تھا۔ اور پھر مجھے یہ بھی خوب یاد ہے کہ دوسرے دن وصال کے بعد انہوں نے یا ان میں سے بعض نے آج کے چشم دید واقعہ کا ذکر کر کے بیان کیا تھا کہ ”ہم نے تو کل ہی حضور کی حالت سے اندازہ کر لیا تھا کہ حضور اس عالم میں موجود نہیں ہیں۔“ مگر افسوس کہ میں ان دوستوں کے نام یاد نہیں رکھ سکا۔ یہ یقین ہے کہ تھے وہ مقامی دوست ہی۔

میں نے اوپر ذکر کیا ہے کہ ابتداءً حضور خواجہ کمال الدین صاحب کے مکان میں رہتے تھے اور کم وبیش قیام لاہور کا نصف عرصہ حضور وہیں مقیم رہے۔ اس کے بعد اس مکان کو چھوڑ کر ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے مکان کے بالائی حصہ میں تشریف لے گئے اور آخری دن تک وہیں رہے۔

اس ہجرت کی بڑی وجہ

علاوہ بعض اور وجوہات کے یہ تھی کہ لاہور پہنچنے کے بعد حضور کو الہام ہوا ”اَلرَّحِيْلُ ثُمَّ الرَّحِيْلُ“ حضور پُرنور کی عادت وسنت تھی کہ خواب اور الہامات کو حتی الوسع ظاہری رنگ میں پورا کرنے کی کوشش فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں حضور اکثر صدقات، خیرات اور قربانیاں ادا کرتے رہتے تھے بلکہ بعض اوقات تو بعض خدام اور بچوں تک کی خوابوں کو پورا کرتے اور قربانیاں کروایا کرتے۔ اسی طرح اس الہام کو ظاہر طور پر پورا کرنے کی غرض سے حضور نے یہ نقل مکانی اختیار فرمائی تھی۔ الغرض حضور کا یہ سفر قضاء وقدر اور مشیّت ایزدی کا نمونہ، خدا کی حکمتوں اور مصلحتوں کی ایک مثال اور وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰى اَمْرِهٖ کی عملی تفسیر تھی۔ خدا کا برگزیدہ رسول، نبی آخر الزمان خدا کے دیئے ہوئے علم کے ماتحت آنے والے واقعہ ”ستائیس کو ایک واقعہ (ہمارے متعلق) اَللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى“ سے نہ صرف آگاہ تھا بلکہ واقعات اور حالات پر یکجائی نظر ڈالنے سے صاف معلوم ہوگا کہ یقین پر تھا۔ یہی وجہ تھی کہ حضور نے حتیّٰ الوسع مناسب حد تک اس سفر کو ٹالنے اور التوا میں ڈالنے کی کوشش کی اور امر واقعہ یہی ہے کہ حضور کو انشراح نہ تھا۔ چنانچہ جہاں حضور خود دعا واستخارہ میں مصروف تھے وہاں خاندان اور خدام کو بھی اس سفر کے متعلق دعا اور استخارہ کی تاکید کی جاتی رہی۔ کئی مرتبہ تیاری کا سامان ہوا اور ملتوی ہو جاتا رہا۔ خدا کی وحی واضح اور کھلی تھی اور اس کے سمجھنے میں کسی قسم کا اشتباہ نہ تھا۔ دعائیں اور استخارے اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچ کر ”مباش ایمن ازبازئ روزگار“ کا غیر مشتبہ جواب پا چکے تھے مگر الٰہی نوشتوں اور مقادیر کو کون ٹال سکتا ہے وہ بہر صورت پورے ہو کر رہتے ہیں اور خدا کے یہ مقدسین انبیاء و راستباز جو کہ ”انا اوّل المسلمین“ کا عہد اپنے خدا سے باندھتے ہیں عملاً اپنے عہد کے باریک در باریک شرائط اور سارے ہی پہلوؤں کی پوری طرح نگہداشت کرتے اور ان کو بطریق احسن نباہتے، اپنی مرضی کو پوری طرح سے اپنے خدا کی مرضی کے ماتحت کر دیا کرتے، اس کی قضاء وقدر کے سامنے گردن ڈال دیتے اور سر تسلیم جھکا دیا کرتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ایک مناسب اور جائز حد تک اس سفر کو روک دینے کی کوشش کی مگر بالکل اسی طرح جس طرح منذر رؤیا وکشوف کے وقت حضور دعا، صدقہ اور خیرات کیا کرتے تھے تاکہ تقدیر معلق ہو تو ٹل جائے مگر جب خدا تعالیٰ کی بار بار کی وحی کے ماتحت حضور کو یہ یقین ہو گیا کہ یہ قضاء مبرم ہے، ٹل نہیں سکے گی تو حضور نے ”مرضی مولا از ہمہ اولیٰ“ کی تعمیل کا مصمم ارادہ فرما لیا۔ جب دیکھا کہ قضا وقدر اور منشاء ایزدی یہی ہے کہ یہ سفر اختیار کیا جائے تو حضور نے توکلاً علی اللہ تیاری کا فیصلہ فرما کر یہ سفر اختیار کر لیا۔ سفر کی تیاری اور قافلہ کی ہیئت ترکیبی، سفر کی تیاری خود اس امر پر شاہد ہے کہ حضرت کو آنے والے واقعہ کا پوری طرح سے علم تھا۔ چنانچہ جہاں حضور نے اپنے سارے خاندان کو ساتھ لیا۔ ضروریات فراہم کیں۔ سواریاں لیں (گھوڑی اور رتھ) وہاں حتی الوسع ایسے تمام بزرگوں اور خدام کو بھی ہمرکابی کا شرف بخشا جو حضور کی مجلس کا جزوِ ضروری تھے یا جن کی موجودگی کو حضور پسند فرماتے تھے۔ حضرت مولانا مولوی نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ معہ خاندان کو درس قرآن کریم کے لئے تو محترم حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو کاروبار ڈاک کے واسطے ہمرکابی کا حکم دیا۔ اسی طرح حضرت فاضل امروہی اور بعض دوسرے ضروری ارکان کو بھی شرف ہمرکابی بخشا۔ وحی الٰہی

داغ ہجرت

اور ”ستائیس کو ایک واقعہ (ہمارے متعلق) وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى“ اللہ تعالیٰ کی کسی خاص مشیّت اور قضاء کی مظہر تھیں۔ سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی علالت اور اس کے نتیجہ میں سفر لاہور پر اصرار کے واقعات بھی اس کی تائید میں تھے۔ مہبط انوار الٰہیہ سب سے زیادہ اس کلام کے منشاء ومقصد کو سمجھتے ہیں جو ان پر خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے۔ چنانچہ باوجود صاحبزادہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی اچانک بیماری اور باوجود ۲۶/اپریل ۱۹۰۸ء کے الہام

مباش ایمن ازبازئ روزگار

کے نزول کے جس سے ہم لوگوں کے علم کے مطابق یقینی طور پر سفر کے التوا و روک کا حکم نکلتا تھا حضور نے ۲۷/اپریل ۱۹۰۸ء کی صبح کو سفر کا فیصلہ فرمایا اور اس طرح کلام الٰہی ”ستائیس کو ایک واقعہ (ہمارے متعلق) وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى“ کی صداقت آج اور دوسری مرتبہ ایک ماہ بعد یعنی ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو جب حضور پُرنور کا جسد مبارک کفن میں لپیٹ کر لایا گیا، ظاہر ہوگئی اور ساتھ ہی یہ امر بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا کہ مشیت ایزدی اور قضا وقدر کے اسی منشاء کے ماتحت سیدنا حضرت اقدس نے سر تسلیم خم کرتے ہوئے اس سفر کو اختیار فرمایا تھا تا رضاء وتسلیم کا وہ مقام جو حضور پُرنور کو حاصل تھا، دنیا عملاً دیکھ کر ایک سبق حاصل کرے۔ چنانچہ اس امر کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ جب قیام لاہور کے بالکل آخری ایام یعنی صرف ایک عشرہ قبل وصال

مکن تکیہ برعمر ناپائیدار

اور پھر صرف پانچ چھ روز قبل وصال

اَلرَّحِيْلُ ثُمَّ الرَّحِيْلُ وَالْمَوْتُ قَرِيْبٌ

کی وحی حضور پر نازل ہوئی تو سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے متاثر ہو کر گھبرا کر حضرت کے حضور عرض کی کہ چلو واپس قادیان چلیں۔

مگر حضور نے یہی جواب دیا کہ اب تو جب خدا لے جائے گا چلیں گے ہمارا اپنا اختیار کچھ نہیں ہے

(سیرۃ المہدی، جلد 2، تتمہ، صفحہ 401، مطبوعہ قادیان 2008)

✡✡✡✡

ارشاد باری تعالیٰ

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (آل عمران:32)

ترجمہ: تُو کہہ دے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

بقیہ بُنیادی مسائل کے جوابات از صفحہ نمبر 2

معاملہ میں ہم پر سختی نہیں کی جاتی تھی۔

(صحیح بخاری کتاب الجنائز بَاب اِتِّبَاعِ النِّسَاءِ الْجَنَائِزَ)

نیز کسی مجبوری کے تحت جنازہ کے ساتھ آنے والی کسی عورت کو اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو آپؐ نے اس سے درگذر فرمایا۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ)

زمانہ جاہلیت میں میت پر نوحہ کا بہت زیادہ رواج تھا اور زیادہ تر نوحہ عورتیں ہی کیا کرتی تھی۔ اسلام نے نوحہ کو حرام قرار دیا (صحیح بخاری کتاب الجنائز بَاب لَيْسَ مِنَّا مَنْ شَقَّ الْجُيُوبَ) اور عورتوں کو عموماً میت کے ساتھ قبرستان جانے سے منع کر دیا تا کہ ان میں سے کوئی اپنے جذبات پر قابو نہ رکھتے ہوئے تدفین کے وقت واویلے کی صورت پیدا نہ کر دے۔ علماء سلف اور فقہاء نے بھی خواتین کے جنازہ کے ساتھ جانے کو عام حالات میں ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد مبارک اور آپ کے بعد خلفائے احمدیت کے زمانہ میں عموماً یہی طریق رہا ہے کہ اگر جمعہ یا کسی نماز کے موقعہ پر عورتیں موجود ہوں اور وہاں نماز جنازہ ہو رہی ہو تو ایسی صورت میں عورتوں کو الگ انتظام کے ساتھ نماز جنازہ میں تو شامل ہونے دیا جاتا ہے لیکن تدفین کے وقت عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانے کی عام اجازت نہیں دی جاتی۔ اور نہ ہی عورتوں کو تدفین کے عمل میں شامل کیا جاتا ہے۔

پس ان ہدایات کے تابع عام حالات میں تو عورتیں جنازہ کے ساتھ نہیں جاتیں۔ لیکن بعض اوقات کچھ لوگ جو سیدھے قبرستان آ رہے ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ عورتیں بھی ہوتی ہیں اور وہ ایسے قریبی عزیز ہوتے ہیں کہ انہیں میت کا چہرہ دیکھنے کی بھی خواہش ہوتی ہے۔ اسی طرح مغربی ممالک میں جہاں اکثر اوقات ایسی صورت ہوتی ہے کہ مردوں کے ساتھ عورتیں بھی مساجد میں نماز وغیرہ کے لیے آئی ہوتی ہیں، وہاں اگر جنازہ بھی ہو تو مردوں کے لیے ممکن نہیں ہوتا کہ وہ عورتوں کو گھر چھوڑ کر پھر تدفین میں شامل ہوں۔ یا جیسے آپ نے اپنے خط میں تحریر کیا ہے کہ بعض اوقات نماز جنازہ کا انتظام قبرستان میں ہی ہوتا ہے اور وہاں بعض مردوں کے ساتھ خواتین بھی مجبوراً آ جاتی ہیں تو ایسی مجبوری کی صورت میں اگر عورتیں الگ انتظام کے تحت مردوں کے پیچھے کچھ فاصلہ پر اپنی صف بنا کر نماز جنازہ پڑھ لیں تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں۔ لیکن اس صورت میں بھی وہ تدفین کے کسی عمل میں شامل نہیں ہوں گی بلکہ تدفین کے وقت الگ رہیں گی اور تدفین مکمل ہونے پر دعا میں شامل ہو سکتی ہیں۔

سوال: یوکے سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ کو بزرگ کیوں کہا ہے، جس کا ایک جماعتی کتاب میں مجدد کے لفظ سے ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر خلفاء نے اس شخص کے بارے میں ایسا کچھ نہیں فرمایا۔ نیز میرے نزدیک یہ شخص مسلمانوں میں فتنہ پیدا کرنے والا تھا اور لوگوں کے کفر کے فتوے عام جاری کر دیتا تھا؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 6/مارچ 2023ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب: اصل بات یہ ہے کہ حضرت محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ کے بارے میں آپ کی معلومات درست نہیں ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدہ بندوں میں سے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مختلف وقتوں میں دین اسلام کی تجدید اور مسلمانوں کی ہدایت کے لیے منتخب فرمایا۔ یہ درست ہے کہ ان کے مخالفین نے ان پر طرح طرح کے غلط الزامات لگائے ہیں جو پوری طرح سچائی پر مبنی نہیں ہیں۔ اسی طرح یہ بات بھی درست ہے کہ ان کے بعد ان کے پیروکاروں نے ان کی دی ہوئی تعلیم میں شدت پسندی کو شامل کر دیا جس میں حضرت محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ کا کوئی قصور نہیں، کیونکہ انہوں نے تو اپنے پیروکاروں کو قرآن کریم اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دی ہوئی تعلیم پر ہی عمل پیرا ہونے کی تلقین کی تھی۔

باقی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ کے لیے صرف بزرگ کا لفظ استعمال نہیں کیا بلکہ حضورؒ نے ان کے بارے میں یہ بھی فرمایا ہے کہ ”حضرت امام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے موحد بزرگ گزرے ہیں، مسلمانان حجاز کی بھاری اکثریت ان کو بارھویں صدی کا مجدد تسلیم کرتی ہے۔“

(خطبہ جمعہ مورخہ 17/مئی 1985ء، خطبات طاہر جلد 4 صفحہ 461)

پھر آپ نے اپنے خط میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور کسی اور خلیفہ نے امام محمد بن عبدالوہاب نجدی کے بارے میں ایسا کچھ نہیں لکھا، تو آپ کی یہ بات بھی درست نہیں۔ کیونکہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ان کی بہت تعریف بیان فرمائی ہے اور انہیں حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے ہم مرتبہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضورؓ فرماتے ہیں:

1115ھ مطابق 1691ء کو ایک بچہ نجد کے شہر عیانہ میں پیدا ہوا۔ جس کا نام محمد رکھا گیا۔ خدا تعالیٰ نے اس بچہ کی قسمت میں عرب کے اندر سینکڑوں سال کی موت کے بعد ہیجان پیدا کرنے کا کام مقرر فرمایا تھا۔ یہ زمانہ وہ تھا کہ اسلام پر شرک کی گھٹائیں چھا رہی تھیں اور رسوم اور بدعات کا کوئی ٹھکانا نہ رہا تھا۔ خدا تعالیٰ کی غیرت بھڑک رہی تھی اور تمام اسلامی ممالک میں اسلامی محبت سے پُردل، فکر و اندوہ کا شکار ہو رہے تھے۔ تب خدا تعالیٰ کی غیرت نے مختلف ممالک میں مختلف لوگ مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لیے پیدا کئے۔ ہندوستان میں شاہ ولی اللہ صاحب پیدا ہوئے۔ عرب میں خدا تعالیٰ نے محمد بن عبدالوہاب کو چنا۔ آپ اپنی جوانی کی عمر میں ہی علم کے شوق میں اپنے وطن کو چھوڑ کر نکل کھڑے ہوئے۔ اور پہلے عراق کے شہروں میں تعلیم پاتے رہے، بعد میں دمشق اور مدینہ منورہ میں تکمیل تعلیم کے لیے چلے گئے۔ وہاں انہوں نے اس وقت کے مشہور علماء سے باقاعدہ تعلیم حاصل کی اور اپنے وطن نجد کو واپس آئے۔ نجد کی مذہبی حالت اس وقت ناگفتہ بہ تھی۔ لوگ دین سے بالکل بے بہرہ تھے۔ شرک اس قدر عام تھا کہ پتھروں کی پوجا تک شروع ہو گئی تھی انہوں نے وطن پہنچتے ہی توحید کا وعظ کرنا شروع کر دیا۔ اور اپنی زندگی کو بدعات اور رسوم کے مٹانے کے لیے وقف کر دیا۔ جیسا کہ قاعدہ ہے ان کی مخالفت ہوئی مگر اللہ تعالیٰ نے محمد ابن سعود کو جو درا عید کے رئیس تھے، ان کی تعلیم کے قبول کرنے کے لیے شرح صدر دے دیا۔ انہوں نے اس طریق کو قبول کرتے ہی اس کی اشاعت پر اس جوش سے زور دینا شروع کیا کہ تھوڑے ہی دنوں میں محمد بن عبدالوہاب کا طریقہ اس علاقہ میں پھیل گیا۔

(حج بیت اللہ اور فتنہ حجاز، انوار العلوم جلد 9 صفحہ 73، 72)

پس حضرت محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ اپنے وقت کے ایک سچے اور موحد بزرگ تھے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی نصرت کے لیے چنا تھا، ان کے مخالفین نے ان پر جو غلط الزام لگائے یا ان کے متبعین نے ان کی دی ہوئی تعلیمات میں اگر شدت پسندی کو داخل کر دیا ہے تو اس میں اس نیک بزرگ کا کوئی قصور نہیں۔

سوال: کینیڈا سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ قرآن کریم کے بعض نسخوں میں سورۃ الدھر کا نام الانسان اور سورۃ اللھب کا نام المسد لکھا دیکھا جس کی وجہ سے بہت پریشانی ہوئی کہ ہم تو قرآن کریم کی کوئی زیر زبر بھی تبدیل نہیں کر سکتے تو یہ نام کس طرح تبدیل ہو گئے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 06/مارچ 2023ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب: یہ کوئی پریشانی والی بات نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم کی بعض سورتوں کے ایک سے زائد نام احادیث میں بیان ہوئے ہیں۔ چنانچہ سورۃ الفاتحہ کے لیے ام القرآن، السبع المثانی، القرآن العظیم (صحیح بخاری کتاب التفسیر بَاب قَوْلِهٖ وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ، فاتحۃ الکتاب (صحیح مسلم کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا بَاب فَضْلِ الْفَاتِحَةِ وَخَوَاتِيمِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ) اور امّ الکتاب (سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ بَاب فَاتِحَةِ الْكِتَابِ) وغیرہ نام احادیث میں مروی ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی تفسیر کبیر میں احادیث کے حوالہ سے سورۃ الفاتحہ کے متعدد نام بیان فرمائے ہیں، جن میں سورۃ الصّلوٰۃ، سورۃ الحمد، امّ القرآن، القرآن العظیم، السبع المثانی، امّ الکتاب، الشفاء، الرقیہ اور سورۃ الکنز شامل ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ 4، 3۔ مطبوعہ 2023ء یوکے)

نیز حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے قرآنی سورتوں کے ناموں کے متعلق ایک اصولی بات یہ بھی فرمائی کہ ”سورتوں کے نام بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رکھے ہوئے ہیں اور جیسا کہ سورۃ فاتحہ کے بعض ناموں سے ثابت ہے۔ آپؐ نے بھی وہ نام الہاماً اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر رکھے ہیں۔“

(تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ 5۔ مطبوعہ 2023ء یوکے)

پس جس طرح سورۃ فاتحہ کے مختلف نام ہیں اسی طرح قرآن کریم کی بعض دوسری سورتوں کے بھی ایک سے زائد نام ہیں جیسا کہ سورۃ الاخلاص کے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے مختلف تفسیروں کے حوالہ سے انیس نام تفسیر کبیر میں درج فرمائے ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد نمبر 15، صفحہ 370 تا 373۔ مطبوعہ 2023ء یوکے)

قرآنی سورتوں کے ناموں کے بارے میں اکثر علماء بھی اس بات کے قائل ہیں کہ یہ نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہیں۔ چنانچہ مشہور مفسر علامہ ابن جریر طبریؒ کہتے ہیں کہ ”قرآن کریم کی سورتوں کے جو نام ہیں وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھے ہیں۔“

(تفسیر طبری، مقدمات، القول في تأويل أسماء القرآن وسُوَرِه وآيِهِ)

اسی طرح علامہ جلال الدین سیوطیؒ لکھتے ہیں کہ ”تمام سورتوں کے ناموں کی توثیق احادیث اور آثار سے ثابت ہے، اگر طوالت کا خدشہ نہ ہوتا تو میں اسے تفصیل سے بیان کرتا۔“ اس کے بعد علامہ سیوطیؒ نے اپنی کتاب کی اس فصل میں مختلف صحابہ کے حوالہ سے سورتوں کے نام درج کیے ہیں اور کئی سورتوں کے ایک سے زائد نام بھی لکھے ہیں۔ مثلاً سورۃ الاسراء کا نام سورۃ بنی اسرائیل، سورۃ التوبہ کا نام سورۃ براءۃ، سورۃ المومن کا نام سورۃ غافر، سورۃ اللھب کا نام سورۃ تبت اور سورۃ المسد وغیرہ۔

(کتاب الاتقان فی علوم القرآن، النوع السابع عشر فی معرفۃ اسمائہ واسماء سورہ، فصل فی اسماء السور۔ جلد 1 صفحہ 186)

پس خلاصہ کلام یہ کہ احادیث اور تفاسیر کی کتب میں بعض قرآنی سورتوں کے ایک سے زائد نام بیان ہوئے ہیں، جو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے ہی ثابت ہیں۔ لہٰذا اگر قرآن کریم کے کسی نسخہ میں ان ناموں میں سے کوئی نام کسی سورت کے لیے لکھا ہوا ہے تو اس میں پریشانی والی کوئی بات نہیں ہے، وہ نام بھی درست ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک سے ہی مروی ہے۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 17 اگست 2024ء)

ارشاد باری تعالیٰ

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (الفرقان:64)

ترجمہ: اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں
اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو جواباً کہتے ہیں سلام

طالب دعا : سید عارف احمد، والد و والدہ مرحومہ اور فیملی و مرحومین (ننگل باغبانہ، قادیان)

انصار کو اس عمر میں تو خاص طور پہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس عمر کے بعد تو اور کوئی موقع نہیں، بس اگلا جہان ہی ہے
اسلئے اس طرف توجہ دلاتے رہا کریں کہ نمازیں پڑھو اور نمازوں کی طرف توجہ دو اور اللہ سے تعلق پیدا کرو
قرآن کریم پڑھنے کی طرف بھی توجہ دلائیں اور اسی طرح دینی علم بڑھانے کی طرف بھی توجہ دلائیں کہ کچھ علم حاصل ہوگا تو تربیت بھی ہوگی

خدمت خلق کے کام کی اخباروں میں پبلسٹی کریں، اسلئے نہیں کہ ہم نے کام کیا اس لیے کہ جماعت کا تعارف ہو جائے
تو اس طرح قائدین آپس میں مل کے بھی پروگرام بنا سکتے ہیں اس طرح زیادہ سے زیادہ انصار کی involvement ہوگی

ہر قائد کو یہ سمجھنا چاہئے کہ ہر ایک قائد کی جو ذمہ داریاں ہیں اس کے پیچھے مقصد یہ ہے کہ
جماعت احمدیہ کا زیادہ سے زیادہ تعارف کروانا، اسلام کا تعارف کروانا اور اسلام کی صحیح تعلیم سے لوگوں کو آگاہی دینا

دو، چار، دس آدمیوں کے تعارف سے تو دنیا فتح نہیں ہو جانی، اس کے لیے بہت زیادہ کام کرنے پڑنے ہیں
اور انصار اللہ کیونکہ زیادہ mature ہوتے ہیں اس لیے ان کو زیادہ اچھی پلاننگ کر کے اپنے کام کرنے چاہئیں

اسلام کے بارے میں جو غلط تصور پیدا ہو گیا ہے اس کو دُور کرنے کے لیے چھوٹے چھوٹے brochure بنا کے تقسیم کرتے رہا کریں
ایک تبلیغ کا رستہ کھلتا ہے پھر اس سے رابطے بڑھتے ہیں

شعبہ ایثار کے ساتھ مل کر خدمت خلق کے کام کی اخباروں میں پبلسٹی کریں

نئے نئے طریقے تبلیغ کے explore کریں، صرف پرانے طریقوں پہ نہ چلتے رہیں

انصار اللہ کیونکہ زیادہ mature ہوتے ہیں اس لیے ان کو زیادہ اچھی پلاننگ کر کے اپنے کام کرنے چاہئیں، ایسے پروگرام بنائیں جو پہلے کبھی نہ ہوئے ہوں

عاملہ کے ممبران سال میں کم از کم دو ہفتے وقف عارضی کیا کریں، ناظمین اعلیٰ وقف عارضی کریں، زعماء کو کہیں وقف عارضی کریں

اچھی طرح تسلی کرنی چاہئے کہ نومبائعین اچھی طرح مل جل گئے ہیں، ان کو اپنے ساتھ attach کریں اور ان کے ساتھ interaction زیادہ ہونا چاہئے

❁ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ آسٹریلیا کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح ❁

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مورخہ 7 مئی 2024ء کو نیشنل عاملہ مجلس انصار اللہ آسٹریلیا کی آن لائن ملاقات ہوئی۔ حضورِ انور نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ ممبران مجلس عاملہ نے مسجد بیت الہدیٰ سڈنی کے خلافت ہال سے آن لائن شرکت کی۔

حضور انور نے پروگرام کا آغاز دعا سے کروایا۔ جس کے بعد حضور انور نے مجلس عاملہ کے ممبران سے تعارف حاصل کیا اور ان کے شعبہ جات کے حوالے سے ان کی راہنمائی فرمائی۔

آسٹریلیا اور یوکے میں مختلف اوقات ہونے کی وجہ سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا نیند تو نہیں آرہی؟ اس پر صدر صاحب انصار اللہ نے عرض کی کہ نیند نہیں آرہی اور سب اپنے آپ کو چست محسوس کر رہے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا ماشاءاللہ۔

قائد صاحب عمومی نے اپنے تعارف میں عرض کیا کہ ان کا تعلق فجی سے ہے لیکن انہوں نے آسٹریلیا میں پرورش پائی ہے۔ موصوف کو اردو میں بات کرتا دیکھتے حضور انور نے فرمایا کہ آپ نے آسٹریلیا میں جوانی گزاری ہے اس لیے آپ کی اردو اتنی اچھی ہے۔ اس پر موصوف نے عرض کی کہ آسٹریلیا آنے کے بعد بھی انہوں نے اردو سیکھنی جاری رکھی ہے۔

حضور انور کے دریافت کرنے پر کہ آسٹریلیا میں کل کتنی مجالس ہیں موصوف نے عرض کی کہ کل 33 مجالس ہیں۔

حضور انور نے موصوف سے استفسار فرمایا کہ کیا وہ ان مجالس کی طرف سے موصولہ رپورٹس پر تبصرہ کر کے واپس بھیجتے ہیں جس پر موصوف نے اثبات میں جواب دیا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا ماشاءاللہ۔

نائب صدر صف دوم نے حضور انور کے استفسار کرنے پر بتایا کہ تجنید کے مطابق 593 انصار صف دوم میں شامل ہیں۔

موصوف نے گذشتہ آن لائن ملاقات کے حوالے عرض کیا کہ حضور انور نے بطور خاص سائیکلنگ کی جانب توجہ دلائی تھی۔ چنانچہ نیو ساؤتھ ویلز اور اسی طرح دیگر تمام سٹیٹس نے اس حوالے سے سائیکلنگ کے پروگرامز کا انعقاد کیا ہے۔

اس پر حضور انور نے دریافت فرمایا کہ نیو ساؤتھ ویلز میں کہاں گئے تھے اور کیا روٹ تھا؟ اس پر موصوف نے عرض کیا کہ ہم نے یہاں مسجد سے آغاز کیا تھا اور دس سے پندرہ کلومیٹر کا راستہ تھا۔ انصار جتنا سفر کر سکتے تھے انہوں نے کیا۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ انصار تو اس سے زیادہ سفر کر سکتے ہیں۔ ابھی یوکے کے انصار سپین کا سفر کر کے آئے ہیں وہاں انہوں نے تبلیغی لٹریچر بھی تقسیم کیا اور سفر بھی کیا۔ لوکل عیسائی سائیکلسٹ آرگنائزیشن کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا اور انہوں نے تقریباً دو سو کلومیٹر کا سفر کیا جس میں پہاڑی اور پلین علاقہ بھی تھا۔ انصار تو سفر کر سکتے ہیں آپ صرف ان کو under estimate کر رہے ہیں۔ آپ کے تو یہاں آسٹریلیا میں بہت سارے علاقوں میں تقریباً سارا حصہ تو پلین ہی ہے، پہاڑی علاقہ تو بہت کم ہے۔ جو پہاڑی علاقہ ہے وہاں تھوڑا سفر کر لیا جو پلین علاقہ ہے اس میں زیادہ سفر ہو سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ لوکل سائیکلنگ کلب کے ساتھ بھی رابطے کریں، ان کے ساتھ بھی مل کے پروگرام بنائیں گے تو زیادہ چیریٹی بھی اکٹھی ہو جائے گی اور تبلیغ بھی ہو جائے گی۔ اس کے بعد peace پہ لٹریچر بھی تقسیم کریں اور آپ نے جو vest پہنی ہو اس کے اوپر Love for All Hatred for None اور Peace and Harmony لکھا ہو، پیچھے ورلڈ وار کے خلاف لکھا جا سکتا ہے، help the poor بھی لکھا جا سکتا ہے، اسی طرح بہت ساری چیزیں ہیں۔ یہاں کے لوگوں سے واقفیت بھی پیدا کریں، اس سے یہ ہوگا کہ آپ لوگوں کی واقفیت بھی بڑھے گی، لوکل سائیکلنگ کلب سے بھی واقفیت پیدا ہوگی اور ان کی وجہ سے پھر آپ کا لوکل لوگوں میں زیادہ exposure ہوگا، اس کی وجہ سے غیر بھی آپ کی چیریٹی میں حصہ ڈالنے والے ہوں گے اور پھر ساتھ ساتھ brochures رکھیں اس کے ذریعہ تبلیغ بھی کرتے جائیں۔ تو بہت سارے کام ہیں جو سائیکلسٹ کر سکتے ہیں۔

قائد تعلیم سے حضور انور نے تعارف حاصل کیا۔ اس کے بعد موصوف نے عرض کی کہ امسال انہوں نے انصار کے لیے مختلف تعلیمی مقابلہ جات کا انعقاد کیا ہے نیز ایک نصاب مقرر کیا ہے جس میں قرآن کریم، احادیث اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتب شامل ہیں۔

حضور انور کے استفسار پر موصوف نے بتایا کہ کتنے انصار باقاعدگی سے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں نیز یہ کہ امسال نصاب میں حضورؑ کی تین کتب لیکچر لدھیانہ، لیکچر سیالکوٹ اور لیکچر

لاہور شامل ہیں۔

دوران ملاقات حضور انور ایدہ اللہ نے قائد تربیت سے گفتگو کے دوران مجلس انصار اللہ کے ممبران کو اپنی پنج وقتہ نمازوں کی ادائیگی کی اہمیت کے متعلق تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگوں کو توجہ دلانے کے لیے کہ نماز کی اہمیت کیا ہے آدھے صفحہ کے چھوٹے چھوٹے اقتباس نکال کے میسج کر دیا کریں یا ویسے پرنٹ کر کے بھیج دیا کریں۔

انصار کو اس عمر میں تو خاص طور پہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس عمر کے بعد تو اور کوئی موقع نہیں، بس اگلا جہان ہی ہے۔ اس لیے اس طرف توجہ دلاتے رہا کریں کہ نمازیں پڑھو اور نمازوں کی طرف توجہ دو اور اللہ سے تعلق پیدا کرو۔ قرآن کریم پڑھنے کی طرف بھی توجہ دلائیں اور اسی طرح دینی علم بڑھانے کی طرف بھی توجہ دلائیں کہ کچھ علم حاصل ہوگا تو تربیت بھی ہوگی۔

حضور انور نے مزید توجہ دلائی کہ انصار کو حضور انور کے خطبات جمعہ سننے کی طرف توجہ دلائی جائے اور استفسار فرمایا کہ کتنے انصار باقاعدگی سے خطبہ جمعہ سنتے ہیں جس پر قائد صاحب تربیت نے معین تعداد بتائی۔

معاون صدر برائے وصایا نے عرض کی کہ انہیں صدر صاحب کی طرف سے یہ ٹارگٹ ملا کہ سو فیصد عاملہ ممبران نظام وصیت میں شامل ہوں۔ حضور انور نے دریافت فرمایا کہ اس وقت تک کتنے موصیان ہیں؟ اس پر موصوف نے عرض کی کہ اسّی فیصد موصیان ہیں۔ یہ سن کر حضور انور نے ماشاء اللہ فرمایا۔

حضور انور نے قائد تبلیغ سے دریافت فرمایا کہ کتنے لوگوں کو تبلیغ کی گئی؟ اس پر موصوف نے عرض کیا کہ ہم نے امسال داعیان خصوصی کا گروپ بنایا ہے جس میں تقریباً ۲۷ ممبران شامل ہیں جن کے ذریعہ سے ہم تبلیغ کر رہے ہیں۔

حضور انور نے استفسار فرمایا کہ عاملہ کے ممبران میں سے کتنے داعیان الی اللہ میں شامل ہیں؟ اس پر موصوف نے عرض کی کہ ان کے علاوہ کوئی نہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ صدر صاحب کو شامل کریں۔ اس میں کم از کم پچیس فیصد عاملہ ممبران تو داعیان الی اللہ ہونے چاہئیں۔ دوسروں کو اس حوالے سے کس طرح نصیحت کریں گے۔ قائد تربیت، قائد تعلیم یہ شعبے خاص طور پر اس کے علاوہ صدر صاحب، نائب صدر صاحب، معاون صدران، یہ سب داعیان بن سکتے ہیں، ان کے پاس اَور تو کوئی کام ہوتا نہیں۔ کچھ نہیں تو ہاتھ میں چھوٹا سا پمفلٹ پکڑ کے نکل جایا کریں اور تقسیم کر کے آ جایا کریں۔ ویک اینڈ پہ ایک گھنٹہ بھی دیں تو کچھ نہ کچھ لوگوں کو تعارف تو پہنچا دیں گے کہ اسلام کیا کہتا اور اس کی کیا تعلیم ہے۔ ضروری تو نہیں کہ تبلیغ صرف یہی ہے کہ بڑے بڑے مسائل بیان کرنے ہیں۔ صرف یہ بتا دیں کہ اسلام کی کیا خوبیاں ہیں۔ اسلام کے بارے میں جو غلط تصور پیدا ہو گیا ہے اس کو دُور کرنے کے لیے چھوٹے چھوٹے brochure بنا کے تقسیم کرتے رہا کریں۔ ایک تبلیغ کا رستہ کھلتا ہے پھر اس سے رابطے بڑھتے ہیں، اس طرح اگر کریں تو آپ کے تو ساٹھ ستر فیصد داعیان بن سکتے ہیں، ہاں جو خاص تبلیغ کرنے والے ہیں وہ علیحدہ ہیں۔

آسٹریلیا میں آپ کو کوئی جانتا ہی نہیں۔ ابھی تو ایک فیصد آسٹریلین لوگ بھی نہیں جانتے کہ جماعت احمدیہ کیا ہے۔ عام مسلمانوں کا تصور قائم ہو کر آپ لوگوں کو اکثر مسجدوں میں پتھر ہی پڑتے رہتے ہیں۔ کبھی کسی مسجد میں حملہ ہو گیا، کبھی کسی مسجد میں ہمسائے ناراض ہو گئے، کہیں کونسلر ناراض ہو گئے، کہیں میئر ناراض ہو گیا، کہیں politicians ناراض ہو گئے، کہیں کوئی ناراض ہو گیا۔ اگر صحیح تعارف ہو تو کم از کم جو اردگرد کا ماحول ہے، آپ کی مساجد کا ماحول، اس میں کوئی نہ کوئی تعارف تو اچھا ہو۔ ہمسایوں کی طرف سے تو آپ محفوظ ہوں گے۔ یہ تو نہیں کہ پاکستان والے حالات ہوں کہ ہر وقت خطرہ ہی رہے کہ کس وقت مولوی یہاں آ کے حملہ کر دے۔ آپ کے ہاں یہ ہے کہ کس وقت کوئی شرارتی اٹھ کے حملہ کر دے۔ ساری تنظیموں کو اکٹھے مل کے کام کرنا ہوگا تا کہ جماعت کا تعارف بڑھے اور تعارف اس لحاظ سے بڑھے کہ جماعت ایک پُرامن جماعت ہے اور ہم محبت اور پیار کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اس کے بعد پھر اگلی بات آئے گی کہ اسلام کی سچائی کے کیا ثبوت ہیں، اسلام سچا مذہب ہے اور مسیح موعود کی آمد ہوئی کہ نہیں۔ یہ بعد کے مسائل ہیں۔ پہلے اپنا تعارف تو کروائیں کہ آپ کون ہیں۔

قائد صاحب تبلیغ کے عرض کرنے پر کہ یہاں ہمسایوں کو بلا کر سوال و جواب کی نشست منعقد کی جاتی ہے حضور انور نے فرمایا کہ دس، بیس، پچیس ہمسائے آ جاتے ہیں۔ آپ کو تو مختلف مساجد کے ذریعہ ایک ایک علاقہ میں ہر ہفتے چار سو بندوں کو تعارف کروانا چاہیے۔ اور ہر دفعہ مختلف جگہوں پہ تعارف ہونا چاہیے۔ ایک ہی جگہ پمفلٹ نہ تقسیم کرتے رہیں یا تعارف کرواتے رہیں۔ پھر بازاروں میں کھڑے ہو کر بھی لٹریچر دیں جس طرح سائیکل سفر والوں کو مَیں نے کہا ہے وہ تقسیم کریں۔ اسی طرح شعبہ تبلیغ کے ساتھ اکٹھے پروگرام بنائیں، اگر coordinated پروگرام ہو تو بہت سارے کام ہو سکتے ہیں۔ ایک دن، ہفتہ یا مہینہ میں کوئی دن بنائیں جہاں سارے آسٹریلیا میں تعارف ہو جائے۔ پھر پریس میں بھی آپ کا کوئی تعارف آ جائے۔ پھر شعبہ ایثار کے ساتھ مل کر خدمت خلق کے کام کی اخباروں میں پبلسٹی کریں۔ اس لیے نہیں کہ ہم نے کام کیا، اس لیے کہ جماعت کا تعارف ہو جائے۔ تو اس طرح قائدین آپس میں مل کے بھی پروگرام بنا سکتے ہیں اس طرح زیادہ سے زیادہ انصار کی involvement ہوگی۔

باقی جو بیعتیں ہونی ہیں وہ تو ان شاء اللہ جب وقت آئے گا ہو ہی جائیں گی۔ لیکن پہلے آپ spadework تو کریں، زمین تو لیول (level) کریں، گراؤنڈ ورک تو کریں تا کہ ہر جگہ تعارف ہو جائے۔ تقریباً پچاس، ساٹھ فیصد آبادی آسٹریلیا کی جاننے والی ہو کہ جماعت احمدیہ کیا چیز ہے۔ اخباروں، پمفلٹ، بروشرز اور مختلف اَور ذرائع سے نئے نئے طریقے explore کریں۔ صرف پرانے طریقوں پہ نہ چلتے رہیں کہ ہم نے ایک سیمینار کیا اس میں بیس آدمی آ گئے، پچاس آدمی آ گئے یا سو آدمی آ گئے ان کو کھانا کھلا دیا اسی پہ خوش ہو گئے۔ آپ کی، مبلغ، امیر صاحب یا صدر خدام الاحمدیہ کی رپورٹ آ جاتی ہے کہ فلاں میئر آ گیا، فلاں politician آیا، اس نے ہماری بڑی تعریف کر دی۔ ایک، دو، چار، دس آدمیوں کے تعارف سے تو دنیا فتح نہیں ہو جانی۔ اس کے لیے بہت زیادہ کام کرنے پڑنے ہیں اور انصار اللہ کیونکہ زیادہ mature ہوتے ہیں اس لیے ان کو زیادہ اچھی پلاننگ کر کے اپنے کام کرنے چاہئیں۔ ایسے پروگرام بنائیں جو پہلے کبھی نہ ہوئے ہوں۔

قائد اشاعت نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے عرض کی کہ مجلس انصار اللہ کے زیر اہتمام ایک سہ ماہی رسالہ ’’الزُّجاجۃ‘‘ کے نام سے شائع ہوتا ہے۔ اس پر حضور انور نے اس رسالہ کی وجہ تسمیہ دریافت کی جس پر قائد صاحب اشاعت نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اس رسالہ کے آئندہ شمارے کا ایڈیٹوریل سیکشن ’’الزُّجاجۃ‘‘ کی تاریخ پر مشتمل ہونا چاہیے۔

قائد ایثار کو حضور انور ایدہ اللہ نے ہدایت فرمائی کہ اگر تبلیغ والوں کے ساتھ coordinate کریں تو بہت سارے کام ہو سکتے ہیں۔ tree plantation کریں اور وسیع پیمانہ پر اس کی پبلسٹی کیا کریں۔ جہاں آگیں لگتی ہیں وہاں ان علاقوں میں اگر گورنمنٹ کی سکیم ہے تو اس میں اپنا حصہ ڈالیں اور پھر لوکل اخبار میں دیں تا کہ لوکل لوگوں کو پتہ لگے کہ آپ کون لوگ ہیں۔ پھر وہاں صرف یہ نہیں کہ ایک واقعہ ہو گیا تو پندرہ، بیس، تیس یا چالیس خدام ہیومینٹی فرسٹ کی ٹی شرٹیں پہن کے چلے گئے اور سمجھ لیا کہ ہم نے بہت کام کر لیا ہے۔ اس کو بھی دو سال ہو گئے ہیں۔ کووڈ سے پہلے ہی وہ کام ہوتے تھے۔ اس کے بعد تین سال سے تو وہ بھی نہیں ہوئے۔ تو ان چیزوں پہ توجہ کریں اور ایسے پروگرام بنائیں جس سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو پتہ لگے کہ جماعت احمدیہ اور اسلام کی تعلیم کیا ہے۔ پہلے یہ تعارف ہو جائے کہ اسلام کیا ہے، اس کی تعلیم کیا ہے۔ امن ہے، محبت ہے، پیار ہے، تو اس کے بعد پھر باقی تعارف بھی ہوتا جائے گا۔ ہر ایک یہ نہ سمجھے کہ آپ کا صرف اتنا کام ہے کہ چار درخت لگا دیے۔ اصل چیز یہ ہے کہ اس کے پیچھے مقصد کیا ہے۔ ہر قائد کو یہ سمجھنا چاہیے کہ ہر ایک قائد کی جو ذمہ داریاں ہیں اس کے پیچھے مقصد یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کا زیادہ سے زیادہ تعارف کروانا، اسلام کا تعارف کروانا اور اسلام کی صحیح تعلیم سے لوگوں کو آگاہی دینا۔ اس لیے جب چیریٹی اکٹھی کرتے ہیں تو لوکل چیریٹیز کو بھی دیں۔

قائد صاحب ایثار نے عرض کی کہ امسال ہم چیریٹی آرگنائزیشن کے ساتھ مل کر کے چیریٹی واکس منعقد کروانے پر توجہ دے رہے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ کم از کم اتنا تو اکٹھا کریں کہ ایک دو چیریٹیز کو پانچ پانچ ہزار ڈالر دیں تا کہ آپ کا نام آئے کہ آپ لوگ مسلمان ہو کر اپنے علاقے کی کمیونٹی کی مدد کرتے ہیں۔

دوران ملاقات حضور انور نے مختلف علاقوں کے ناظمینِ اعلیٰ سے تعارف حاصل کیا اور ان کے علاقوں کے حوالے سے مختلف امور دریافت فرمائے۔

ناظم اعلیٰ Marsden Park ریجن سے گفتگو کرتے ہوئے حضور انور نے چندہ تحریک جدید اور وقف جدید کے حوالے سے ان کی کارکردگی پر خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

Blacktown ریجن Sydney کے ناظم اعلیٰ سے حضور انور نے ان کے ریجن کی وجہ تسمیہ دریافت فرمائی جس پر موصوف نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

Penrith ریجن کے ناظم اعلیٰ جو حافظ قرآن بھی ہیں سے حضور انور نے ان کی حفظ کی دہرائی کے حوالے سے استفسار فرمایا جس پر موصوف نے عرض کی کہ وہ دہرائی جاری رکھ رہے ہیں اور امسال رمضان میں انہیں نماز تراویح پڑھانے کا موقع بھی ملا۔

نائب قائد عمومی محمود احمد عباسی صاحب کو دیکھ کر حضور انور نے فرمایا کہ آپ بوڑھے ہو گئے ہیں۔ اس پر موصوف نے اپنے بڑھاپے کی وجہ انصار اللہ میں ہونا قرار دی۔ اس پر حضور انور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ کیا انصار اللہ میں آ کر انسان بوڑھا ہو جاتا ہے؟ انسان کو ہمیشہ اپنی روح جوان رکھنی چاہیے۔

قائد صاحب تحریک جدید نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے عرض کی کہ آسٹریلیا جماعت کے کُل چندہ تحریک جدید میں انصار اللہ کی ۳۹ رفیصد ادائیگی ہے۔ اس پر حضور انور نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

قائد تعلیم القرآن و وقف عارضی کو حضور انور ایدہ اللہ نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ اپنی عاملہ کے ممبران کو کہیں کہ سال میں کم از کم دو ہفتے وقف عارضی کیا کریں۔ پھر آپ اپنے ناظمین اعلیٰ کو کہیں وہ وقف عارضی کریں۔ پھر زعماء کو کہیں وقف عارضی کریں۔ اس طرح وقف عارضی کا ٹارگٹ پچاس فیصد تک پورا ہو جائے گا۔ اگر یہ کر لیں گے تو سمجھیں کہ آپ نے بہت بڑا کام کر لیا ہے۔ ان کو

دیکھ کر باقی انصار ممبران خود ہی شامل ہو جائیں گے۔

قائد وقف جدید سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ جماعت آسٹریلیا کے کل چندہ وقف جدید میں انصار اللہ کا کتنا حصہ ہے۔ اس پر موصوف نے عرض کہ ۳۵.۷ / فیصد ہے۔ معین figure بتانے پر حضور انور نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

قائد صحت جسمانی و ذہانت سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ آپ خود بھی کوئی گیم کرتے ہیں یا صرف قیادت ہی کرتے ہیں؟

اس پر موصوف نے عرض کی کہ مَیں بہت گیمز کرتا ہوں، بیڈمنٹن ریگولر کھیلتا ہوں۔ ہال میں پیچھے ہم نے کورٹ لگائے ہوئے ہیں۔

حضور انور کے استفسار پر موصوف نے بتایا کہ جس ہال میں بیٹھے ہوئے ہیں اسی میں کھیلتے ہیں اور اسے گیم سینٹر بنایا ہوا ہے۔ بیڈمنٹن اور ٹیبل ٹینس ہوتی ہے۔ پندرہ سے بیس انصار باقاعدگی سے آتے ہیں۔ ہفتے میں دو دن ہماری انصار اللہ کی گیم ہوتی ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ماشاء اللہ کھیلا کریں، باقیوں کی بھی صحت اچھی کروائیں۔

قائد تربیت نو مبائعین سے بات کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ نے نصیحت فرمائی کہ اچھی طرح تسلی کرنی چاہیے کہ نو مبائعین اچھی طرح مل جل گئے ہیں، ان کو اپنے ساتھ attach کریں اور ان کے ساتھ interaction زیادہ ہونا چاہیے کیونکہ ان کو یہی شکوہ ہوتا ہے کہ آپ اپنے لوگ بیٹھ کے باتیں کرتے رہتے ہیں۔ آپ مجھے فجین لگ رہے ہیں۔ آپ کو پھر زیادہ interact کرنا چاہیے، یہ نہ ہو کہ پاکستانی بیٹھ کے اپنی گپیں مارتے رہیں اور ان کو کوئی نہ پوچھے۔ ان کو اپنے سسٹم میں absorb کرنے کے لیے ان کو ساتھ ملانا ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے صدر صاحب مجلس انصار اللہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ وقت ختم ہو گیا ہے بلکہ پانچ منٹ اوپر ہو گئے ہیں۔ اس لیے اگر آپ کے ذہن میں کوئی سوال تھا بھی تو جو سوالوں کے جواب میں دے چکا ہوں انہی باتوں پر عمل کر لیں تو وہی آپ کے لیے کافی ہیں۔

ملاقات کے آخر پر حضور انور نے فرمایا کہ اچھا اللہ حافظ ہو۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 25 مئی 2023ء)

❁❁❁❁

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 12/اکتوبر 2024ء بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

(1) مکرمہ صالحہ صدیقہ صاحبہ اہلیہ مکرم میاں ناصر احمد صاحب مرحوم (آف ربوہ حال ساؤتھ ہال۔ یوکے)

یکم اکتوبر 2024ء کو 78 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ قادیان میں پیدا ہوئیں۔ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، تہجد گزار مہمان نواز، ہمدرد، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ محلہ دارالنصر غربی ربوہ میں لمبا عرصہ تک نائب صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ ربوہ میں محلہ کے بچوں کو قرآن کریم بھی پڑھاتی رہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔

(2) مکرمہ بشریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد سعید صاحب (ووسٹر پارک۔ یوکے)

4/اکتوبر 2024ء کو 75 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت فضل محمد صاحب (ہرسیاں والے) رضی اللہ عنہ کی پڑپوتی اور مکرم صوفی محمد حفیظ صاحب (آف صوفی مٹھائی ہاؤس ربوہ) کی بہو تھیں۔ آپ کا تعلق لاہور سے تھا۔ 1974ء میں آپ کے گھر پر حملہ ہوا جس کے بعد آپ ربوہ شفٹ ہو گئیں۔ مرحومہ نماز اور روزہ کی پابند، ملنسار، مہمان نواز اور خلافت کے ساتھ اخلاص کا تعلق رکھنے والی ایک نیک، دیندار بزرگ خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 4 بیٹیاں اور 5 بیٹے شامل ہیں۔

(3) مکرمہ امۃ الہادی رحمٰن صاحبہ اہلیہ مکرم سردار نصیر الدین ہمایوں صاحب (عملہ حفاظت خاص اسلام آباد۔ یوکے)

8/اکتوبر 2024ء کو 52 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ ڈاکٹر راؤ محمد حبیب الرحمٰن خان صاحب مرحوم (سابق نیشنل سیکرٹری وقف نو ہالینڈ) کی بیٹی اور معروف شاعر مکرم محمد جلیل الرحمٰن جمیل صاحب کی چھوٹی ہمشیرہ تھیں۔ ننھیال کی طرف سے ان کا سلسلہ حسب ونسب حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ حضرت صوفی نبی بخش صاحب لاہوری رضی اللہ عنہ اور حضرت بابو محمد وزیر خان صاحب رضی اللہ عنہ او ور سیئر سے ملتا ہے۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، خلافت سے بے پناہ محبت رکھنے والی، خوش اخلاق، ہنس مکھ، علمی ذوق رکھنے والی، خدمت کے جذبہ سے سرشار ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ پانچ بیٹے اور سات بہن بھائی شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم مرزا عبدالمتین صاحب (معلم وقف جدید کوٹلی کشمیر)

5/اکتوبر 2024ء کو 33 سال کی عمر میں دوران ڈیوٹی بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ 15/اگست 2010ء کو مدرسۃ الظفر وقف جدید سے تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ کی پہلی تقرری داعی والا سیداں ضلع نارووال میں ہوئی۔ بعد ازاں ضلع سرگودھا، بدین، حیدرآباد، میرپور اور کوٹلی کشمیر سمیت مختلف اضلاع میں خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کا عرصہ خدمت 14 سال بنتا ہے۔ مرحوم نے دوران خدمت اپنے عہد وقف کو بڑی ذمہ داری اور وفا کے ساتھ نبھایا۔ آپ کو جہاں بھی بھجوایا گیا وہاں ہمیشہ بشاشت اور محنت کے ساتھ مفوضہ فرائض سر انجام دیتے رہے۔ تہجد گزار نماز باجماعت کے پابند اور دعا گو انسان تھے۔ سچائی، ملنساری، مہمان نوازی، خوش مزاجی، صداقت، امانت، دیانت، عاجزی آپ کے بنیادی اوصاف تھے۔ نظام خلافت کے ساتھ ہمیشہ وفا کا تعلق رکھا اور اپنے اہل خانہ کو بھی اس کی تلقین کیا کرتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو کمسن بیٹے شامل ہیں۔

(2) مکرمہ سعیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چودھری نبی احمد چیمہ صاحب (آف گوٹھ نبی احمد چیمہ ضلع حیدر آباد سندھ)

27/ستمبر 2024ء کو 89 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مولوی غلام محمد گوندل صاحب رضی اللہ عنہ (آف چک 99 شمالی ضلع سرگودھا) کی بیٹی اور حضرت چودھری علی محمد صاحب رضی اللہ عنہ کی بھتیجی تھیں۔ آپ کے میاں مکرم چودھری نبی احمد چیمہ صاحب درویشان قادیان میں شامل تھے۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، خوش مزاج، ملنسار مہمان نواز ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ گہرا عقیدت کا تعلق تھا اور خلافت کی ہر آواز پر لبیک کہتی تھیں۔ جماعتی پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے لیے خاص کوشش کرتی تھیں۔ پسماندگان میں 2 بیٹیاں اور 3 بیٹے شامل ہیں۔

(3) سکوارڈن لیڈر (ر) چودھری منیر احمد صاحب (سابق وائس پرنسپل نصرت جہاں بوائز کالج ربوہ)

30/ستمبر 2024ء کو 94 سال کی عمر میں راولپنڈی میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے دادا حضرت چودھری محمد دین صاحب رضی اللہ عنہ آف ککرالی ضلع گجرات کے ذریعہ آئی جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سفر جہلم کے دوران بیعت کی سعادت حاصل کی۔ مرحوم کے نانا حضرت مولوی سلطان عالم صاحب آف گوٹریالہ ضلع گجرات بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ نے ایئر فورس سے 1986ء میں ریٹائرمنٹ کے بعد اپنے آپ کو جماعتی خدمت کے لیے پیش کیا۔ 1987ء میں نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ کا قیام ہوا تو آپ اس ادارہ سے منسلک ہو گئے اور پھر نصرت جہاں انٹر کالج کے قیام کے بعد وہاں شفٹ کر دیے گئے۔ آپ نے 1987ء سے 2020ء تک 33 سال خدمت کی توفیق پائی۔ 1989ء میں آپ قاضی سلسلہ اور 1996ء میں ممبر قضاء بورڈ بنے اور دسمبر 2019ء تک 31 سال دارالقضاء میں خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، معاملہ فہم، صائب الرائے اور بلند کردار کے مالک ایک مخلص اور نیک انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

(4) مکرمہ امۃ المجید صاحبہ اہلیہ مکرم لقیت اللہ صاحب مرحوم (چٹاگانگ بنگلہ دیش)

18/ستمبر 2024ء کو 87 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے والد مکرم سید خواجہ احمد صاحب نے 1944ء میں اور میاں نے 1945ء میں احمدیت قبول کی۔ مرحومہ کو شادی کے بعد سسرال میں سخت مخالفت کا سامنا کرنا پڑا اس لیے سب کچھ چھوڑ کر والد کے گھر آ گئی تھیں لیکن سسرال کے ساتھ ہمیشہ اچھے تعلقات رکھے۔ 1971ء سے قبل چٹاگانگ میں بہت سے پنجابی احمدی اپنی نوکری اور کاروبار کے سلسلہ میں قیام کرتے تھے۔ مرحومہ پنجابی احمدی خواتین کو بنگلہ زبان سکھاتیں اور وہ انہیں سلائی سکھایا کرتی تھیں۔ آپ کو جماعتی کتابیں پڑھنے کا بے حد شوق تھا۔ آخری عمر میں جب پڑھ لکھ نہیں سکتی تھیں تو دوسروں کو کہتی تھیں کہ پڑھ کے سنائیں۔ تعمیر مسجد کے لیے کئی بار اپنے زیورات پیش کیے۔ تبلیغ کا شوق جنون کی حد تک تھا اور بیعتیں کروانے کی بھی توفیق پائی۔ آپ کا گھر نماز سنٹر کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم فیروز عالم صاحب (انچارج بنگلہ ڈیسک مرکزیہ یوکے) کی اہلیہ کی پھوپھی تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

❁❁❁❁

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جو آدمی علم حاصل کرنے کیلئے سفر اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے راستہ پر چلاتا ہے،
فرشتے طالب علم سے راضی ہوتے ہوئے اس کیلئے اپنے پروں کو بچھاتے ہیں
(سنن ابوداؤد، کتاب العلم، باب الحث علی طلب العلم)

طالب دُعا : نور الہدیٰ اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ سملیہ، صوبہ جھارکھنڈ)

جب دل میں اللہ کی محبت ہوگی تو پھر اس کے احکامات پر عمل کرنا بھی آسان ہو جائے گا
اور خدا تعالیٰ کی ذاتی محبت پیدا کرنے کے لئے نمازوں کی پابندی بہت ضروری ہے

ہر وقت اپنے اخلاق کا خیال رکھیں، کسی کے ساتھ بدتمیزی یا بداخلاقی نہ کریں،
ہر ایک سے محبت اور پیار سے پیش آئیں اور ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہوئے حقیقی بھائی چارہ کی فضا قائم کریں

اپنے وقت کا صحیح استعمال کریں اور فضول باتوں اور کاموں سے بچیں
اپنے وقت کو بے ہودہ باتوں اور لغویات میں ضائع کرنے کی بجائے مفید کاموں میں صرف کریں

اپنی نمازوں میں، اپنے نوافل میں اپنی اصلاح کے لئے خاص دعائیں کریں، اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں کہ وہ آپ کو اپنے احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے

غیر ضروری سوشل میڈیا کے استعمال سے گریز کریں اور ہر اس عمل سے اجتناب کریں جو اسلامی تعلیمات سے دور لے جانے والا ہو

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ بھارت 2024ء کے موقع پر بصیرت افروز پیغام

مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت
بتوسط مکرم وکیل صاحب تعمیل و تنفیذ اسلام آباد۔ یوکے!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے اپنے 54ویں سالانہ نیشنل اجتماع کے لئے پیغام کی درخواست کی ہے۔ اس مبارک موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں آپ کے سامنے اصلاحِ اعمال کے حوالہ سے چند اہم باتیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اصلاحِ اعمال کا مضمون بہت اہمیت کا حامل ہے کیونکہ یہ وہ راہ ہے جو انسان کو اپنے خالق و مالک کی رضا حاصل کرنے کی طرف لے جاتی ہے۔ اصلاح اعمال کے ذریعہ ہی انسان اپنے ایمان کو مضبوط کرتا ہے اور روحانی ترقیات کی منازل طے کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”یاد رکھو کہ صرف زبانی باتوں سے کچھ نہیں ہوتا جب تک عملی حالت درست نہ ہو۔ جو شخص حقیقی طور پر خدا کو اپنا ربّ اور مالک یوم الدین سمجھتا ہے ممکن ہی نہیں کہ وہ چوری، بدکاری، قمار بازی یا دیگر افعال شنیعہ کا مرتکب ہو سکے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ سب چیزیں ہلاک کر دینے والی ہیں اور ان پر عملدرآمد کرنا خدا تعالیٰ کے حکم کی صریح نافرمانی ہے۔ غرض انسان جب تک عملی طور پر ثابت نہ کر دیوے کہ وہ حقیقت میں خدا پر سچا اور پکا ایمان رکھتا ہے تب تک وہ فیوض اور برکات حاصل نہیں ہو سکتے جو مقربوں کو ملا کرتے ہیں۔“ (ملفوظات، جلد 10، صفحہ 32) پس ہمیں اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہیے اور ان میں بہتری لانے کی مسلسل کوشش کرنی چاہیے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کریں۔ جب دل میں اللہ کی محبت ہوگی تو پھر اس کے احکامات پر عمل کرنا بھی آسان ہو جائے گا۔ اور خدا تعالیٰ کی ذاتی محبت پیدا کرنے کے لئے نمازوں کی پابندی بہت ضروری ہے۔ نماز وہ زینہ ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ سے جوڑتا ہے۔ اس لئے نمازوں کی ادائیگی کا خاص اہتمام کریں۔ نمازوں کو وقت پر اور باجماعت ادا کرنے کی پوری کوشش کریں۔ اسی طرح تلاوت قرآن کریم کا بھی خاص اہتمام کریں۔ قرآن کریم وہ کتاب ہے جس میں ہمارے لئے ہر مسئلے کا حل موجود ہے۔ اس کی تلاوت کے ساتھ ساتھ اس کے معانی و مفاہیم کو سمجھنے کی کوشش کریں اور پھر اس پر عمل کرنے کی سعی کریں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:
”میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اُس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔“ (روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 26) پس قرآن کریم کے احکامات پر عمل کرنے کی پوری کوشش کریں اور انہیں اپنی عملی زندگیوں کا حصہ بنائیں۔ قرآن کریم کی صحیح فہم اور ادراک حاصل کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ بھی بہت ضروری ہے کیونکہ آپ علیہ السلام کی کتب اور ارشادات میں ہمارے لئے وہ حقیقی روحانی خزائن مضمر ہیں جو ہمیں اصلاح اعمال کے راستے پر گامزن کر سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ اصلاح اعمال کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اپنے اخلاق پر نظر رکھیں اور انہیں درست کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ اچھے اخلاق سے ہی ہم دوسروں کے دلوں میں جگہ بنا سکتے ہیں اور ان کو اسلام کی خوبصورت تعلیم کی طرف راغب کر سکتے ہیں۔ اس لئے ہر وقت اپنے اخلاق کا خیال رکھیں۔ کسی کے ساتھ بدتمیزی یا بداخلاقی نہ کریں۔ ہر ایک سے محبت اور پیار سے پیش آئیں اور ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہوئے حقیقی بھائی چارہ کی فضا قائم کریں۔

پھر خدام الاحمدیہ کے ممبران بلکہ ہر ذیلی تنظیم کے ممبران کو چاہیے کہ وہ اپنے عہد کو یاد رکھیں۔ آپ نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا جو عہد کیا ہے اس کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ ان باتوں پر عمل کرنے کی کوشش بھی کریں۔ اپنے وقت کا صحیح استعمال کریں اور فضول باتوں اور کاموں سے بچیں۔ اپنے وقت کو بے ہودہ باتوں اور لغویات میں ضائع کرنے کی بجائے مفید کاموں میں صرف کریں۔ آج کل کے دور میں سوشل میڈیا کے ذریعہ بہت ساری برائیاں پھیل رہی ہیں۔ ان سے بچنے کی کوشش کریں۔ غیر ضروری سوشل میڈیا کے استعمال سے گریز کریں اور ہر اس عمل سے اجتناب کریں جو اسلامی تعلیمات سے دور لے جانے والا ہو۔

یاد رکھیں کہ آپ کی عمر وہ عمر ہے جس میں انسان کے اندر فطرتی طور پر جوش و جذبہ ہوتا ہے۔ اس جوش و جذبے کو صحیح سمت میں استعمال کریں گے تو جہاں آپ اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے ہوں گے وہاں لوگ بھی آپ کے نیک نمونوں کو دیکھ کر آپ کی طرف مائل ہوں گے۔ اس لئے اپنی توانائیوں کو دین کی خدمت میں وقف کر دیں۔ جماعت کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ تبلیغ کے میدان میں آگے بڑھیں اور اپنے علاقوں میں اسلام احمدیت کا پیغام پہنچائیں اور لوگوں کو اسلام احمدیت کی خوبصورت تعلیم سے آگاہ کریں۔ آج کل دنیا جس فسق و فجور میں پڑی ہوئی ہے۔ ہر جگہ فساد برپا ہے اور لوگ اخلاقی گراوٹ کا شکار ہیں اس کا علاج اور حل اسی میں ہے کہ وہ اپنے خالق حقیقی کو پہچان کر اپنے عبادتوں کے معیار بلند کر کے حقوق العباد بجالانے کے ساتھ ساتھ دوسروں کے حقوق بھی کما حقہ ادا کرنے والے ہوں۔ پس لوگوں کی اس طرف راہنمائی کرنا اور انہیں بتانا کہ تمہارا ایک خدا ہے اور اسے مان کر اور پہچان کر اور اس کی عبادت کا حق ادا کر کے تم نجات حاصل کر سکتے ہو آپ کا فرض اور ذمہ داری ہے۔ اس لئے اس کام کو سرانجام دینے کے لئے پہلے اپنی عملی اصلاح کی طرف توجہ دیں اور اس کے حصول کے لئے دعاؤں کا بھی خاص اہتمام کریں۔ دعا وہ طاقتور ہتھیار ہے جو ہمیں دیا گیا ہے۔ ہمارے کام دعاؤں سے ہی ہونے ہیں۔ اس لئے اپنی نمازوں میں، اپنے نوافل میں اپنی اصلاح کے لئے خاص دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں کہ وہ آپ کو اپنے احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنے اعمال کی حقیقی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس اجتماع کو بھی ہر لحاظ سے کامیاب و بابرکت فرمائے اور آپ سب کو اس کے پروگراموں سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔ آمین

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 19 نومبر 2024ء)

۞۞۞

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

مومن کی یہ شرط ہے کہ اس میں تکبر نہ ہو بلکہ انکسار، عاجزی، فروتنی اس میں پائی جائے
اور یہ خدا تعالیٰ کے ماموروں کا خاصہ ہے ان میں حد درجہ کی فروتنی اور انکسار ہوتا ہے
اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں یہ وصف تھا۔ (ملفوظات، جلد چہارم، صفحہ 447)

طالبِ دعا: سید جہانگیر علی صاحب مرحوم اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ فلک نما، حیدر آباد، صوبہ تلنگانہ)

ابو بصیر جو مکّے کا رہنے والا تھا مسلمان ہوکر مدینے آ گیا، مگر معاہدے کے مطابق آنحضرت ﷺ نے کفار کے مطالبے پر اسے کفار کے ساتھ بھیج دیا

معاہدے کی ایک شرط یہ تھی کہ اگر کوئی مسلمان مرد مکّے سے مدینے آئے گا تو اسے واپس لوٹا یا جائے گا
لیکن اگر کوئی مرد مدینے سے مکّے جائے گا تو کفار اسے واپس کرنے کے پابند نہ ہوں گے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 06 / دسمبر 2024 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: اگر کوئی مسلمان مرد مکّہ سے مدینے آئے گا اس کے لئے معاہدہ میں کیا شرط تھی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: معاہدے کی ایک شرط یہ تھی کہ اگر کوئی مسلمان مرد مکّے سے مدینے آئے گا تو اسے واپس لوٹا یا جائے گا لیکن اگر کوئی مرد مدینے سے مکّے جائے گا تو کفار اسے واپس کرنے کے پابند نہ ہوں گے۔

سوال: کس کو مدنی سیاست سے باہر لوگوں کو واپس مکّے پہنچانے کا ذمہ دار قرار دینا خلاف عقل بات ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مدنی سیاست سے باہر لوگوں کو واپس مکّے پہنچانے کا ذمہ دار آنحضرت ﷺ کو قرار دینا خلافِ عقل بات ہے۔

سوال: رسول کریم ﷺ نے اپنے معاہدے کے الفاظ کو کس طرح پورا کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آپؐ نے معاہدے کے الفاظ کو بھی پورا کیا اور ابو بصیر کو مکّے والوں کے سپرد کرتے ہوئے مدینے سے رخصت کر دیا۔

سوال: معاہدے میں رخنہ کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے کیا بیان فرمایا ہے؟

جواب: حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں: اس معاہدے میں گو کہ مسلمان مردوں کی واپسی کے متعلق صراحتاً ذکر تھا مگر مسلمان عورتوں کا کوئی ذکر نہ تھا۔ ابھی معاہدے پر تھوڑا وقت ہی گزرا تھا کہ چند مسلمان عورتیں کفّارِ مکّہ سے چُھٹ کر مدینے پہنچ گئیں۔ ان میں سب سے اوّل نمبر پر مکّے کے فوت شدہ مشرک رئیس عقبہ ابن ابی معیط کی لڑکی امِ کلثوم تھی، جو ماں کی طرف سے حضرت عثمان بن عفانؓ کی بہن بھی لگتی تھی۔ امِ کلثوم بڑی ہمت دکھا کر لمبا سفر پا پیادہ طے کرکے مدینے پہنچی اور آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ اس کے پیچھے پیچھے اس کے دو کافر رشتے دار بھی مدینے آ گئے اور اس کی واپسی کا مطالبہ کرنے لگے۔ ان کا کہنا یہ تھا کہ گو کہ معاہدے میں صرف مرد کا لفظ استعمال ہوا ہے مگر دراصل معاہدہ عام ہے اور مرد اور عورتوں دونوں پر مساوی اثر رکھتا ہے۔ امِ کلثوم معاہدے کے الفاظ کے ساتھ ساتھ اس وجہ سے بھی کہ عورت کمزور جنس سے تعلق رکھتی ہے، واپسی کے لیے تیار نہ تھی۔ آنحضرت ﷺ نے طبعاً اور انصافاً امِ کلثوم کے حق میں فیصلہ فرمایا۔ ان ہی دنوں یہ آیت نازل ہوئی کہ اگر کوئی عورت مکّے سے مدینے آئے تو اس کا اچھی طرح امتحان کرلو اور اگر وہ نیک بخت اور مخلص ثابت ہو تو اسے ہرگز واپس نہ لوٹاؤ۔ لیکن اگر وہ شادی شدہ ہو تو اس کا مہر اس کے مشرک خاوند کو لازماً ادا کرو۔

سوال: ابو بصیر جب مسلمان ہوکر مدینے آ گیا تو آنحضرت ﷺ نے اسے کفار کے ساتھ کیوں بھیجا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ابو بصیر جو مکّے کا رہنے والا تھا مسلمان ہوکر مدینے آ گیا، مگر معاہدے کے مطابق آنحضرت ﷺ نے کفار کے مطالبے پر اسے کفار کے ساتھ بھیج دیا۔

سوال: جب مکّے کے دوسرے کمزور مسلمانوں کو ابو بصیر کے علیحدہ ٹھکانے کا علم ہوا تو انہوں نے کیا کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جب مکّے کے دوسرے کمزور مسلمانوں کو ابو بصیر کے علیحدہ ٹھکانے کا علم ہوا تو وہ بھی آہستہ آہستہ وہاں جمع ہونا شروع ہو گئے، ان ہی لوگوں میں رئیس مکّہ سہیل بن عمرو کا لڑکا ابو جندل بھی تھا۔ ان لوگوں کی تعداد ستّر اور بعض روایات میں تین سَو تک بیان کی گئی ہے، اس طرح آہستہ آہستہ مدینے کے علاوہ ایک اور مسلمان ریاست وجود میں آ گئی۔ چونکہ یہ علاقہ شام کے راستے میں تھا اس لیے ان مسلمانوں کی اکثر کفار کے ساتھ مڈھ بھیڑ جاری رہتی اور اس نئے محاذ سے تنگ آ کر خود کفار نے آنحضرت ﷺ سے سفارت کے ذریعے درخواست کی کہ ان مسلمانوں کو بھی مدینے بلوا لیں۔ جب آنحضرت ﷺ کا خط ابو جندل اور ابو بصیر کے پاس پہنچا تو ابو بصیر بیمار ہوکر صاحبِ فراش تھے، انہوں نے بڑے شوق سے حضورؐ کے خط کو ہاتھ میں تھامے رکھا اور اسی حالت میں ان کی وفات ہوگئی جبکہ باقی مسلمان مدینے آ گئے۔

سوال: حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے مشرقین کے دو اعتراضات عورتوں کو واپس کرنے پر معاہدے کی خلاف ورزی اور ابو بصیر اور ابو جندل کے واقعے کے بارے میں کیا جواب دیا ہے؟

جواب: حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں: ان اعتراضات کے جواب میں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اوّل یہ معاہدہ کفارِ مکّہ کے ساتھ ہوا تھا جو پہلے دن سے مسلمانوں کے خلاف برسرِ پیکار چلے آ رہے تھے۔ پھر یہ کہ خود کفارِ مکّہ کی گواہی موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کبھی معاہدوں کی خلاف ورزی نہیں کی چنانچہ جب ہرقل شہنشاہِ رُوم کو آنحضرت ﷺ کا تبلیغی خط ملا تو اس نے ابو سفیان کو بلایا اور یہی سوال کیا تو ابو سفیان نے جواباً کہا کہ نہیں! محمد (ﷺ) نے کبھی معاہدوں کی خلاف ورزی نہیں کی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے صحیح بخاری میں مرقوم الفاظ نقل کر کے فرمایا ہے کہ ان واضح اور غیر مشروط الفاظ کے ہوتے ہوئے یہ اعتراض کرنا صرف بے انصافی نہیں بلکہ انتہائی بد دیانتی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ تاریخ کی بعض روایتوں میں معاہدے کے الفاظ میں ’رجل‘ کا لفظ نہیں بلکہ عام الفاظ استعمال کیے گئے ہیں جن سے مرد اور عورت دونوں مراد لیے جاسکتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل تو مضبوط روایت، جس میں ’رجل‘ کا لفظ آتا ہے اسی کو مقدم سمجھا جائے گا۔

دوسرا اعتراض جو ابو بصیر کے واقعے سے تعلق رکھتا ہے یہ بھی غور کرنے پر بالکل بودہ اعتراض معلوم ہوتا ہے۔ بے شک آنحضرت ﷺ نے یہ معاہدہ کیا تھا مگر سوال یہ ہے کہ کیا آنحضرت ﷺ نے اس معاہدے کی خلاف ورزی کی؟ ہرگز نہیں! آپؐ نے تو اس معاہدے کی پابندی کا شاندار نمونہ دکھایا۔ غور کریں! ابو بصیر اسلام کی صداقت کا قائل ہو کر مکّے سے بھاگتا ہے، چھپتا چھپاتا مدینے پہنچ جاتا ہے، مگر اس کے ظالم رشتے دار اس کے پیچھے پہنچ جاتے ہیں اور اسے جبراً بزورِ تلوار واپس لے جانا چاہتے ہیں، دونوں فریق آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ ابو بصیر آنحضرت ﷺ سے بھرائی ہوئی آواز میں عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ ﷺ! مجھے خدا نے اسلام کی نعمت سے نوازا ہے اور مکّے واپس جانے میں دکھ اور تکلیف کی زندگی میرے سامنے ہے، آپؐ جانتے ہیں خدا کے لیے مجھے واپس نہ بھجوائیں۔

❁ ❁ ❁

ہمارا زندہ حی و قیوم خدا ہم سے انسان کی طرح باتیں کرتا ہے
ہم ایک بات پوچھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں تو قدرت کے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ جواب دیتا ہے،
دعائیں قبول کرتا ہے اور قبول کرنے کی اطلاع دیتا ہے
(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 11 / اگست 2006 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں سورۃ المؤمن کی آیت نمبر 66 اور سورۃ النمل کی آیت نمبر 63 تلاوت فرمائی هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (المؤمن:66)

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ (النمل:63)

سوال: اللہ تعالیٰ کی صفت مجیب کے کیا معنی ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ایک صفت مجیب ہے جس کے معنے ہیں دعا کو سننے والا یا ایسی ہستی جس سے جب سوال کیا جائے اور دعا مانگی جائے تو عطا کرتا ہے، نوازتا ہے، قبول کرتا ہے۔

سوال: آنحضرت ﷺ نے ہمیں کس خدا کی پہچان کروائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم اس نبی ﷺ کو ماننے والے ہیں جس نے ہمیں اس خدا کی پہچان کروائی جو ہمیں مایوسیوں کی گہری کھائیوں سے نکال کر امیدوں کی روشنی عطا فرماتا ہے اور پھر صفت مجیب کا مزید فہم و ادراک عطا کرتے ہوئے اپنے انعامات اور فضلوں کو حاصل کرنے کے لئے وہ راستے دکھاتا ہے جو اس کے قرب کو حاصل کرنے والے اور اس کی بلندیوں پر لے جانے والے ہیں۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خدا کے ساتھ کس طرح کا تعلق تھا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ہمارا زندہ حی و قیوم خدا ہم سے انسان کی طرح باتیں کرتا ہے ہم ایک بات پوچھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں تو قدرت کے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ جواب دیتا ہے، دعائیں قبول کرتا ہے اور قبول کرنے کی اطلاع دیتا ہے۔

سوال: ہمیں زمانے کے امان کے ساتھ جڑ کر کیا حاصل ہوا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اس زمانے میں ہمیں زمانے کے امام کے ساتھ جڑ کر دعاؤں کی قبولیت کا بھی فہم و ادراک حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کو سمجھنے کا بھی فہم حاصل ہوا اور اللہ تعالیٰ کی صفات کو سمجھنے کا بھی ادراک حاصل ہوا کیونکہ زمانے کے امام کے ساتھ چمٹنے سے اللہ تعالیٰ ان ماننے والوں کو بھی ہر ایک کے اپنے تعلق کے معیار کے مطابق جو اس کا خدا تعالیٰ سے ہے، اپنی صفات کے جلوے دکھاتا ہے۔

سوال: کب اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں، پکار کو قبول کرے گا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جب دنیا کے تمام ذرائع خدا کے مقابلے پر ہیچ سمجھ کر چھوڑیں گے اور خالصۃً اسی کے ہو کر اس کو پکاریں گے پھر وہ ان پکارنے والوں کی پکار سنے گا، نوازے گا اور قبول کرے گا۔

سوال: ہمیں دعا کرتے ہوئے کس بات کو اپنے مدنظر رکھنا چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ہمیشہ ہمارے ذہن میں دعا کرتے ہوئے یہ بات ہونی چاہئے کہ وہ ایک ہی ہمارا رب ہے۔ جب اس نے بغیر مانگے ہمارے لئے اتنے انتظامات کئے ہوئے ہیں تو جب ہم خالص ہو کر اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس کی عبادت کریں گے، اس کے احکامات پر عمل کریں گے تو کس قدر وہ پیارا خدا جو اپنے بندوں سے بے انتہا پیار کرتا ہے، ہماری طرف توجہ کرتے ہوئے اپنے انعاموں اور فضلوں سے ہمیں نوازے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تو خود کہہ دیا ہے کہ میں دعائیں سنتا ہوں، مجھے پکارو تا کہ میں تمہاری سنوں تو پھر کس قدر بدقسمتی ہے کہ ہم ضرورت کے وقت دوسری چیزوں پر زیادہ انحصار کریں، دوسروں پر زیادہ انحصار کریں اور اپنے پیارے رب کو پکارنے کی طرف کم توجہ ہو۔

سوال: دعا کرتے وقت کیا کیفیت ہونی چاہئے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

دعا کرتے وقت بے دلی اور گھبراہٹ سے کام نہیں لینا چاہئے اور جلدی ہی تھک کر نہیں بیٹھنا چاہئے بلکہ اس وقت تک ہٹنا نہیں چاہئے جب تک دعا اپنا پورا اثر نہ دکھائے۔ جو لوگ تھک جاتے اور گھبرا جاتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں کیونکہ یہ محروم رہ جانے کی نشانی ہے۔ میرے نزدیک دعا بہت عمدہ چیز ہے اور میں اپنے تجربہ سے کہتا ہوں، خیالی بات نہیں۔ جو مشکل کسی تدبیر سے حل نہ ہوتی ہو اللہ تعالیٰ دعا کے ذریعہ اسے آسان کر دیتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ دعا بڑی زبردست اثر والی چیز ہے۔ بیماری سے شفا اس کے ذریعہ ملتی ہے۔ دنیا کی تنگیاں مشکلات اس سے دور ہوتی ہیں۔ دشمنوں کے منصوبے سے یہ بچا لیتی ہے۔ اور وہ کیا چیز ہے جو دعا سے حاصل نہیں ہوتی۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ انسان کو پاک یہ کرتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ پر زندہ ایمان یہ بخشتی ہے...... بڑا ہی خوش قسمت وہ شخص ہے جس کو دعا پر ایمان ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں کو دیکھتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کو دیکھ کر ایمان لاتا ہے کہ وہ قادر کریم خدا ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام احباب جماعت کو دعا کی نصیحت کرتے ہوئے کیا فرماتے ہیں؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام احباب جماعت کو دعا کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اگر تم لوگ چاہتے ہو کہ خیریت سے رہو اور تمہارے گھروں میں امن رہے تو مناسب ہے کہ دعائیں بہت کرو اور اپنے گھروں کو دعاؤں سے پُر کرو۔ جس گھر میں ہمیشہ دعا ہوتی ہے خدا تعالیٰ اسے برباد نہیں کیا کرتا۔ لیکن جو سستی میں زندگی بسر کرتا ہے اسے آخر فرشتے بیدار کرتے ہیں۔ اگر تم ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو گے تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ بہت پکا ہے، وہ کبھی تم سے ایسا سلوک نہ کرے گا جیسا کہ فاسق فاجر سے کرتا ہے۔

سوال: دعا میں کس طرح کی طاقت ہوتی ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: دعا ایک زبردست طاقت ہے جس سے بڑے بڑے مشکل مقام حل ہو جاتے ہیں اور دشوار گزار منزلوں کو انسان بڑی آسانی سے طے کر لیتا ہے۔ کیونکہ دعا اس فیض اور قوت کو جذب کرنے والی ہے جو اللہ تعالیٰ سے آتی ہے۔ جو شخص کثرت سے دعاؤں میں لگا رہتا ہے وہ آخر اس فیض کو کھینچ لیتا ہے اور خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ ہو کر اپنے مقاصد کو پالیتا ہے۔ ہاں نری دعا خدا تعالیٰ کا منشاء نہیں ہے بلکہ اوّل تمام مساعی اور مجاہدات کو کام میں لائے اور اس کے ساتھ دعا سے کام لے، اسباب سے کام لے۔ اسباب سے کام نہ لینا اور نری دعا سے کام لینا یہ آداب الدعا سے ناواقفی ہے اور خدا تعالیٰ کو آزمانا ہے۔ اور نرے اسباب پر گر رہنا اور دعا کو لاشی محض سمجھنا یہ دہریت ہے۔ یقیناً سمجھو کہ دعا بڑی دولت ہے۔ جو شخص دعا کو نہیں چھوڑتا اس کے دین اور دنیا پر آفت نہ آئے گی۔ وہ ایک ایسے قلعہ میں محفوظ ہے جس کے اردگرد مسلح سپاہی ہر وقت حفاظت کرتے ہیں۔ لیکن جو دعاؤں سے لاپروا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو خود بے ہتھیار ہے اور اس پر کمزور بھی ہے اور پھر ایسے جنگل میں ہے جو درندوں اور موذی جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔ وہ سمجھ سکتا ہے کہ اس کی خیر ہرگز نہیں ہے۔ ایک لحہ میں وہ موذی جانوروں کا شکار ہو جائے گا اور اس کی ہڈی بوٹی نظر نہ آئے گی۔ اس لئے یاد رکھو کہ انسان کی بڑی سعادت اور اس کی حفاظت کا اصل ذریعہ ہی یہی دعا ہے۔ یہی دعا اس کے لئے پناہ ہے اگر وہ ہر وقت اس میں لگا رہے۔

☆☆☆

ارشاد نبوی ﷺ

اللہ تعالیٰ بڑا حیا والا، بڑا کریم اور سخی ہے، جب بندہ اسکے حضور اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی اور نا کام واپس کرنے سے شرماتا ہے

(جامع ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی دعاء النبیؐ)

طالبِ دُعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (صوبہ کرناٹک)

خدا دکھلائے گا جب شان محمود

خدا کا راز جب مشہود ہوگا
تو ظاہر میرزا محمود ہوگا
مسیحا کی دعائیں کم نہیں ہیں
وہی سمجھے گا جو مسعود ہوگا
بر آمد ہوگا دلبندِ مسیحا
خدا اس وقت خود موجود ہوگا
ہے اولادِ مسیحا سب ہی موعود
کوئی کیا ان سے بھی مطرود ہوگا
نہ ہوگی رحمتِ حق دُور اِن سے
خدا کا اِن پہ فضل و جُود ہوگا
ثبوت اِس کا ملے گا آسماں سے
جو جھگڑا ہے وہ سب بے سود ہوگا
یہ مقبولانِ حق ہیں سب کے سب ہی
اب ان کا ظل ہی ممدود ہوگا
یہ پائیں گے خدا سے بخت و اقبال
نہ اب یہ سلسلہ نابود ہوگا
پکارا جائے گا ربّ مسیحا
وہی سب خلق کا مسجود ہوگا
اشاعت پائے گی تعلیم مہدی
بس اب واحد خدا معبود ہوگا
خدا دکھلائے گا جب شان محمود
ہر اِک پہر حامد محمود ہوگا

(ماخوذ از اخبار الفضل 18/اگست 1914ء، صفحہ 6)

صدر انجمن احمدیہ، انجمن تحریک جدید، انجمن وقف جدید و ذیلی تنظیمات قادیان کے ادارہ جات میں مالی/کیئر ٹیکر/چوکیدار/باورچی/نانبائی/خادم مسجد گریڈ درجہ چہارم کی ضرورت ہے

شرائط

(1) اُمیدوار کی عمر 40 سال سے زائد اور 18 سال سے کم نہ ہو۔
(2) اُمیدوار کی تعلیم کی کوئی شرط نہیں ہے۔ البتہ تعلیم یافتہ اُمیدوار کو ترجیح دی جائے گی۔
(3) اس اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں موصول ہونگی انہیں پر غور ہوگا۔
(4) وہی اُمیدوار خدمت کیلئے لئے جائیں گے جو مرکزی کمیٹی برائے بھرتی کارکنان کے انٹرویو میں کامیاب ہونگے۔
(5) انٹرویو میں کامیابی کی صورت میں اُمیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی اُمیدوار خدمت کے اہل ہوں گے جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت منداور تندرست ہوں گے۔
(6) سلیکشن کی صورت میں اُمیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔
(7) سفرخرچ قادیان آمد ورفت وطبی معائنہ کے اخراجات اُمیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے۔

نوٹ: انٹرویو کی تاریخ سے اُمیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائیگا۔

مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں

نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان پن کوڈ: 143516

موبائل: 09682627592 , 09888232530 دفتر: 01872-501130

E-mail: diwan@qadian.in

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 12163: میں بشریٰ کتھیری زوجہ مکرم رضوان احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ٹیوٹر تاریخ پیدائش: 4 اپریل 1991ء پیدائشی احمدی مستقل پتہ: ایل سی 16 چندن وین فیس 1 متھرا موجودہ پتہ: ہاؤس نمبر 44 کالھواں قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 3 دسمبر 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک چین ڈیڑھ تولہ، ایک جوڑی کانٹے ڈیڑھ تولہ (تمام زیورات 22 کیریٹ) زیور نقرئی: ہتھ پھول ایک جوڑی، گلے کا ہار ایک عدد (کل وزن 80 گرام) حق مہر 60 ہزار روپے۔ میرا گزارہ آمد از ٹیوٹر ماہوار -/2,500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔

گواہ : منصور احمد الامۃ : بشریٰ کتھیری گواہ : بشارت خان

مسل نمبر 12164: میں صابو خان ولد مکرم محمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری تاریخ پیدائش 27 جولائی 1968ء تاریخ بیعت 2000ء ساکن: پوسٹ آفس کریم پور تحصیل سائی پاؤ ضلع دھول پور صوبہ راجستھان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15 دسمبر 2024ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ (1) ایک مکان (2) ایک دوکان۔ میرا گزارہ آمد از مزدوری ماہوار -/3,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عابد خان العبد : صابو خان گواہ : کامران احمد

مسل نمبر 12165: میں دولت خان ولد مکرم جلّو خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری تاریخ پیدائش: 12 جولائی 1976ء تاریخ بیعت 2000ء ساکن: پوسٹ آفس کریم پور تحصیل سائی پاؤ ضلع دھول پور صوبہ راجستھان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 18 دسمبر 2024ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک مکان، ایک پلاٹ 4 بسا۔ میرا گزارہ آمد از مزدوری ماہوار -/5,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عابد خان العبد : دولت خان گواہ : ہیرا خان

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے قرب سے زیادہ دور پھینکنے والی اور حقیقی نیکی کی طرف آنے سے روکنے والی بڑی بات یہی ذات کا گھمنڈ ہے کیونکہ اس سے تکبر پیدا ہوتا ہے اور تکبر ایسی شئے ہے کہ وہ محروم کر دیتا ہے۔ (ملفوظات، جلد 7، صفحہ 188-189، ایڈیشن 1984ء)

طالب دعا : میر موسیٰ حسین ولد مکرم جے میر عطاء الرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ شموگہ (کرناٹک)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا ✡ نور ہے نور اُٹھو دیکھو سنایا ہم نے

اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا ✡ کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے

طالب دُعا : سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

مسل نمبر 12166: میں مسرت ادریس زوجہ مکرم راجہ ادریس احمد خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 2 اپریل 1966ء پیدائشی احمدی ساکن: نونہ مئی تحصیل یاری پورہ ضلع کولگام صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13 اگست 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک عدد چین 12.5 گرام، دو عدد انگوٹھی 3.125 گرام، دو عدد بالیاں 3.125 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) حق مہر -/4,000 روپے ادا شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ادریس احمد خان الامۃ : مسرت ادریس گواہ : محمد شبیر مبشر

مسل نمبر 12167: میں تبسم برکت زوجہ مکرم وقار احمد خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 2 ستمبر 2000ء پیدائشی احمدی ساکن: نونہ مئی تحصیل یاری پورہ ضلع کولگام صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13 اگست 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک عدد ہار 17.35 گرام، ایک کٹی سیٹ 6.210 گرام، 6 بالیاں 19.818 گرام، پانچ عدد انگوٹھیاں 13.58 گرام، 2 عدد پنڈلم 3.14 گرام، چار عدد کڑے 23.38 گرام، مٹر مالا ایک عدد 14.940 گرام (تمام زیورات 18 کیریٹ) حق مہر ایک لاکھ 20 ہزار روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : وقار احمد خان الامۃ : تبسم برکت گواہ : نسیم احمد خان

مسل نمبر 12168: میں نسیمہ یوسف چوہدری بنت مکرم محمد یوسف چوہدری صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ کاروبار عمر 48 سال پیدائشی احمدی ساکن: پلاٹ نمبر 162 سیکٹر نمبر 6 گاندھی دھام گجرات بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 8 دسمبر 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ (1) فلیٹ 2BHK قیمت چوبیس لاکھ روپئے (Rs 24,00,000/-) دس پلاٹ کی قیمت -/2,50,000، گاڑی 2 لاکھ پچاس ہزار روپے، زیور طلائی: -/7,50,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از کاروبار ماہوار -/50,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : مومن عبدالسلام الامۃ : نسیمہ یوسف چوہدری گواہ : محمد طارق چوہدری

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے ✡ کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے ✡ یہ ثمر باغِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہی کھایا ہم نے

طالب دُعا : زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

”ہمیشہ خلافت احمدیہ کے بابرکت نظام کے ساتھ منسلک رہیں اور وفا کا تعلق رکھیں“

(خصوصی پیغام جلسہ سالانہ ہنڈوراس 2020ء)

طالب دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

مسل نمبر 12169: میں مبارک احمد بٹ ولد مکرم محمد ایوب بٹ صاحب درویش قوم احمدی مسلمان پیشہ وکیل تاریخ پیدائش: 4 اپریل 1958ء پیدائشی احمدی ساکن: محلہ دارالانوار جنوبی قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 17 دسمبر 2024ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از وکالت ماہوار تقریباً -/35,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ناصر احمد بٹ   العبد : مبارک احمد بٹ   گواہ : عمر عبدالقدیر

مسل نمبر 12170: میں منورہ سلطان زوجہ مکرم مبارک احمد بٹ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 25 مارچ 1968ء پیدائشی احمدی ساکن: محلہ دارالانوار جنوبی قادیان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 17 دسمبر 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک جوڑی کان کی بالی، دو عدد ہاتھ کے کنگن، ایک عدد انگوٹھی (تمام زیورات 29.720 گرام 22 کیریٹ) زیور نقرئی: ایک لاکٹ، ایک جوڑی کان کی بالی (تمام زیورات 26.150 گرام) حق مہر 20 ہزار روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ناصر احمد بٹ   الامۃ : منصورہ سلطان   گواہ : عمر عبدالقدیر

مسل نمبر 12171: میں ناصر احمد ولد مکرم عبدل رحمان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری تاریخ پیدائش: 17 نومبر 2001ء پیدائشی احمدی ساکن: Vetrilaikara سٹریٹ Walajapet، پانی پت بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22 اپریل 2024ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از مزدوری ماہوار -/8,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : ایس عبدل رحمان   العبد : ناصر احمد   گواہ : جیلانی باشا

مسل نمبر 12172: میں لیلا بیگم زوجہ مکرم اے ایم محمد سلیم صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 65 سال تاریخ بیعت 1999 ساکن: 50 نیتا جی مین روڈ بی بی کولم مدورائی بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29 نومبر 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک عدد ایئر اسٹڈ 2 گرام 22 کیریٹ۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد سلطان محی الدین   الامۃ : لیلا بیگم   گواہ : اے ایم محمد سلیم

❁❁❁❁

وصیت معیار ہے
ایمان کے کامل ہونے کا

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

جماعت کو وصیت کی اہمیت بتائی جائے اور بتایا جائے کہ یہ خدا تعالیٰ کا قائم کردہ طریق ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ہزاروں آدمی جنہیں تا حال اس طرف توجہ نہیں ہوئی وصیت کے ذریعہ اپنے ایمان کامل کرکے دکھائیں گے......وصیت کی تحریک خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اس کے ساتھ بہت سے انعامات وابستہ ہیں۔ ابھی تک جنہوں نے وصیت نہ کی ہو وہ کرکے اپنے ایمان کے کامل ہونے کا ثبوت دیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے جو شخص وصیت نہیں کرتا مجھے اس کے ایمان میں شبہ ہے۔ پس وصیت معیار ہے ایمان کے کامل ہونے کا۔

(خطبات محمود، جلد 10، صفحہ 166)

ارشاد حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس

”احیائے اسلام کا فعل اور دنیا میں امن صرف نظام خلافت کے ساتھ وابستہ رہ کر ہی قائم ہوسکتا ہے“

(خصوصی پیغام جلسہ سالانہ ہنڈوراس 2020ء)

طالب دعا : افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Ayenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

GRIZZLY
BE ALWAYS AHEAD
Manufacturer and Retailer of Leather Fashion Accessories and Bags.
Specialized in the Desing and Production of Quality & Sale Online Platform
Like Flipkart, Amazon, Meesho. & Product Key Word is "*Grizzly Wallet*"
6294738647 mygrizzlyindia@gmail.com,Web:www.mygrizzlyindia.com
mygrizzlyindia mygrizzlyindia mygrizzlyindia

RAICHURI GROUP
BUILDERS & DEVELOPERS

RAICHURI GROUP OF COMPANIES
Raichuri Builders & Developers LLP
G M Builders & Developers
Raichuri Constructions
Our Corporate office
B Wing, Office no 007
Itkar Soc, Suresh Nagar, RTO, Andheri
West, Mumbai - 400053
Tel : 02226300634 / 9987652552
Email id :
raichuri.build.develop@gmail.com
gm.build.develop@gmail.com

طالب دعا
Abdul Rehman Raichuri
(Aka - Maqbool Ahmed)

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ نمبر 36

تھا۔ جب یہود کو یہ معلوم ہوا کہ آپؐ اُن کی طرف آ رہے ہیں تو ہر دن دس ہزار جنگجو آدمی صفیں باندھ کر باہر نکلتے اور کہتے کہ ذرا دیکھو! کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم پر لشکر کشی کریں گے؟ یہ ناممکن ہے۔

جب آنحضرتؐ اِن کے پاس پہنچے، تو اِن کو خبر نہ ہوئی، یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا۔ پس صبح جب یہود اپنے قلعوں سے باہر نکلے، اُن کے ہاتھوں میں کدال اور ٹوکریاں تھیں، جب اُنہوں نے آپؐ کو دیکھا تو بھاگ کر اپنے قلعوں میں چھپ گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَرِبَتْ خَيْبَرُ! إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ کہ خیبر برباد ہو گیا! جب ہم کسی قوم کے صحن میں اُترتے ہیں تو ڈرائے جانے والوں کی صبح بُری ہوتی ہے۔

حضورِ انور نے وضاحت فرمائی کہ منزلہ میں مستقل پڑاؤ نہیں رکھا گیا۔ حضرت حباب بن منذرؓ آپؐ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! آپؐ کا اِس جگہ ٹھکانا بنانا اگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے تو ہم کچھ نہیں کہتے اور اگر آپؐ کی اپنی رائے ہے تو ہم مشورہ دینا چاہتے ہیں۔ آپؐ نے اِسے اپنی رائے قرار دیا تو حضرت حبابؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! آپؐ اِن کے قلعوں کے قریب ہو گئے ہیں اور اِن کے باغوں کے سامنے ہیں اور زمین شور والی ہے اور مَیں اہلِ نطاہ کو جانتا ہوں کہ اِن کے تیر بہت دُور پہنچتے ہیں اور تیراندازی میں اِن کے برابر کوئی نہیں ہے اور وہ ہم سے اونچی جگہ پر بھی ہیں۔ اِن کے تیر ہماری طرف بہت آسانی سے پہنچ سکتے ہیں اور اِن کے رات کے حملے سے بھی ہم محفوظ نہیں ہیں۔ وہ کھجوروں کے جُھنڈ میں چھپ سکتے ہیں۔ لہٰذا میری درخواست کہ آپؐ یہاں سے ایک دوسری جگہ منتقل ہو جائیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم نے اچھی رائے دی ہے، لیکن ہم اُن سے آج جنگ بہر حال کریں گے۔

لیکن ساتھ ہی محمد بن مسلمہؓ کو بلوایا، جو آپؐ کے حفاظتی دستہ کے انچارج تھے اور فرمایا کہ اِن کے قلعوں سے کچھ دُور ہمارے لیے جگہ تلاش کرو۔ آپؓ چلتے چلتے رجیع کے مقام پر پہنچے جو خیبر اور غطفانی قبائل کے درمیان واقع تھا اور پھر واپس لوٹ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! مَیں نے آپؐ کے لیے ایک جگہ دیکھ لی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی برکت کے ساتھ چلو! مگر اِس سے پہلے آپؐ فرما چکے تھے کہ آج تو جنگ اِسی جگہ سے ہو گی، چنانچہ شام کو جنگ ختم ہونے کے بعد اِس نئی جگہ پر سارا اسلامی لشکر منتقل ہو گیا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ خیبر کے مختلف قلعے تھے، اُن کی تفصیل کے بارے میں بھی بیان ضروری ہے۔ خیبر کا علاقہ تین حصّوں نطاہ، شق اور کتیبہ میں منقسم تھا اور اِن تینوں میں آٹھ قلعے تھے۔ نطاہ میں تین ناعم، صعب اور زبیر، شق میں اُبیّ اور نزار اور کتیبہ میں تین قموص، وطیح اور سلالم قلعے تھے۔

جنگ شروع ہونے سے پہلے آنحضرتؐ نے صحابہؓ سے ایک مختصر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ دشمن سے سامنا ہونے کی تمنّا مت کرو، اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرو، تم کو معلوم نہیں کہ تم کس ابتلا میں ڈال دیے جاؤ۔ جب تم دشمن کے سامنے آؤ تو یہ دعا کرو کہ اَے اللہ! تُو ہمارا ربّ ہے اور اُن کا ربّ ہے، اُن کی پیشانیاں اور ہماری پیشانیاں تیرے ہاتھ میں ہیں، تُو ہی اِن کو قتل کرے گا۔

قلعہ ناعم یہود کا سب سے مضبوط قلعہ تھا اور خیبر کا بہادر ترین اور مشہور جنگجو مرحب اِس قلعے کے دفاع کی قیادت کر رہا تھا۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ دس دن تک مسلسل جنگ کرتے رہے۔ بار بار کی ناکامی اور صحابہؓ کے زخمی ہونے اور دو صحابہؓ کی شہادت سے یہود کے حوصلے اَور بڑھ رہے تھے۔ آخر ایک رات آپؐ نے فرمایا کہ کل مَیں اُس شخص کے ہاتھ میں جھنڈا دُوں گا، جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا، وہ اللہ اور اُس کے رسول سے محبّت کرتا ہے۔

حضرت بریدہؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے وہ رات بڑی خوشی میں گزاری کہ کل فتح ہو جائے گی اور لوگوں نے یہ سوچتے سوچتے رات گزاری کہ کل کس کو جھنڈا دیا جائے گا؟ تو پھر صبح ہوئی تو سارے لوگ آپؐ کے پاس آئے اور ہر شخص یہ امید اور تمنّا کر رہا تھا کہ جھنڈا اُس کو دیا جائے۔ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے اِس روز سے پہلے کبھی بھی امارت کو پسند نہ کیا تھا۔

حضرت سلمہؓ اور حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ رسول اللہؐ سے پیچھے رہ گئے تھے، بیماری کی وجہ سے ساتھ نہیں آئے تھے اُن کی آنکھوں میں شدید درد تھا لیکن بعد میں بے چین ہو کر چلے آئے۔ آپؐ نے حضرت علیؓ کو بُلایا اور جھنڈا اُن کے سپرد کیا۔ جنہوں نے صحابہؓ کی فوج ساتھ لے کر قلعے پر حملہ کیا، باوجود اِس کے کہ یہودی قلعہ بند تھے، اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ اور دوسرے صحابہؓ کو اُس دن ایسی قوت بخشی کہ شام سے پہلے پہلے قلعہ فتح ہو گیا۔

خطبہ کے آخر پر حضورِ انور نے فرمایا کہ جیسا کہ میں دعا کے لئے کہتا رہتا ہوں فلسطینیوں کے لئے خصوصا اور مسلمان دنیا کے لئے عموماً بہت دعا کریں۔ نئے امریکن صدر کی پالیسی ظلم کی انتہا پر پہنچی ہوئی ہے۔ اب تو یہ ساری دنیا کے لئے خطرناک بن چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ فلسطینیوں پر رحم فرمائے۔ عرب ممالک اب بھی اپنی آنکھیں کھولیں اور اتحاد قائم کرنے کی کوشش کریں ورنہ فلسطین ہی نہیں باقی عرب ممالک بھی سخت مشکلات کا سامنا کریں گے۔ پس بہت زیادہ مسلمانوں کو توجہ کی ضرورت ہے اور ہمیں انکے لئے دعائیں کرنے کی ضرورت ہے۔

اسی طرح پاکستان اور بنگلہ دیش کے احمدیوں کے لئے بھی دعا کریں وہاں بھی اللہ تعالیٰ ان کو ہر قسم کے مخالفتوں سے اور حملوں سے بچائے۔ باقی جگہوں پر بھی مظلوم لوگوں کے لئے، مظلوم احمدیوں کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دعاؤں کی توفیق دے۔

☆......☆......☆

اے فضلِ عمرؓ

اے فضل عمر تیرے اوصاف کریمانہ
بتلا ہی نہیں سکتا میرا فکرِ سخندانہ
ہر روز تو تجھ جیسے انسان نہیں لاتی
یہ گردشِ روزانہ یہ گردش دورانہ
ڈھونڈیں تو کہاں ڈھونڈیں پائیں تو کہاں پائیں
سلطانِ بیاں تیرا اندازِ خطیبانہ
دکھ درد کے ماروں کو سینے سے لگاتا تھا
تو سوچتا ہی نہ تھا اپنا ہے یا بیگانہ
قدرت نے جنہیں بخشا اک نورِ یقیں محکم
ہائے وہ تیری آنکھیں وہ نرگسِ مستانہ
ہاں علم و عمل میں تھا اک پیکر عظمت تُو
قرآن کا شیدائی اللہ کا دیوانہ
اسلام کی مشعل کو دنیا میں کیا روشن
اور تُو نے اجاگر کی سرگرمئ فرزانہ
عابدؔ ہے دعا میری محمود کے مقصد کو
دنیا میں ملے جلدی اک نصرتِ شاہانہ
اے فضلِ عمر تیرے اوصافِ کریمانہ
یاد آکے بناتے ہیں ہر روح کو دیوانہ

(مبارک احمد عابد)

ہماری ہی زمیں ہوگی ہمارا آسماں ہوگا

(محمد علی بی اے بی ٹی قادیان، ماخوذ از روزنامہ الفضل قادیان دارالامان 16/اپریل 1936)

منور احمدیت کی شعاعوں سے جہاں ہوگا ۔۔۔ ہماری ہی زمیں ہوگی ہمارا آسماں ہوگا
جہاں میں احمدیت کی ترقی بالیقیں ہوگی ۔۔۔ مگر وہ وقت دشمن پر گراں ہوگا گراں ہوگا
صداقت احمدیت کی عیاں ہوگی عیاں ہوگی ۔۔۔ مگر دشمن پس پردہ نہاں ہوگا نہاں ہوگا
صداقت لے کے اُٹھے ہیں نہیں باطل کا ڈر ہم کو ۔۔۔ مخالف دیکھ لیگا کچھ دنوں میں وہ کہاں ہوگا
مخالف طاقتیں اُٹھنے سے رہ جائیں گی دُنیا میں ۔۔۔ یہی دُنیا میں احمدؐ کی صداقت کا نشاں ہوگا
خدا کی نصرت و تائید اپنی راہنما ہوگی ۔۔۔ روانہ جس طرف دُنیا میں اپنا کارواں ہوگا
کھلے گا غنچہ دل دیکھ کر اسلام کی رونق ۔۔۔ ترقی دیکھ کر اسلام کی دل شادماں ہوگا
ستائش ہر طرف دنیا میں ہوگی پھر محمدؐ کی ۔۔۔ جہاں دیکھو وہیں ذکرِ حبیبِ دو جہاں ہوگا
ضیاءِ چہرۂ نور سے روشن جہاں ہوگا ۔۔۔ زمیں پُر نور ہوگی اور منور آسماں ہوگا
لوائے احمدِؐ مرسل جہاں میں لہلہائے گا ۔۔۔ ہمارا ہی عَلَم ہوگا ہمارا ہی نشاں ہوگا

غرض ہر چیز پر جوَبن نیا آیا ہوا ہوگا
نئی یکسر زمیں ہوگی نیا ہی آسماں ہوگا

Z.A. Tahir Khan
M.Sc. (Chemistry) B.Ed.
DIRECTOR
طالب دعا
Z.A.TAHIR KHAN
Director oxford N.T.T.College
Jaipur (Rajasthan)
TEACHER TRAINING

OXFORD N.T.T. COLLEGE
(Teacher Training)
(A unit of Oxford Group of Education)
Affialiated by A.I.I.C.C.E. New Delhi 110001
0141-2615111- 7357615111
oxfordnttcollege@gmail.com
Add. Fateh Tiba Adarsh Nagar, Jaipur-04
Reg. No. AIICCE-0289/Raj.

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان — Weekly **BADAR** Qadian

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 74 Thursday 13- 20 - February - 2025 Issue.07-08

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

خَرِبَتْ خَيْبَرُ! اِنَّآ اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ

خیبر برباد ہوگیا! جب ہم کسی قوم کے صحن میں اُترتے ہیں تو ڈرائے جانے والوں کی صبح بُری ہوتی ہے

خیبر کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیادت میں سولہ سو جاں نثاروں کا لشکر مدینہ سے روانہ ہوا

مَیں خیبر پر اِس طرح حملہ کرنا چاہتا ہوں کہ ایک طرف تو اہلِ خیبر اور مُلکِ شام کے درمیان حائل ہو جاؤں تا کہ وہ وہاں سے بھاگ کر شام کی طرف نہ نکل جائیں اور ساتھ ہی قبیلہ بنوغطفان کے درمیان بھی حائل ہو جاؤں کہ وہ اِن یہود کی مدد کو نہ پہنچ سکیں

عُیینہ نے حضرت سعدؓ سے کہا کہ ہم اپنے حلیف کو کسی صورت نہیں چھوڑیں گے اور ہم جانتے ہیں کہ تم لوگوں کی طاقت ہی کتنی ہے؟
اگر تم نے مقابلہ کیا تو تم سب لوگ ہلاک ہو جاؤ گے

حضرت سعدؓ نے کہا کہ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور تیرے پاس اِس قلعے میں آئیں گے
اور اب اِس وقت جو پیشکش ہم نے تجھے کی ہے، اُس وقت تم ہم سے اِس کا مطالبہ کرو گے، لیکن تب تجھے تلوار کے سوا کچھ نہیں ملے گا

غزوۂ خیبر کے تناظر میں سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایمان افروز بیان

امت مسلمہ کے لئے عموماً اور فلسطینیوں کے لئے خصوصاً نیز پاکستان اور بنگلہ دیش کے احمدیوں کے لئے دُعاؤں کی تحریک

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 07 رفروری 2025ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: غزوۂ خیبر کا ذکر ہو رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیبر کی طرف روانہ ہونے کی تفصیل یوں ہے کہ آپؐ کی قیادت میں سولہ سو جاں نثاروں کا لشکر مدینہ سے روانہ ہوا۔ اِس میں دو سو گھڑ سوار تھے۔ لیکن روانگی سے قبل آپؐ نے ایک خبر رساں دستہ آگے روانہ فرمایا، جس کا کام تھا کہ لشکر کے آگے آگے راستوں کی دیکھ بھال کرے اور حالات کو بھی معلوم کرتا رہے۔ اِس دستے کے قائد حضرت عباد بن بشر انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔

خیبر کے راستوں سے آگاہی کے لیے دو رہبر یعنی گائیڈ بیس صاع (پچاس کلو) کھجور کی اجرت پر لیے گئے۔

آنحضرتؐ نے مدینہ سے خیبر کی طرف جاتے ہوئے، مختلف مقامات پر پڑاؤ کرتے ہوئے، صہباء مقام پر پڑاؤ کیا۔ یہاں نماز کا وقت ہوا تو نماز یہاں ادا کی گئی۔ نمازوں سے فارغ ہو کر آپؐ نے دونوں رہبروں کو بلایا اور اپنا جنگی منصوبہ اُن کو بتاتے ہوئے فرمایا کہ مَیں خیبر پر اِس طرح حملہ کرنا چاہتا ہوں کہ ایک طرف تو اہلِ خیبر اور مُلکِ شام کے درمیان حائل ہو جاؤں تا کہ وہ وہاں سے بھاگ کر شام کی طرف نہ نکل جائیں اور ساتھ ہی قبیلہ بنوغطفان کے درمیان بھی حائل ہو جاؤں کہ وہ اِن یہود کی مدد کو نہ پہنچ سکیں۔

آنحضرتؐ کو یہ خبر ہو چکی تھی کہ بنوغطفان نے اہلِ خیبر کی مدد کرنے کا وعدہ کیا ہے اور اب وہ مزید چار ہزار کا لشکر لے کر اِس ارادہ سے چل پڑے ہیں کہ وہ اسلامی لشکر کے خیبر تک پہنچنے سے پہلے ہی راستے میں اِس پر حملہ کر دیں۔ بنوغطفان نے اپنے نامور جنگجو سرداروں کی قیادت میں کم و بیش ایک ہزار کا لشکر پہلے ہی خیبر کی طرف بھیج دیا تھا اور وہ خیبر کے قلعوں تک پہنچ چکا تھا اور اب چار ہزار کا یہ لشکر اسلامی لشکر کو روکنے اور اپنی دانست میں اِس کا خاتمہ کرنے کے لیے راستے میں تھا۔ آنحضرتؐ نے بنوغطفان سے رابطہ فرمایا اور اُنہیں ایک خط بھیجا، جس میں لکھا کہ وہ خیبر کے ساتھ ہونے والی جنگ سے غیر جانبدار رہیں، اور اُن کو واضح فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا میرے ساتھ وعدہ ہے کہ وہ مجھے فتح دے گا۔ بعض مؤرّخین کے مطابق آپؐ نے یہ بھی پیغام دیا کہ وہ یہود کا ساتھ دینے سے ہٹ جائیں اور اسلام قبول کر لیں تو خیبر فتح کرنے کے بعد اِن قبائل کو دے دیا جائے گا۔ بعض کے نزدیک آپؐ نے اسلام قبول کرنے کی شرط نہیں رکھی تھی۔ لیکن سولہ سو مسلمانوں کے مقابل پر پندرہ ہزار جنگجوؤں کی فوج اور مضبوط قلعوں کا غرور اُن کے سروں میں سمایا ہوا تھا، جس کی وجہ سے اُنہوں نے آپؐ کی اِس پیشکش کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

اِس پر آپؐ نے خزرج قبیلہ کے سردار اور مخلص صحابی حضرت سعد بن عبادہؓ کو بنوغطفان کے سپہ سالار عیینہ بن حِصْن کی طرف بھیجا۔ یہ بنوغطفان کی اُس ایک ہزار فوج کی قیادت کرتا ہوا اُس وقت خیبر کے یہودی سردار مرحب کے قلعہ میں تھا۔ عیینہ کو جب معلوم ہوا کہ آپؓ نبیٔ اکرمؐ کے نمائندہ کی حیثیت سے آئے ہیں، تو وہ اِنہیں قلعہ کے اندر لانے کے ارادہ سے جانے لگا، تو مرحب نے اعتراض کیا کہ مسلمانوں کے اِس نمائندہ کو قلعہ کے اندر نہیں لانا چاہیے کہ کہیں وہ قلعوں کے اندر آنے کے راستوں وغیرہ کو نہ دیکھ لیں جبکہ عیینہ کا یہ کہنا تھا کہ مَیں چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کے نمائندہ کو اندر لاؤں تا کہ وہ ہماری طاقت اور تیاریوں کے بہترین فوجی ساز و سامان کو دیکھ لیں لیکن مرحب نہ مانا جس پر وہ آپؓ کو قلعہ سے باہر ملا، آپؓ نے اُسے نبیٔ اکرمؐ کا پیغام دیا۔ اِس پر عیینہ نے آپؓ سے کہا کہ ہم اپنے حلیف کو کسی صورت نہیں چھوڑیں گے اور ہم جانتے ہیں کہ تم لوگوں کی طاقت ہی کتنی ہے؟ اگر تم نے مقابلہ کیا تو تم سب لوگ ہلاک ہو جاؤ گے اور یہ قریش وغیرہ کی طرح کے لوگ نہیں ہیں کہ جن پر تم نے فتح پا لی تھی اور ساتھ یہ بھی کہا کہ میرا یہ پیغام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بھی دے دینا۔

حضرت سعدؓ نے اُس کے اِس متکبرانہ جواب پر اُسے کہا کہ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور تیرے پاس اِس قلعے میں آئیں گے اور اب اِس وقت جو پیشکش ہم نے تجھے کی ہے، اُس وقت تم ہم سے اِس کا مطالبہ کرو گے، لیکن تب تجھے تلوار کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔ اور اَے عیینہ! مَیں دیکھ چکا ہوں کہ ہم مدینہ کے یہودیوں کے صحن میں بھی اُترے تھے اور وہ بُری طرح تباہ ہو گئے تھے۔

خدائی رُعب اور غطفانیوں کے فرار کا بھی ذکر ملتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: آنحضرتؐ نے فرمایا تھا نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ کہ مجھے رُعب سے مدد دی گئی ہے۔ یہ واقعہ یہاں عملاً ایک مرتبہ پھر غطفانی فوجوں کے لیے رونما ہوا۔ جیسا کہ ذکر ہوا ہے کہ اِن کا چار ہزار کا لشکر اسلامی فوج پر حملہ کرنے کے لیے تعاقب کر رہا تھا تا کہ یہ مسلمانوں کو خیبر پہنچنے سے روک دے۔ لیکن کوئی ایسی خدائی تقدیر ظاہر ہوئی کہ اِن کا یہ لشکر اچانک واپس پلٹا اور اپنے گھروں کی جانب لَوٹ گیا۔

بہر حال رسول اللہؐ نے خیبر کی طرف اپنا سفر جاری رکھا اور شام کے اندھیروں میں جب خیبر کے قلعے دکھائی دیے، تو آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ، پس وہ سب ٹھہر گئے تو آپؐ نے دعا کی کہ اَے ساتوں آسمان کے ربّ! اور ہر اِس چیز کے جس پر اِس کا سایہ ہے۔ اور ساتوں زمین کے ربّ! اور جو کچھ اُنہوں نے اُٹھایا ہے۔ اور شیاطین کے ربّ! جن کو اُنہوں نے گمراہ کیا ہے۔ اور ہواؤں کے ربّ! اور جو کچھ وہ اُڑاتی ہیں۔ اَے اللہ! ہم اِس بستی کی بھلائی کا سوال کرتے ہیں اور اِس کے اہل کی اور اِس بستی اور اِس کے اہل کے شرّ سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

پھر آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر آگے بڑھو۔ پھر آپؐ روانہ ہوئے، یہاں تک کہ منزلہ پہنچے، جو کہ خیبر کا بازار تھا اور جنگ کے بعد یہ حضرت زید بن ثابتؓ کے حصے میں آیا تھا، آپؐ نے رات کا کچھ حصّہ یہیں گزارا۔

یہود کو یہ گمان نہ تھا کہ آپؐ اُن پر حملہ کریں گے کیونکہ اُنہیں اپنے قلعوں، اسلحہ اور کثرتِ افراد پر گھمنڈ

باقی صفحہ نمبر 35 پر ملاحظہ فرمائیں

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad